ناشر ———— محمد یوسف قریشی
اہتمام ———— محمد بلال قریشی
قانونی مشیران ———— غلام مصطفےٰ قریشی ملتان
———— ملک محمد اشرف لاہور
طابع ———— چرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ———— -/120 روپے



سرِ راہ

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ڈائمنڈ بلاسٹر'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ظہیر احمد صاحب کے سابقہ ناولوں کو جو پذیرائی ملی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی پسندیدگی کے خطوط مسلسل مل رہے ہیں لیکن اس بار دوسرے خطوط کے ساتھ ایک ایسا خط موصول ہوا ہے جسے میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور آپ سے اس بارے رائے چاہتا ہوں۔ شہر اور اپنا نام نہ شائع کرنے کی درخواست پر لکھتے ہیں۔

جناب یوسف قریشی صاحب۔ السلام علیکم۔ جب سے ادارہ یوسف برادرز دوبارہ شروع ہوا ہے۔ ہم نے سکھ کا سانس لیا تھا کہ اعلیٰ معیار کی کتب [illegible] دوبارہ ملنا شروع ہوں گی اور ہم نے پہلے دن آپ کو مبارک باد کا جو خط ارسال کیا تھا وہ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا کہ ہمیں واقعی بے پناہ خوشی ہوئی ہے اور آپ نے تو پہلے سے بھی بڑھ کر اتنی اچھی اور سستی کتب مہیا کیں کہ ہم ہی کیا ہر شخص جو ہمارے اس کاروبار سے وابستہ ہے خوش ہو گیا ہے۔ واقعی خوشبو دلوں کو چھو لیتی ہے۔ پہلے آپ ملتان میں تھے تو ملتان سے ایسی کتب ہمیں ملتی تھیں۔ اب آپ لاہور میں ہیں تو لاہور سے ایسی کتب ہمیں مل رہی ہیں۔

اب میں اصل مسئلہ کی طرف آتا ہوں جس نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ ظہیر احمد کی جو کتب آپ شائع کرتے ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے بہترین ہوتی ہیں۔ جس سے ہماری سیل بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگلے ماہ ظہیر احمد کی جو دوسری کتب آتی ہیں وہ ہماری سیل مایوس کن حد تک کم کر دیتی ہیں۔ ہم اپنے گاہکوں سے کہتے ہیں کہ یہ بھی ظہیر احمد کا

ناول ہے اور یہ بھی ظہیر احمد کا ناول ہے۔ لیکن گاہک کہتا ہے کہ ہمیں صرف یوسف برادرز کی ظہیر احمد کی کتب دیں۔ میں چونکہ ذاتی طور پر آپ کو جانتا ہوں اور آپ کو کام کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ مجھے آج تک کوئی شخص ایسا نظر نہیں آیا جو آپ جیسا کام کرتا ہو۔لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ ظہیر احمد کی دوسری کتب کو بند کروائیں اور اگر ایسا ممکن نہیں تو آپ خود ظہیر احمد کی کتب شائع کرنا بند کر دیں اور دوسرے مصنفین کی کتب شائع کریں۔

محترم قارئین ۔آپ نے خط ملاحظہ کیا۔اب آپ مجھے مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔آپ کی آراء کا انتظار رہے گا اور ہاں اس ناول ڈائمنڈ بلاسٹر اور اس کے ساتھ شائع ہونے والے دوسرے ناول سڈن ڈیتھ کے بارے میں اپنی رائے ضرور ارسال فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

آخر میں شورکوٹ کے ان قارئین سے جنہوں نے بذریعہ فون اور خط شکوہ کیا ہے کہ انہیں شورکوٹ میں ہماری کتب نہیں ملتیں۔ ہماری کتب کے لئے انہیں جھنگ جانا پڑتا ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ ہماری کتب بابر بکسٹال نیو اڈہ لاریاں شورکوٹ شہر میں دستیاب ہیں۔آپ وہاں سے باآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کا موبائل نمبر 0301-7699445 آپ کی سہولت کے لئے درج کر دیا ہے۔

اب اگلے ماہ تک کے لئے اجازت دیجئے۔

والسلام

یوسف قریشی

جولیا کمرشل پلازہ سے شاپنگ بیگ ہاتھ میں لئے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اسے کچھ ضروری سامان خریدنا تھا جس کے لئے وہ اس کمرشل شاپنگ پلازہ میں آئی تھی۔ یہاں ضرورت کا تمام سامان ملتا تھا۔سامان خرید کر وہ اب واپس جا رہی تھی۔ پارکنگ میں آ کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھی۔ کار کے قریب پہنچ کر وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابی سے کار کا دروازہ کھولنے ہی لگی تھی کہ اسے عقب سے آواز سنائی دی۔

”ایکسکیوزمی پلیز“ ۔۔۔۔ جولیا نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے قریب ایک انیس بیس سال کی خوبصورت لڑکی کھڑی تھی۔ اس نے نفیس لباس پہن رکھا تھا اور اس کے سر پر باقاعدہ سکارف بندھا ہوا تھا۔ وہ شکل وصورت سے کسی شریف گھرانے کی لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔

"یس پلیز۔" ——— جولیا نے جواباً بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام ریحانہ ملک ہے۔ میں یہاں کچھ ضروری کام سے آئی تھی۔ پارکنگ میں میری کار خراب ہو گئی ہے۔ میں بڑی دیر سے اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مگر کار سٹارٹ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ مجھے جلد سے جلد اپنے گھر پہنچنا ہے۔ اور میں اکیلی ٹیکسی میں جانے سے گھبراتی ہوں۔ اس لئے اگر آپ برا نا منائیں تو۔" ——— لڑکی تیز تیز بولتے ہوئے رک گئی اور التجا بھری نظروں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگی۔

"لفٹ چاہتی ہو۔" ——— جولیا نے اس کے تیز تیز بولنے پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ اگر آپ کو کہیں جانے کی جلدی نہ ہو تو۔ پلیز۔" لڑکی نے جس نے اپنا نام ریحانہ ملک بتایا تھا اسی لہجے میں کہا۔

"جانا کہاں ہے تمہیں۔" ——— جولیا نے پوچھا۔

"زیادہ دور نہیں۔ مجھے صرف پی بلکس۔ فیز ٹو میں ہی جانا ہے۔" ——— ریحانہ ملک نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ گو کہ مجھے اس طرف نہیں جانا۔ لیکن بہرحال میں تمہیں وہاں چھوڑ دوں گی۔" ——— جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو۔ تھینک یو ویری مچ۔ مس۔" ——— ریحانہ ملک نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور مس کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"روہابہ۔ روہابہ اسلم۔" ——— جولیا نے اسے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوبصورت نام ہے۔ نائس ٹو میٹ یو۔" ——— ریحانہ ملک نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو جولیا نے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا۔

"می ٹو۔" ——— جولیا نے کہا۔

"چلیں۔" ——— ریحانہ ملک نے کہا۔

"ضرور۔" ——— جولیا نے کہا اور کار کے دروازے کا لاک کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے بیگ عقبی سیٹ پر رکھ کر ساتھ والی سیٹ والے دروازے کا لاک کھول دیا۔ لڑکی اس دوران گھوم کر دوسری طرف آ گئی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور جولیا کے ساتھ والی سیٹ پر آ بیٹھی۔ جولیا نے کار اسٹارٹ کی اور اسے پارکنگ سے نکال کر مین روڈ پر آ گئی۔

"معاف کیجئے گا مس روہابہ۔ اب ہم دونوں فرینڈز تو بن ہی چکی ہیں۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کیا کرتی ہیں۔" ریحانہ ملک نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ بس گھر کے کام کاج کے سوا اور کچھ بھی نہیں کرتی۔" ——— جولیا نے سادہ سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شادی شدہ ہیں۔" ——— ریحانہ ملک نے پوچھا۔

"نہیں۔"——جولیا نے مبہم سے انداز میں کہا۔

"رہتی کہاں ہیں آپ۔"——ریحانہ ملک نے پوچھا۔

"ڈی ون۔ فیز تھری میں۔"——جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس نے فرضی پتہ ہی بتایا تھا۔

"اوہ۔ آپ بھی قریب ہی رہتی ہیں۔ اور کون کون ہے آپ کے گھر میں۔"——ریحانہ ملک نے کہا۔ وہ ضرورت سے زیادہ باتونی معلوم ہو رہی تھی۔

"سب ہی ہیں۔"——جولیا نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"سب میں۔ کون۔ کون۔"——ریحانہ ملک نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ماں باپ۔ بہن بھائی سب ہیں۔"——جولیا نے کار دائیں طرف سڑک پر موڑتے ہوئے کہا۔

"کتنے بہن بھائی ہیں آپ۔"——ریحانہ ملک نے پوچھا۔

"آپ تو یوں میرا انٹرویو کر رہی ہیں جیسے آپ کسی میگزین میں کام کرتی ہوں۔"——جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ میرا کسی میگزین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئی ایم سوری۔"——ریحانہ ملک نے جلدی سے کہا۔

"سوری کس لئے۔"——جولیا نے کہا۔

"آپ شاید مائینڈ کر رہی ہیں۔ میں اصل میں بے حد باتونی

ہوں۔ میں جب بھی کسی لڑکی سے ملتی ہوں۔ اس سے اسی طرح بے تکلف ہو جاتی ہوں۔"——ریحانہ ملک نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ بہرحال ہم فیز ٹو میں آ گئے ہیں۔ آگے کہاں جانا ہے۔"——جولیا نے اس سے پوچھا۔ باتوں باتوں میں وہ واقعی فیز ٹو میں پہنچ چکی تھیں۔

"اوہ۔ بس۔ وہ سامنے ایک گلی چھوڑ کر اگلی گلی میں۔"——ریحانہ ملک نے کہا تو جولیا نے کار آگے بڑھا دی۔ گلی میں مڑ کر وہ جیسے ہی کار آگے لے گئی۔ ریحانہ ملک نے ایک فرنشڈ کوٹھی کے سامنے اسے کار روکنے کے لئے کہا۔

"بس۔ بس۔ میں یہیں رہتی ہوں۔"——ریحانہ ملک نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کار روک دی۔

"تھینک یو مس روبابہ۔"——ریحانہ ملک نے جولیا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ جولیا نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر ریحانہ ملک کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"ٹائم ہو تو کبھی میرے پاس آیئے گا۔ مل کر خوب باتیں کریں گے۔"——ریحانہ ملک نے دروازہ بند کر کے کھڑکی پر جھکتے ہوئے کہا۔

"ضرور۔"——جولیا نے اخلاقاً کہا تو ریحانہ ملک اسے ٹا ٹا کر کے سیدھی ہوئی اور کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"ارے۔ یہ سکیورٹی گارڈ کہاں چلا گیا۔" ـــــ جولیا نے اس کی حیرت بھری آواز سنی۔ گیٹ کے ساتھ ایک چھوٹا سا کیبن تھا جو خالی نظر آ رہا تھا۔ جولیا نے کار آگے بڑھائی ہی تھی کہ اچانک کار کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگے اور پھر اچانک اس کا انجن بند ہو گیا۔

"اوہ۔ یہ کار کو کیا ہوا ۔ یہ بند کیوں ہو گئی ہے۔" ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے چابی اگنیشن میں گھمائی۔ کار کا انجن گھر گھرایا لیکن سٹارٹ نہ ہوا۔ جولیا بار بار چابی گھما رہی تھی مگر انجن سٹارٹ ہی نہیں ہو رہا تھا۔

"حیرت ہے۔ ابھی چند لمحے قبل تو یہ بالکل ٹھیک تھی۔ اب اسے اچانک کیا ہو گیا۔" ـــــ جولیا نے کہا۔ پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر آ گئی۔ اسی لمحے گیٹ پر کھڑی ریحانہ ملک اس کی طرف بڑھتی نظر آئی۔

"کیا ہوا مس روبابہ۔" ـــــ ریحانہ ملک نے اس کی کار کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔

"کاربوریٹر میں شاید کچرا آ گیا ہے۔ انجن سٹارٹ نہیں ہو رہا۔" جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ ابھی تو یہ اچھی بھلی چل رہی تھی۔" ـــــ ریحانہ ملک نے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے۔" ـــــ جولیا نے کاندھے اچکا کر کہا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ہک کو کھینچ کر بونٹ کا

لاک کھولا اور سیدھی ہو کر فرنٹ کی طرف آ گئی۔ اس نے بونٹ اٹھایا تو اس کی نظریں ایک پلگ پر پڑیں جس سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔

"اوہ۔ لگتا ہے پلگ شارٹ ہو گیا ہے۔" ـــــ ریحانہ ملک نے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" ـــــ جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اب آپ کیا کریں گی۔ جب تک اس پلگ کو بدلا نہ جائے کار سٹارٹ نہیں ہو گی۔" ـــــ ریحانہ ملک نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا۔ اب میں یہاں رکی تو نہیں رہ سکتی۔" ـــــ جولیا نے کہا۔ اس نے بونٹ نیچے کر کے اسے پریس کیا اور دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آ گئی۔ ڈیش بورڈ پر پڑے ہینڈ بیگ کو اٹھا کر اس نے اسے کھولتے ہوئے اس میں سے اپنا سپیشل سیل فون نکال لیا۔

"کسی مکینک کو فون کر رہی ہیں آپ۔" ـــــ ریحانہ ملک نے اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ فی الحال تو میں اپنے ساتھی کو بلاؤں گی۔ پھر کسی ورکشاپ میں فون کروں گی۔ وہ خود ہی اسے یہاں سے آ کر لے جائیں گے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔ اس نے صفدر کے نمبر پریس کئے اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس۔" ـــــ دوسری طرف سے رابطہ ملتے ہی صفدر کی آواز

سنائی دی۔

”سعید۔ میں روہابہ بول رہی ہوں۔“ ـــــ جولیا نے کہا۔ اس نے ریحانہ ملک کے سامنے ظاہر ہے وہی نام بتانا تھا جو وہ اسے بتا چکی تھی۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ فرمائیں۔“ ـــــ دوسری طرف سے صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے جولیا کی آواز پہچان لی تھی۔ جولیا نے جس طرح اس کا نام سعید اور اپنا نام روہابہ کہا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے پاس ضرور کوئی موجود ہے۔

”میں کمرشل پلازہ میں کچھ شاپنگ کرنے گئی تھی۔ واپسی پر میری کار خراب ہوگئی ہے۔ اگر تمہارے پاس وقت ہو تو کیا تم مجھے پک کر سکتے ہو۔“ ـــــ جولیا نے کہا۔

”ضرور۔ کہاں ہیں آپ۔“ ـــــ دوسری طرف سے صفدر نے پوچھا۔

”میں بی سکس۔ فیز ٹو میں اپنی کار کے پاس ہی کھڑی ہوں۔“ جولیا نے کہا۔

”اوکے۔ میں آدھے گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا۔ ویسے سب خیریت تو ہے نا۔“ ـــــ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ڈونٹ وری۔ تم بس آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔“ ـــــ جولیا نے کہا۔

”اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔“ ـــــ دوسری طرف سے صفدر

نے کہا تو جولیا نے سیل فون کان سے ہٹا کر اسے آف کر دیا۔

”کیا آپ کا ساتھی آ رہا ہے۔“ ـــــ ریحانہ ملک نے اسے فون بند کرتے دیکھ کر کہا۔

”ہاں۔ وہ آدھے گھنٹے تک یہاں آ جائے گا۔“ ـــــ جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”مس روہابہ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو آپ اتنی دیر تک کے لئے میری رہائش گاہ میں آ جائیں۔ میں کسی ملازم کی یہاں ڈیوٹی لگا دیتی ہوں۔ جیسے ہی آپ کا ساتھی یہاں آئے گا وہ آ کر ہمیں بتا دے گا۔“ ـــــ ریحانہ ملک نے کہا۔

”اوہ۔ نہیں۔ آپ کا شکریہ۔ میں کار میں بیٹھ کر اس کا انتظار کر لوں گی۔“ ـــــ جولیا نے کہا۔

”پلیز۔ اور کچھ نہیں تو اسی بہانے میں آپ کے ساتھ ایک کپ چائے ہی پی لوں گی۔ چائے کا شوق تو ہے نا آپ کو۔“ ریحانہ ملک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ خواہ مخواہ تکلف کر رہی ہیں۔“ ـــــ جولیا نے کہا۔ اصل میں وہ اس باتونی لڑکی سے عاجز آ گئی تھی۔ وہ جتنا اس سے جان چھڑانا چاہتی تھی وہ اتنا ہی اس کے سر پر سوار رہی تھی۔

”کوئی تکلف نہیں۔ آپ بس چلیں میرے ساتھ۔“ ریحانہ ملک نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”ارے مگر۔“ ـــــ جولیا نے بوکھلا کر کہا۔

"پلیز۔ روہابہ جی۔ انکار مت کریں۔ آپ کو میرے ساتھ ایک کپ چائے پینی ہی پڑے گی۔ ورنہ میں دو روز تک نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی۔" ـــــ ریحانہ ملک نے اس قدر معصومانہ لہجے میں کہا کہ جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

"آپ بھی عجیب ہیں۔ مجھے زبردستی اپنے گھر چائے پلانے لے جا رہی ہیں۔ اگر میں خطرناک لڑکی ہوئی تو۔" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریحانہ ملک کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اگر آپ خطرناک لڑکی ہیں۔ پھر تو مجھے آپ کے ساتھ چائے پینے کا اور بھی زیادہ لطف آئے گا۔ کم از کم میں اپنی سہیلیوں سے کہہ تو سکوں گی کہ میں نے ایک خطرناک لڑکی کو زبردستی چائے پلائی تھی۔" ـــــ ریحانہ ملک نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا بھی ہنس پڑی۔

"اچھا میں کار لاک کر دوں۔ پھر چلتے ہیں۔" ـــــ جولیا نے کہا۔ اس نے کار لاک کی اور پھر وہ دونوں کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگیں۔

"کون کون ہے آپ کے گھر میں۔" ـــــ جولیا نے اس سے پوچھا۔

"ممی۔ ڈیڈی اور چند ملازم ہیں اور بس۔" ـــــ ریحانہ ملک نے کہا۔

"اوہ۔ بہن بھائی نہیں ہیں۔" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں۔" ـــــ ریحانہ ملک نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ریحانہ ملک اور جولیا گیٹ کے قریب آ کر رک گئیں۔

"حیرت ہے۔ میں اتنی دیر گھنٹی بجاتی رہی ہوں۔ کسی نے دروازہ ہی نہیں کھولا اب تک۔" ـــــ ریحانہ ملک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور گیٹ کی سائیڈ پر لگے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اندر دور کہیں مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"کیا آپ کے ڈیڈی نے یہاں سیکورٹی گارڈ بھی رکھا ہوا ہے۔" ـــــ جولیا نے کیبن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ وہ یہیں ہوتا ہے۔ لیکن پتہ نہیں وہ آج نظر کیوں نہیں آ رہا۔ جب میں یہاں سے گئی تھی تب تو وہ یہیں تھا۔" ریحانہ ملک نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ تمہارے ڈیڈی نے اسے اندر کسی کام سے بلا لیا ہو۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے۔" ـــــ ریحانہ ملک نے سر ہلا کر کہا۔ اور گیٹ کھلنے کا انتظار کرنے لگی مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ حالانکہ جس طرح ریحانہ ملک نے کال بیل بجائی تھی کسی کو بہت پہلے آ جانا چاہیے تھا۔

"کہیں ایسا تو نہیں تمہارے گھر والے کہیں گئے ہوئے ہوں۔ اندر سے تو کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"اول تو ممی ڈیڈی کہیں جاتے ہی نہیں۔ اگر وہ کسی کام سے گئے بھی ہوں تو کسی نہ کسی ملازم کو تو آ کر دروازہ کھولنا چاہیے تھا۔" ——— ریحانہ ملک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ جولیا نے کچھ سوچ کر گیٹ کے ذیلی دروازے کو ہاتھ لگا کر دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"ارے۔ دروازہ تو کھلا ہوا ہے۔" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ ایک منٹ۔ میں دیکھتی ہوں اندر جا کر۔ کہ باہر کوئی کیوں نہیں آیا۔" ——— ریحانہ ملک نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"رکو۔" ——— جولیا نے کہا تو ریحانہ ملک چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔" ——— اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اندر کچھ گڑ بڑ معلوم ہو رہی ہے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"گڑ بڑ۔ کیا مطلب۔" ——— ریحانہ ملک نے چونک کر کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر جھانکنے لگی۔ لاؤنج میں دو کاریں کھڑی تھیں۔ دائیں طرف ایک خوبصورت باغیچہ تھا اور سامنے کوٹھی کا رہائشی حصہ نظر آ رہا تھا۔ اندر واقعی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"آؤ۔" ——— جولیا نے کہا اور اندر آ گئی۔ اس کے کہنے پر ریحانہ ملک بھی اندر آ گئی اور حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"حیرت ہے۔ یہاں تو ایسی خاموشی چھائی ہوئی ہے جیسے واقعی گھر میں کوئی نہ ہو۔" ——— جولیا نے کہا اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر احتیاط سے آگے بڑھنے لگی۔ باغیچے میں پھول اور چند درخت تھے۔ جولیا کو ایک درخت کے پیچھے کچھ دکھائی دیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ٹھٹھک کر رک گئی۔

"کیا ہوا۔ کیا ہے یہاں۔" ——— ریحانہ ملک نے تیز تیز چلتی ہوئی اس کے قریب آتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی وہ جولیا کے قریب آئی اور اس کی نظریں درخت کی دوسری طرف پڑیں تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ درخت کی دوسری طرف ایک لاش پڑی تھی۔ لاش ایک ادھیڑ عمر آدمی کی تھی۔ اس نے نیلے رنگ کی مخصوص وردی پہن رکھی تھی۔ جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس رہائش گاہ کا سکیورٹی گارڈ تھا۔

"اوہ۔ مائی گاڈ۔ یہ۔ یہ تو ماجد حسین ہے۔ ہمارا سکیورٹی گارڈ۔" ریحانہ ملک نے خوف بھرے لہجے میں کہا پھر وہ مڑی اور ڈیڈی ڈیڈی چیختی ہوئی تیزی سے رہائشی حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"رک جاؤ۔ ریحانہ۔ ریحانہ۔" ——— اسے اس طرح

ہراساں بھاگتے دیکھ کر جولیا نے چیختے ہوئے کہا مگر ریحانہ ملک جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہی تھی۔" جولیا تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔ مگر اتنی دیر میں برآمدے سے گزر کر ریحانہ ملک ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی تھی۔

"ریحانہ۔ میری بات سنو۔ ریحانہ۔" ——— جولیا نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔ وہ اسے آوازیں دیتی دروازے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اسے اندر سے ریحانہ ملک کی تیز چیخ سنائی دی۔ جولیا نے لپک کر دروازہ کھولا اور تیزی سے اندر داخل ہو گئی۔ سامنے راہداری تھی جس کے دائیں بائیں کمرے تھے۔ ریحانہ ملک ایک کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ منہ پر تھا اور اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی ابل کر باہر آ گریں گی۔

"کیا ہوا ریحانہ۔" ——— جولیا نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کمرے میں جھانکا تو اسے بھی جیسے زبردست جھٹکا لگا۔ اندر چار لاشیں پڑی تھیں۔ جن میں دو مرد اور دو عورتیں تھیں۔ ان کے اردگرد خون کے تالاب سے بنے ہوئے تھے۔ صاف لگ رہا تھا کہ ان چاروں کو اس جگہ گولیوں سے چھلنی کیا گیا تھا۔ کمرے میں موجود صوفوں اور دیواروں پر گولیوں کی بوچھاڑوں کے نشانات صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ کمرے کی ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا

جیسے حملہ آوروں نے نہ صرف وہاں موجود افراد کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ کمرے کی تلاشی بھی لی تھی اور تلاشی کے دوران انہوں نے ہر چیز کا ستیاناس کر دیا تھا۔ اسی لمحے جولیا نے کسی کے گرنے کی آواز سنی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو ریحانہ ملک زمین پر گری پڑی تھی۔ شاید وہ ہلکے دل کی مالک تھی۔ لاشوں کو دیکھ کر شاید وہ اپنا حوصلہ ہار بیٹھی اور وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔

"اوہ۔ اب اسے کیا ہو گیا۔ ریحانہ۔ ریحانہ۔ ہوش میں آؤ ریحانہ۔" ——— جولیا نے تیزی سے اس پر جھکتے ہوئے اسے کاندھے سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن ریحانہ ملک واقعی بے ہوش ہو گئی تھی۔ جولیا چند لمحے پریشانی کے عالم میں اسے دیکھتی رہی۔ پھر وہ اٹھی اور اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک نئی پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لی اور احتیاط سے چلتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

دائیں طرف ایک اور کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ اس نے اندر جھانکا۔ اس کمرے کی تمام چیزیں بھی بکھری ہوئی تھیں مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ جولیا اگلے کمرے کی طرف بڑھی تو اسے اس کمرے میں ایک ادھیڑ عمر مرد اور ایک عورت دکھائی دی۔ عورت صوفے پر گری ہوئی تھی اور اس کا سارا جسم گولیوں سے چھلنی دکھائی دے رہا تھا البتہ ادھیڑ عمر مرد ایک کرسی پر بندھا ہوا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لئے جولیا کانپ اٹھی۔ اس آدمی پر خوفناک اور

انتہائی وحشیانہ حد تک تشدد کیا گیا تھا۔ اس کے ناک، کان غائب تھے۔ دونوں گال کٹے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں کی جگہ بھی دو گڑھے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے جسم پر جگہ جگہ گہرے زخم دکھائی دے رہے تھے اور ایک خنجر اس کے سینے میں عین دل کے مقام پر گڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

کمرے کی حالت بھی ابتر تھی۔ ہر چیز بے ترتیبی سے بکھری ہوئی تھی۔ وہاں بھر پور اور زبردست تلاشی لی گئی تھی۔ کمرے میں خون ہی خون تھا اور خون سے بھرے جوتوں کے نشانات بھی موجود تھے۔ کسی خیال کے تحت جولیا نے کمرے میں جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ رہائشی حصے میں دوسرے کمروں میں جا کر دیکھنے لگی۔ رہائش گاہ کے چھ کمرے تھے۔ ایک ٹی وی لاؤنج اور ایک ڈرائینگ روم تھا۔ مگر وہاں کچھ بھی سلامت دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایک کمرے میں مزید دو مردوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس خوفناک اور بہیمانہ واردات سے اس بات کا صاف پتہ چل رہا تھا کہ واردات کرنے والوں کو وہاں کسی خاص چیز کی تلاش تھی۔ جس کے لئے انہوں نے وہاں خون کی ہولی کھیلی اور ایک آدمی کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔

جولیا نے رہائش گاہ کا مکمل طور پر جائزہ لیا اور پھر وہ واپس اس راہداری میں آ گئی جہاں ریحانہ ملک بے ہوش پڑی تھی۔ جولیا نے پسٹل ہینڈ بیگ میں رکھ کر اسے ایک طرف رکھا اور پھر اس نے

ریحانہ ملک کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور ایک دوسرے کمرے میں لا کر اسے ایک پلنگ پر لٹا دیا۔ چند لمحے وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ ریحانہ ملک کی بے ہوشی چونکہ خوف اور دہشت کے باعث ہوئی تھی اس لئے اس کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ جولیا اسے وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکلی اور راہداری سے گزر کر رہائشی حصے سے باہر آ گئی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی گیٹ سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اپنی کار کے قریب اسے صفدر کی کار دکھائی دی۔ صفدر کار کے باہر کھڑا تھا۔ جولیا اس کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے۔ آپ کہاں چلی گئی تھیں۔ میں کب سے یہاں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" ——— صفدر نے اسے دیکھ کر کہا۔

"یہاں ایک بہت بڑی واردات ہو گئی ہے صفدر۔" ——— جولیا نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا اور صفدر واردات کا سن کر چونک پڑا۔

"کیسی واردات۔" ——— اس نے کہا تو جولیا نے اسے ریحانہ ملک سے ملنے اور پھر اس کی کوٹھی میں جانے تک کے تمام حالات بتا دیئے۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بڑی خوفناک واردات ہے۔ نو افراد کا قتل۔ اور آپ بتا رہی ہیں کہ ایک آدمی کو باقاعدہ تشدد کا بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔" ——— صفدر نے پریشان زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ واردات کو ڈکیتی کا رنگ دیا گیا ہے۔ جبکہ میرا خیال ہے کہ یہ سارا خونی کھیل کسی خاص چیز کو حاصل کرنے کے لئے کھیلا گیا ہے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اگر یہ ڈکیتی کی واردات ہوتی تو وہ گھر کے قیمتی سامان کو وہاں چھوڑنے کی بجائے اپنے ساتھ لے جاتے اور پھر سب سے اہم پوائنٹ اس ادھیڑ عمر پر کئے گئے تشدد کا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے اس ادھیڑ عمر سے کچھ اگلوانے کے لئے اس پر بہیمانہ تشدد کیا گیا ہے۔" ——— صفدر نے کہا۔

"میں نے اندر موجود کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اندر خون آلود جوتوں کے نشانات بھی ہیں جن سے واردات کرنے والوں کا سراغ لگایا جا سکتا ہے اور اگر ہم کوشش کریں تو ہمیں ان واردات کرنے والوں کا اور بھی کوئی کلیو مل جائے گا۔ کیونکہ وہ جو کوئی بھی تھے انہوں نے سب کچھ عجلت میں کیا تھا جیسے انہیں وہاں کسی کے آنے کا خطرہ ہو اور وہ خطرہ ظاہر ہے ریحانہ ملک کا ہی ہو سکتا تھا کیونکہ وہ گھر پر نہیں تھی اور کسی بھی وقت واپس آ سکتی تھی۔ اس لئے وہ اپنی مطلوبہ چیز کو اس کے واپس آنے سے پہلے حاصل کر لینا چاہتے تھے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ گو کہ یہ معاملہ سیکرٹ سروس کا نہیں ہے۔ مگر انسانیت کے ناطے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مس ریحانہ ملک کی مدد کریں۔" ——— صفدر نے کہا۔

"بالکل۔ وہ بے چاری ایک کمرے میں بے ہوش پڑی ہے۔ ابھی تک اس نے سیکیورٹی گارڈ اور ملازمین کی لاشیں دیکھی ہیں۔ جنہیں دیکھ کر وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ ہوش میں آ کر وہ اپنے ماں باپ کی لاشیں دیکھے گی تو نہ جانے اس کا کیا حال ہو گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اس خوفناک صدمے سے وہ اپنا دماغی توازن ہی نہ کھو بیٹھے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"اس علاقے کی خاموشی بتا رہی ہے کہ یہاں ابھی تک کسی کو اس رہائش گاہ میں ہونے والی واردات کا علم نہیں ہوا ہے۔ ورنہ شاید اب تک پولیس یہاں آ چکی ہوتی۔ اس موقع کا ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی کلیو مل گیا تو اسے ہم سنبھال لیں گے اور پھر پولیس کو انفارم کر دیں گے۔" ——— صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ۔" ——— جولیا نے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں اپنی کار سائیڈ پر کر لوں۔" ——— صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر نے اپنی کار جولیا کی کار کے قریب سائیڈ میں لگائی اور پھر وہ کار لاک کر کے جولیا کے پاس آ گیا اور پھر وہ دونوں رہائش گاہ میں داخل ہو گئے۔ اور انہوں نے الگ الگ رہائش گاہ کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ریحانہ ملک بدستور بے ہوش تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ دونوں دوبارہ اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے

جہاں ریحانہ ملک بے ہوش پڑی تھی۔ صفدر نے اپنے ڈیجیٹل سیل فون کے کیمرے سے احتیاطاً رہائش گاہ کے ہر حصے کی تصویریں بنا لی تھیں۔

”کچھ ملا۔“ ——— جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں مس جولیا۔ آپ کا خیال سو فیصد درست ہے۔ واردات کو واقعی ڈکیتی کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ رہائش گاہ سے چند قیمتی چیزیں غائب ہیں۔ تجوری بھی ٹوٹی ہوئی ہے اور خالی ہے۔ ہر چیز کو جان بوجھ کر توڑ پھوڑ دیا گیا ہے اور جوتوں کے نشانات بھی جان بوجھ کر بنائے گئے ہیں۔ باغیچے میں ایک گملے کے پیچھے سے چند جوتے ملے ہیں جنہیں دھو کر وہاں پھینک دیا گیا تھا۔ یہ وہی جوتے ہیں جن سے خون آلود نشانات بنائے گئے تھے۔“ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے۔ وہ لوگ اپنے پیچھے واقعی کوئی نشان نہیں چھوڑ گئے۔ البتہ یہاں جو کچھ نظر آ رہا ہے۔ اس سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک دو افراد نہیں تھے۔ کم از کم آٹھ دس افراد تھے۔ اور انہوں نے یہاں جو فائرنگ کی تھی وہ مشین گنوں یا مشین پسٹلز سے کی تھی اور ان مشین گنوں یا مشین پسٹلز پر باقاعدہ سائلنسر لگے ہوئے تھے۔“ ——— جولیا نے کہا۔

”وہ جو کوئی بھی تھے۔ لگتا ہے وہ اپنا مقصد پورا نہیں کر سکے تھے۔“ ——— صفدر نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”مطلب۔“ ——— جولیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جس ادھیڑ عمر آدمی کو اس قدر شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے لگتا ہے وہ بے پناہ قوت ارادی کا مالک تھا۔ شدید اذیتوں کے باوجود اس نے اپنی زبان نہ کھولنے کے لئے باقاعدہ اپنی زبان دانتوں سے کاٹ لی تھی۔ جس قدر اس پر تشدد کیا گیا تھا۔ اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ یقیناً زبان کھول دیتا۔“ ——— صفدر نے کہا۔

”معاملہ بے حد عجیب اور پیچیدہ سا لگ رہا ہے۔ کیا خیال ہے چیف سے بات کی جائے۔“ ——— جولیا نے کہا۔

”میرا خیال ہے ہمیں ابھی چیف سے بات نہیں کرنی چاہیے۔“ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں۔“ ——— جولیا نے کہا۔

”ہمیں یہ معلوم نہیں کہ جس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے وہ کون ہے۔ اس کا تعلق زندگی کے کس شعبے سے ہے اور اسے مجرموں نے کس مقصد کے لئے اور کیوں ہلاک کیا ہے۔ عام سے علاقوں میں ایسے قتل اور ڈکیتیوں کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں اور ایسی وارداتوں کو چیک کرنے کا اختیار سیکرٹ سروس کا نہیں ہوتا۔ ان وارداتوں کو چیک کرنا اور مجرموں کو تلاش کرنا پولیس کا کام ہے۔“ صفدر نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے مگر۔'' ـــــ جولیا نے کہنا چاہا۔

''نہیں مس جولیا۔ چیف اس معاملے میں ہمیں کبھی ملوث نہیں ہونے دیں گے۔ ہم زیادہ سے زیادہ اس لڑکی کو طبی سہولت دینے کے لئے اسے کسی طبی مرکز میں پہنچا سکتے ہیں اور اس واردات کی خبر پولیس کو دے دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔'' ـــــ صفدر نے کہا۔

''پولیس کو تو ہم انفارم کر ہی دیں گے۔ مگر تم شاید ایک بات بھول رہے ہو۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''کون سی بات۔'' ـــــ صفدر نے کہا۔

''اس ادھیڑ عمر آدمی پر جس انداز سے تشدد کیا گیا ہے ایسا تشدد یا تو سرکاری ایجنسیوں کے افراد کرتے ہیں یا پھر سیکرٹ ایجنٹس۔'' جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

''اگر آپ کے اس پوائنٹ کو سامنے رکھا جائے تو پھر ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہو جاتا ہے کہ آخر یہ آدمی تھا کون۔ عام اور غیر اہم آدمی کے خلاف نہ تو کوئی ایجنسی کام کرتی ہے اور نہ کوئی ایجنٹ۔ اگر ہلاک ہونے والا آدمی کوئی اہم آدمی تھا تو پھر ہمیں یہ بھی تو دیکھنا پڑے گا کہ وہ یہاں بغیر کسی سیکیورٹی کے اور عام سے متوسط علاقے میں کیوں رہ رہا تھا۔'' ـــــ صفدر نے کہا۔

''یعنی جب تک ہمیں اس کی شخصیت کا پتہ نہیں چل جاتا اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔'' ـــــ جولیا نے اثبات میں

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اور اس کی شخصیت کا ہمیں اس لڑکی سے ہی پتہ چل سکتا ہے۔'' ـــــ صفدر نے جواباً اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر اب بتاؤ۔ کیا کرنا چاہیے۔ کیا اسے ہوش میں لانا چاہیے۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں کا ماحول اس لڑکی کے لئے سازگار نہیں ہے۔ اسے آپ کے فلیٹ میں لے جاتے ہیں۔ وہیں اسے ہوش میں لا کر اس سے بات کریں گے اور میرا خیال ہے ہمیں اس واقعے کی کسی کو خبر بھی نہیں کرنی چاہیے۔ کوٹھی کو ہم خود لاک کر جائیں گے۔ لڑکی سے کوئی اہم بات معلوم ہوئی تب چیف سے بات کریں گے۔ پھر وہ جیسا کہیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔'' صفدر نے کہا۔

''یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ تم ایسا کرو۔ کار گیٹ کے پاس لے آؤ۔ میں اس لڑکی کو اٹھا لاتی ہوں۔ ہمیں کسی کی نظروں میں آئے بغیر یہاں سے نکلنا ہوگا۔'' ـــــ جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابھی وہ جانے کے لئے پلٹا ہی تھا کہ اچانک انہیں باہر پولیس کی موبائل گاڑیوں کا مخصوص سائرن سنائی دیا۔ سائرن کی آوازیں سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔

''اوہ۔ پولیس کو شاید اس رہائش گاہ میں ہونے والی واردات کا

علم ہو گیا ہے۔ وہ یقیناً یہیں آ رہے ہیں۔" ــــــ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اب کیا کریں۔ ہماری کاریں تو باہر ہیں۔" ــــــ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں کاروں کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ وہ ہمارے اصلی ناموں سے رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ اس سے پہلے کہ پولیس اندر آ جائے ہمیں اس لڑکی کو لے کر فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیے۔" ــــــ صفدر نے کہا۔

"لیکن ہم باہر کیسے جائیں گے۔ باہر جاتے ہی ہم ان کی نظروں میں آ جائیں گے۔" ــــــ جولیا نے کہا۔

"ہم مین گیٹ سے نہیں عقبی راستے سے جائیں گے۔ رہائش گاہ کے عقب میں بھی باہر جانے کا ایک راستہ ہے۔ جلدی کریں لڑکی کو اٹھائیں اور میرے ساتھ چلیں۔" ــــــ صفدر نے کہا تو جولیا نے لپک کر بے ہوش پڑی لڑکی کو اٹھا لیا۔ پھر وہ تیزی سے کمرے سے نکلے اور رہائش گاہ کے اندرونی راستے میں بھاگنے لگے۔ صفدر نے ایک کمرے میں داخل ہو کر اس کا عقبی دروازہ کھولا تو وہ عمارت کے عقب میں آ گئے جہاں ایک چھوٹی سی نیٹ پریکٹس کی جگہ خالی تھی۔ سامنے دیوار میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھے۔ صفدر نے دروازہ کھول کر باہر سر نکالا تو اسے ایک عقبی گلی دکھائی دی۔ گرمیوں

کے دن تھے۔ لوگ گرمیوں میں اپنی رہائش گاہوں میں اے سی کی ٹھنڈی میٹھی ہواؤں میں عموماً دوپہر کے وقت آرام کرتے تھے۔ اس لئے گلیوں اور بازاروں میں شاذ و نادر ہی کوئی آدمی دکھائی دیتا تھا۔ اتفاق سے اس وقت گلی میں کوئی نہ تھا۔ وہ دونوں باہر نکلے اور پھر تیز تیز چلتے ہوئے ایک اور گلی میں چلے گئے۔ اس گلی سے نکل کر وہ تیسری گلی میں اور پھر اس سے اگلی گلی میں آ گئے۔ اس گلی میں چند لوگ تھے۔ صفدر نے جولیا کے ساتھ مل کر لڑکی کو اس انداز میں سنبھال رکھا تھا جیسے اس کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو اور وہ اسے کسی ایمرجنسی کے تحت لے جا رہے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود لوگ چونک چونک کر ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یہ چونکہ پوش علاقہ تھا اور اس علاقے میں تقریباً ہر ایک کے پاس ذاتی سواری کی سہولت موجود ہوتی تھی۔ اس لئے انہیں اس طرح پیدل ایک مریضہ کو لے جاتے دیکھ کر ان کی حیرانی بجا تھی۔ لیکن صفدر اور جولیا کو بھلا ان لوگوں کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ وہ ریحانہ ملک کو لئے ہوئے مین سڑک پر آ گئے۔ سڑک پر آتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی جو شاید اپنی کوئی سواری اتار کر اس کالونی سے باہر جا رہی تھی۔ صفدر نے ٹیکسی روکی اور پھر اس نے جولیا کی مدد سے ریحانہ ملک کو ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا ریحانہ ملک کے ساتھ عقبی سیٹ پر ہی بیٹھ گئی تھی۔

"آپ کے ساتھ مریضہ ہیں۔ کسی ہسپتال میں جانا ہے صاحب۔" ـــــ ڈرائیور نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔" ـــــ صفدر نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کا چہرہ خاصا لمبا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ اس نے بلیو رنگ کی جینز اور چمڑے کی سیاہ اور بھاری جیکٹ پہن رکھی تھی۔

کمرہ آفس کے طور پر سجا ہوا تھا۔ ایک کونے میں بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ اور اس کی سفید گھری مونچھیں تھیں۔ اس نے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا رکھا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ جیسے وہ آرام کے موڈ میں ہو۔

"باس۔ فاسٹر حاضر ہے۔" ـــــ آنے والے نوجوان نے کمرے میں داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ فاسٹر۔ تم آ گئے۔ آؤ بیٹھو۔" ——— ادھیڑ عمر باس نے کرخت اور سپاٹ لہجے میں میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کام ہو گیا۔" ——— باس نے اس کی طرف گہری اور تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔" ——— فاسٹر نامی نوجوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکالا اور اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں وہ پیکٹ باس کی طرف بڑھا دیا۔ باس نے اس سے پیکٹ لیا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"گڈ شو۔ تم نے اس پیکٹ کو کھولا تو نہیں ہے نا۔" ——— باس نے کہا۔

"نو باس۔ میں بھلا ایسی غلطی کیسے کر سکتا ہوں۔" ——— فاسٹر نے کہا۔

"گڈ۔ تفصیل بتاؤ۔" ——— باس نے کہا۔

"میرے لئے یہ مشن بے حد آسان ثابت ہوا ہے باس۔ میں نے پاکیشیا پہنچ کر ایک گروپ ہائر کیا تھا۔ اس گروپ کے ہر آدمی کو میں نے اولڈ مین کی تصویریں دے دی تھیں۔ جو شہر کے چپے چپے میں واقفیت رکھتے تھے۔ میرے حکم پر انہوں نے اس اولڈ مین

کو تلاش کرنے میں زیادہ دن نہیں لگائے۔ وہ دارالحکومت کے ایک پوش علاقے میں رہتا تھا۔ میں نے اس اولڈ مین کا نام اور ایڈریس بتا کر ایکسچینج سے اس کا نمبر معلوم کیا اور پھر اس سے فون پر بات کی۔ میں نے فون پر یہ بات کر کے آسانی سے اسے شیشے میں اتار لیا تھا۔ وہ ہوٹل بزنس سے تعلق رکھتا ہے۔ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ دنیا کے تقریباً ہر بڑے ملک میں اس کے انٹرنیشنل لگژری ہوٹلز موجود ہیں اور وہ ان ہوٹلز کا چیئر مین تھا۔

میں نے ہوٹل بزنس کے حوالے سے بات کرتے ہوئے اس سے ملنے کے لئے وقت لیا تھا۔ اس نے مجھے اپنی رہائش گاہ میں بلا لیا۔ میں سات افراد کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ میں نے اس سے اپنا تعارف ایکریمیا کے ایک معروف بزنس مین لارڈ ایڈورڈ کے طور پر کرایا۔ میرے ساتھ جو افراد تھے وہ سب مسلح تھے۔ جن کے بارے میں اولڈ مین کو میں نے یہی بتایا کہ یہ سب میرے باڈی گارڈز ہیں۔ بہرحال اولڈ مین مجھے اپنے ساتھ اندرونی کمرے میں لے گیا اور بزنس کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے میں نے باتوں باتوں میں اس سے معلوم کر لیا کہ اس رہائش گاہ میں اور کون کون رہتا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی بیوی، ایک بیٹی اور چند ملازمین کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کی بیٹی گھر میں موجود نہیں تھی۔ وہ شاپنگ کے لئے کہیں گئی ہوئی تھی۔ جس کے جلد آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ میں نے معلومات لے کر

اسے فوراً بے ہوش کر دیا اور اپنے ساتھیوں کو ایکشن میں آنے کا کاشن دے دیا۔ جنہوں نے ملازمین اور گیٹ پر موجود سیکیورٹی گارڈ کو سائلنسر لگی مشین گنوں سے چھلنی کر دیا۔ میں نے اولڈ مین کی بیوی کو بھی ہلاک کر دیا اور پھر میں نے اولڈ مین کو ایک کرسی پر جکڑ کر اسے ہوش دلایا اور اس سے اس پیکٹ کے بارے میں پوچھنے لگا جو اسے گریٹ لینڈ میں اس کے ایک دوست پروفیسر آفندی نے دیا تھا۔

اولڈ مین بے حد سخت جان تھا۔ اس نے پروفیسر آفندی اور پیکٹ کے بارے میں مجھے کچھ بتانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس پر مجھے اس پر تشدد کرنا پڑا۔ انتہائی شدید اور خوفناک تشدد کے بعد آخر کار اس نے مجھے پیکٹ کے بارے میں بتا دیا۔ پیکٹ اس کی ایک تجوری میں تھا۔ میں نے تجوری کھولی اور اس میں سے یہ پیکٹ نکال لیا۔ اس پیکٹ کی پہچان آپ نے مجھے پہلے ہی بتا دی تھی اس لئے اسے پہچاننے میں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ پیکٹ حاصل کر کے میں نے اولڈ مین کا کام بھی تمام کیا اور پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل آیا۔

میرا کام ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے میرا وہاں رکنے کا کوئی جواز نہ تھا اس لئے میں نے فوری طور پر گریٹ لینڈ کے لئے سیٹ کنفرم کرائی اور وہاں سے نکل آیا۔'' ـــــ نوجوان فاسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور خاموش ہو گیا۔

''گڈ۔ مجھے یقین ہے۔ ہمیشہ کی طرح تم نے وہاں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑا ہوگا۔'' ـــــ باس نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے اولڈ مین کی رہائش گاہ میں ڈکیتی کا رنگ بھر دیا تھا۔ پاکیشیا میں ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور میں نے جن افراد کو ہائر کیا تھا ان کے سامنے بھی میں اپنی اصلی شکل میں نہیں آیا تھا۔ وہ سب مجھے زیرو مین کے نام سے جانتے ہیں۔'' ـــــ فاسٹر نے کہا۔

''ویل ڈن فاسٹر۔ میں جانتا تھا میرا یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ اسی لئے میں نے ایکریمیا سے خصوصی طور پر تمہیں یہاں بلایا تھا۔ تم نہیں جانتے۔ تم نے میرے لیے یہ پیکٹ حاصل کر کے کتنا بڑا کام کیا ہے۔ اس ایک پیکٹ سے میں اپنی دنیا بدل سکتا ہوں۔ اس پیکٹ میں ایک ایسا راز ہے۔ جسے میرے ایک بار اوپن کر دینے سے تمام سپر پاورز میں ہلچل مچ جائے گی۔ سپر پاورز اس پیکٹ کو مجھ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی ساری دولتیں لٹانے کے لئے تیار ہو جائیں گی۔'' ـــــ باس نے انتہائی مسرت اور جوش بھرے لہجے میں کہا تو فاسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

''میں سمجھا نہیں باس۔ اس پیکٹ میں ایسا کون سا راز ہے۔ جس کے لئے سپر پاورز آپ کے سامنے اپنی ساری دولتیں لٹانے کے لئے تیار ہو سکتی ہیں۔'' ـــــ فاسٹر نے کہا۔ اس کے لہجے

میں بے پناہ حیرت تھی۔

''یہ پیکٹ تم میرے لئے لائے ہو اور تمہاری وجہ سے ہی سپر پاورز کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ تم میرے خاص آدمی ہو۔ اس لئے میں تمہیں ساری حقیقت بتا دیتا ہوں۔''۔۔۔۔۔ باس نے بڑے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو باس۔ آپ کا یہ اعتماد میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہ ہوگا۔''۔۔۔۔۔ فاسٹر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''ضرور۔ اعزاز تو مجھے دینا ہی ہوگا تمہیں۔ تم نے میرے لئے اتنا بڑا کام جو کیا ہے۔''۔۔۔۔۔ باس نے کہا اور پھر اس نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر کوئی بٹن پریس کیا تو اچانک کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ فاسٹر کی کرسی کے بازوؤں سے دو راڈز نکلے اور فاسٹر اس کرسی کے ساتھ جکڑتا چلا گیا۔ ساتھ ہی کرسی کے عقب سے ایک اور راڈ گھومتا ہوا آیا اور فاسٹر کی گردن اس راڈ میں جکڑتی چلی گئی۔ خود کو اس طرح راڈز میں جکڑتا دیکھ کر فاسٹر بوکھلا گیا۔

''ب۔ باس۔ یہ۔ یہ۔''۔۔۔۔۔ فاسٹر نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ بہت ضروری ہے فاسٹر۔ میں چاہتا ہوں تم اطمینان اور پوری توجہ سے میری بات سنو۔ یہ پیکٹ جس میں ایک قیمتی راز ہے۔ اس کے بارے میں صرف تم جانتے ہو کہ یہ میرے پاس

ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی اور کو یہ پتہ چلے کہ پیکٹ کہاں ہے۔ اور کس کے پاس ہے۔''۔۔۔۔۔ باس نے فاسٹر کا لایا ہوا پیکٹ اٹھا کر اسے فاسٹر کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

''م۔ میں اس پیکٹ کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا باس۔ بلکہ یہاں سے جانے کے بعد میں یہ بھی بھول جاؤں گا کہ میں کبھی آپ سے ملا بھی تھا اور میں نے آپ کے لئے کوئی کام کیا تھا۔''۔۔۔۔۔ فاسٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اسے باس کے چہرے پر جیسے اپنے لئے موت کی پرچھائیاں رقص کرتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

''میں جانتا ہوں فاسٹر۔ تم قول کے سچے ہو۔ جو کہتے ہو وہی کرتے ہو۔ مگر میں کیا کروں۔ میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہنے والا انسان ہوں۔ میں نے اپنے سوا آج تک کسی اور پر کبھی بھروسہ نہیں کیا۔ یہی میری کامیابی کا راز ہے اور اسی وجہ سے میں گریٹ لینڈ میں جرائم کی دنیا کا کنگ کہلاتا ہوں۔ بلیک کنگ۔ اور گریٹ لینڈ میں بلیک کنگ کسی جن کی طرح مشہور ہے جس کا نام سنتے ہی جرائم پیشہ افراد کے ساتھ ساتھ سرکاری ایجنسیوں کے بھی دل دہل جاتے ہیں۔ گریٹ لینڈ میں ہونے والے ہر جرم کے پیچھے صرف اور صرف بلیک کنگ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ صرف بلیک کنگ کا۔''۔۔۔۔۔ باس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور فاسٹر کا

رنگ یکلخت سفید ہو گیا۔ بلیک کنگ کا نام سن کر اس کی آنکھیں خوف سے یوں پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

''ب۔ بلیک کنگ۔ تت۔ تم۔ تم بلیک کنگ ہو۔'' ـــــ فاسٹر نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''یس فاسٹر۔ میں ہی بلیک کنگ ہوں۔ گریٹ لینڈ میں جرائم کی دنیا پر بلیک کنگ کا کنٹرول ہے۔ مگر کوئی یہ نہیں جانتا کہ بلیک کنگ کون ہے۔ آج تک کسی نے بلیک کنگ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی کچھ جانتا ہے۔ تم وہ پہلے آدمی ہو جسے میں خود بتا رہا ہوں کہ میں ہی جرائم کی دنیا کا وہ کنگ ہوں جس کی تلاش میں گریٹ لینڈ کی تمام سرکاری ایجنسیاں ہر وقت ماری ماری پھرتی ہیں۔ مگر یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ میں ہی گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی گولڈن راڈ کا چیف بھی ہوں۔'' ـــــ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔'' ـــــ فاسٹر نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہنا چاہا مگر شاید اسے کہنے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ اس لئے اس نے غصے اور پریشانی سے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں نے تمہیں بلیک کنگ کا راز تو بتا ہی دیا ہے فاسٹر۔ اب اس پیکٹ کے بارے میں بھی جان لو۔ کیونکہ یہ راز بھی تمہیں خود

بتا رہا ہوں۔ اس لئے کہ میں تمہیں ہلاک کرنے کے لیے مجبور ہو جاؤں۔ میں تو شاید تمہیں کچھ نہ کہوں مگر بلیک کنگ۔ بلیک کنگ تو اپنے سائے سے بھی اگر کوئی کام لیتا ہے تو کام لینے کے بعد اسے حرف غلط کی طرح مٹا دیتا ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔'' ـــــ باس نے بڑے بھیانک لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں وہی پیکٹ پکڑا ہوا تھا جو فاسٹر نے اسے لا کر دیا تھا۔ پھر وہ میز کے پیچھے سے نکل کر اس طرف آ گیا جہاں فاسٹر راڈز والی کرسی سے جکڑا ہوا تھا۔

''اس پیکٹ میں ایک قیمتی سائنسی فارمولا ہے۔ ایک ایسا فارمولا جو اگر کسی بھی ملک کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس فارمولے کا فائدہ اٹھا کر پوری دنیا کی سپر پاورز کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ سپر پاورز میزائلوں، ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں اور بے پناہ دولت اور وسائل کی وجہ سے سپر پاور کہلاتے ہیں اور اپنی ایٹمی طاقتوں کو بڑھانے اور انہیں جدید سے جدید تر بنانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ جس ملک کی ٹیکنالوجی سب سے بڑی اور جدید ترین ہوتی ہے وہ دوسرے سپر پاور سے بازی لے جاتا ہے۔ جدید اور نئے سے نئے طاقتور اور خوفناک میزائل، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور ایسے ہی بے شمار تباہ کن اسلحے کی تیاری اور ان میں جدت لانے پر کام ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ مگر گریٹ لینڈ میں ایک پاکیشائی سائنسدان پروفیسر جلیل آفندی ہے۔ جس کا

تعلق پاکیشیا سے ہے مگر وہ گریٹ لینڈ میں پلا بڑھا اور ابتدائی
تعلیم اس نے گریٹ لینڈ میں ہی حاصل کی تھی۔ وہ ایک ذہین اور
انتہائی قابل انسان تھا۔ اس کی ذہانت اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے
گریٹ لینڈ نے اس کے ماہانہ وظائف لگا رکھے تھے اور اس کی
تمام تر تعلیم حکومت کے توسط سے ہی مکمل کرائی جا رہی تھی یہاں
تک کہ اس نے آکسفرڈ یونیورسٹی میں سائنس کی ماسٹر اور پی ایچ۔
ڈی کی ڈگریاں گریٹ لینڈ کے دیئے جانے والے اخراجات کے
بل پر حاصل کی تھیں جس سے پروفیسر جلیل آفندی کی تمام تر
ہمدردیاں اور اس کی حب الوطنی گریٹ لینڈ سے ہی وابستہ ہو گئی
تھیں۔

گریٹ لینڈ نے اس کی ذہانت اور اس کی قابلیت دیکھتے
ہوئے اسے گریٹ لینڈ کی سب سے بڑی ایٹمی لیبارٹری گریٹ
لیبارٹری کا انچارج بنا دیا تھا۔ اس لیبارٹری میں ہونے والی ہر نئی
ایجاد میں اس کا ہاتھ ہوتا تھا۔ گریٹ لینڈ کو ایٹمی ٹیکنالوجی میں
مضبوط سے مضبوط تر اور جدید سے جدید تر کرنے میں پروفیسر جلیل
آفندی نے بے پناہ کام کیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ مسلمان تھا اور
مسلمانوں سے دلی ہمدردی رکھتا تھا۔ اور اس کے زیادہ تر عزیز بھی
پاکیشیا میں تھے جہاں وہ جاتا تو نہیں تھا مگر اس کے عزیز اس سے
ملنے آ جاتے تھے اور پاکیشیا کے لئے خاص طور پر اس کے دل میں
بے پناہ اپنائیت اور جذباتیت تھی اور پھر اس کی شادی پاکیشیا ہی کی

ایک لڑکی سے کر دی گئی جو بے حد محب وطن تھی۔ اس لڑکی کا تعلق
پاکیشیا کے ایک ایسے گھرانے سے تھا جس نے ملک کی آزادی کی
خاطر بے پناہ قربانیاں دی تھیں۔ اس لڑکی نے اپنے شوہر کے دل
میں پاکیشیا کے لئے اس قدر محبت بھر دی کہ وہ دلی طور پر خود بھی
پاکیشیا کے لئے کچھ کرنا چاہتا تھا۔ مگر چونکہ وہ گریٹ لینڈ کی ایک
اہم سائنسی لیبارٹری کا انچارج تھا اس لئے وہ ظاہری طور پر پاکیشیا
کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ گریٹ لینڈ کا کوئی بھی سرکاری راز
وہ پاکیشیا کو نہیں دینا چاہتا تھا۔ پاکیشیا سے بے پناہ محبت کے
باوجود وہ گریٹ لینڈ سے غداری نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس
نے گریٹ لیبارٹری سے ہٹ کر اپنی رہائش گاہ کے نیچے اپنی ایک
ذاتی لیبارٹری قائم کر لی۔ یہ لیبارٹری اس نے ذاتی اخراجات سے
تیار کی تھی اور اسے ہر کسی سے خفیہ رکھا تھا۔ وقت نکال کر وہ اپنی
لیبارٹری میں چلا جاتا تھا اور پاکیشیا کے لئے کوئی ایسی ایجاد کرنا
چاہتا تھا جس سے نہ صرف پاکیشیا کا دفاع ہر لحاظ سے مضبوط ہو
جائے بلکہ تمام سپر پاورز کے سامنے پاکیشیا اور پاکیشیا کے مسلمانوں
کا سر فخر سے بلند ہو جائے۔

دن رات اور انتھک محنت سے آخر کار اس نے ایک ایسا فارمولا
بنا لیا جس کے عملی شکل میں آتے ہی پاکیشیا ہر لحاظ سے نہ صرف
ناقابل شکست بن سکتا تھا بلکہ اس کا دفاعی نظام اس قدر مضبوط ہو
جاتا کہ اس ملک کا بڑے سے بڑا دشمن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر

دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ یہ فارمولا آل ایفیکٹس اینٹی کا تھا۔ جسے پروفیسر جلیل آفندی نے ڈائمنڈ بلاسٹر کا نام دیا تھا یعنی ایک ایسا ہیرا جو کیمیائی اثرات کو ایک لمحے میں ختم کر سکتا ہے۔ یہ ہوا میں پیدا کی جانے والی ایک ایسی گیس کا فارمولا ہے جو سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ ایک عام بلب کی روشنی میں بھی کام کرتی ہے۔ جس ملک میں اس گیس کو پھیلایا جائے گا۔ اس ملک پر اگر پوری دنیا کے سپر پاورز اپنے ایٹمی اور ہائیڈروجن بم بھی برسا دیں گے تو تب بھی اس ملک پر کوئی بڑی تباہی نہیں آئے گی۔ تمام بم، میزائل خوفناک دھماکوں سے ضرور پھٹیں گے جن کی زد میں آنے والی جگہوں پر تباہی بھی ہو گی مگر یہ تباہی انتہائی محدود پیمانے پر ہو گی۔ ڈائمنڈ بلاسٹر ان میزائلوں اور بموں کے ایٹمی اثرات یہاں تک کہ ہائیڈروجن بموں کی بھی تمام صلاحیتیں سلب کر کے ایک لمحے میں تلف کر دے گی۔

پروفیسر جلیل آفندی نے یہ فارمولا خاص طور پر اور صرف اور صرف پاکیشیا کے لئے تیار کیا ہے۔ چونکہ فارمولا خفیہ طور پر تیار ہوا تھا اور پروفیسر جلیل آفندی اسے خفیہ طور پر اپنی بیوی کے ذریعے پاکیشیا پہنچانا چاہتا تھا لیکن بدقسمتی سے اس کی بیوی فارمولا مکمل ہونے سے ایک روز پہلے ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی۔ اس لئے اس نے فارمولا ایک نئے کوڈ میں ایک کمپیوٹر ڈسک میں منتقل کر کے اسے اپنے پاس آنے والے ایک دوست سر عظیم ملک کے

ذریعے پاکیشیا بھیج دیا اور اسے ایک اہم سرکاری راز کہہ کر اسے جان سے بھی زیادہ حفاظت سے سنبھال کر رکھنے کی ہدایات دیں۔ سر عظیم ملک بھی محبِ وطن تھا۔ سائنسدان دوست کے دیئے ہوئے پیکٹ کی اہمیت کو وہ بخوبی سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے اس پیکٹ کو اپنی حفاظت میں رکھ لیا۔ پروفیسر جلیل آفندی نے اسے ہدایات دی تھیں کہ وہ اس ڈسک کے بارے میں کسی سے ذکر نہ کرے۔ پھر جب وہ کہے گا تو اسے وہ ڈسک اس کی بتائی ہوئی جگہ یا مقام پر پہنچانی ہو گی۔ جس کا سر عظیم ملک نے اس سے وعدہ کر لیا تھا۔

فارمولا پروفیسر جلیل آفندی پاکیشیا بھیج چکا تھا۔ مگر اس کا ڈی کوڈ اور اس فارمولے کی تفصیلات بھجوانی ابھی باقی تھی۔ اس نے ڈی کوڈ اور ایک تفصیلی ڈرافٹ بنایا اور اسے اپنے قریبی رشتہ دار کے ذریعے پاکیشیا کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کو بھجوا دیا۔ سر سلطان کے بارے میں انہیں سر عظیم ملک نے ہی بتایا تھا کہ وہ بے حد مخلص اور انتہائی محبِ وطن انسان ہیں اور ان کی ذات ایسی ہے جس پر وہ آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر سکتے ہیں۔

پروفیسر جلیل آفندی کا خیال تھا کہ جیسے ہی ڈرافٹ سر سلطان کو ملے گا وہ ساری حقیقت جان کر سر عظیم ملک سے فارمولے کی ڈسک حاصل کر لیں گے اور پھر اس فارمولے پر کام کر کے پاکیشیا پوری دنیا کے خطرات سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ اس طرح وہ غیر ملک میں رہتے ہوئے بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی

بھر پور مدد کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ملک پاکیشیا حقیقت میں اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ بن جائے گا۔ پروفیسر جلیل آفندی نے اپنا کام نہایت راز داری اور خوش اسلوبی سے مکمل کیا تھا۔ اس نے اپنے جس عزیز کے ہاتھ فارمولے کی تفصیلات اور ڈی کوڈ عام خط میں پاکیشیا بھیجا تھا اس کا ائیر پورٹ کی طرف آتے ہوئے راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ اتفاق سے میں اس جگہ سے گزر رہا تھا جہاں اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ میں ایئر پورٹ سے واپس آ رہا تھا اور وہ ائیر پورٹ کی طرف جا رہا تھا۔ اس کی کار کے دو ٹائر برسٹ ہو گئے تھے جس سے کار بے قابو ہو کر الٹ گئی تھی۔ میں نے الٹی ہوئی کار اور اس میں ایک ادھیڑ عمر کو دیکھا تو انسانی ہمدردی سے میں نے کار روک لی۔ مگر وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ اس کی تلاشی کے دوران مجھے اس کی اندرونی جیب سے خط ملا۔ خط لاطینی زبان میں تھا۔ یہ زبان میں جانتا تھا۔ جب میں نے خط کا متن پڑھا تو مجھے ساری حقیقت کا پتہ چل گیا۔ اس طرح گریٹ لینڈ کے ایک نامور سائنسدان کی غداری کا مجھ پر راز افشا ہو گیا۔ فارمولا بے حد اہمیت کا حامل تھا۔ میں نے اس فارمولے سے ذاتی طور پر فائدہ اٹھانے کا پروگرام بنا لیا۔ اگر اس فارمولے کو کسی بھی سپر پاور کے ہاتھوں بیچ دوں تو وہ مجھے اس فارمولے کے بدلے منہ مانگی دولت بھی دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر تمہیں ایکریمیا سے کال

کر کے یہاں بلا لیا۔ اور تمہیں گریٹ لینڈ کے اہم سرکاری راز کا کہہ کر پاکیشیا بھجوا دیا۔ میں تمہاری ذہانت اور صلاحیتوں سے واقف تھا اور تم میری توقعات پر پورے اترے۔ فارمولے کا ڈی کوڈ پہلے ہی میرے پاس ہے۔ اب یہ فارمولے کی ڈسک بھی میرے پاس آ گئی ہے۔ تم نے سر عظیم ملک کو ہلاک کر کے اس راز کو ختم کر دیا ہے۔ ادھر میں نے بھی گریٹ لینڈ کی ایک مجرم تنظیم کے ذریعے پروفیسر جلیل آفندی کو ہلاک کروا دیا ہے۔ اب اس فارمولے کے بارے میں صرف میں جانتا ہوں یا تم۔ اور تمہارے بعد یہ راز صرف اور صرف میرے پاس رہ جائے گا اور میں بلیک کنگ بن کر سپر پاورز سے خفیہ رابطے کروں گا۔ جو اس فارمولے کی بڑی سے بڑی بولی لگائے گا یہ فارمولا اسی کا ہو جائے گا۔" باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ اس انداز میں بولتا جا رہا تھا جیسے نان سٹاپ ٹیپ ریکارڈر چل رہا ہو اور یہ ریکارڈر ٹیپ ختم ہونے پر ہی بند ہو گا۔

"تم انتہائی خطرناک اور غدار انسان ہو۔ گریٹ لینڈ کی ایک بڑی سرکاری ایجنسی کا چیف اس قدر گھٹیا اور مفاد پرست ہو سکتا ہے۔ یہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔" ——— فاسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو اب سوچ لو۔ میں نے تمہاری کسی سوچ پر کوئی پابندی تو نہیں لگائی۔" ——— باس نے کہا۔ اس کے چہرے پر مکاری نمایاں

تھی۔

”تم سے اچھی سوچ تو پروفیسر جلیل آفندی کی تھی جس نے مسلمانوں کی بھلائی اور پاکیشیا کی سلامتی کے لئے اتنا بڑا فارمولا تیار کیا تھا اس کے باوجود کہ وہ گریٹ لینڈ کا باسی تھا اور تم جو گریٹ لینڈ میں پیدا ہوئے۔ گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی کے چیف ہو۔ اپنے ہی ملک سے غداری کر رہے ہو۔ تمہیں تو چاہیے تھا کہ ایمانداری سے یہ فارمولا اور اس کا ڈی کوڈ گریٹ لینڈ کی حکومت کے حوالے کر دو۔ اس سے نہ صرف تمہاری ساکھ اور تمہاری عزت میں بے پناہ اضافہ ہوگا بلکہ حکومتی مراعات کے ساتھ ساتھ تم قوم کے ہیرو بھی بن جاؤ گے۔“۔۔۔۔ فاسٹر نے کہا۔

”یہ سب میں گولڈن راڈ کا چیف بن کر بھی کر سکتا ہوں مگر میرے اندر جو بلیک کنگ ہے۔ وہ مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسے گریٹ لینڈ اور گریٹ لینڈ کے باسیوں سے زیادہ اپنے مفادات عزیز ہیں۔ اور میں گریٹ لینڈ سے بھی وفاداری نبھاؤں گا۔ بلیک کنگ کے روپ میں پہلا سودا میں گریٹ لینڈ سے ہی کروں گا۔ اگر گریٹ لینڈ حکومت مجھے میری مرضی کا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہو گئی تو ٹھیک۔ ورنہ میرے سامنے پوری دنیا پڑی ہے۔“۔۔۔۔ باس نے کہا۔

”تم جتنے گھٹیا انسان ہو۔ اس سے زیادہ گھٹیا تمہاری سوچ

ہے۔“۔۔۔۔ فاسٹر نے جل بھن کر کہا۔

”تمہاری موت قریب ہے اس لئے میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مناؤں گا۔ ورنہ بلیک کنگ کے سامنے اونچا بولنے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا۔“۔۔۔۔ باس نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیا مجھے کچھ رعایت نہیں دے سکتے۔“۔۔۔۔ فاسٹر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”کیسی رعایت۔“۔۔۔۔ باس نے کہا اور دوبارہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

”دیکھو بلیک کنگ۔ فارمولا میں نے تمہیں لا کر دیا ہے۔ میری وجہ سے تم اس فارمولے کا سودا کر کے اربوں کھربوں ڈالرز حاصل کر سکتے ہو۔ تم نے خود ہی کہا ہے کہ میں نے تمہارے لئے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ کیا اس کام کے بدلے تم مجھے میری زندگی نہیں دے سکتے۔“۔۔۔۔ فاسٹر نے آخری چارہ کار کے طور پر کہا۔

”زندگی تو نہیں البتہ تمہیں رعایت ضرور دی جا سکتی ہے۔ اور وہ رعایت یہ ہوگی کہ میں تمہیں تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنے کی بجائے آسان اور فوری موت دے دوں۔ جس سے نہ تمہیں تکلیف ہو گی اور نہ ہی تمہیں چیخنے چلانے کا موقع ملے گا۔“۔۔۔۔ باس نے اسی طرح سفاکی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا پیکٹ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

”مطلب۔“۔۔۔۔ فاسٹر نے اپنے خشک ہوتے ہوئے

ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"جس کرسی پر تم بیٹھے ہو۔ میں اس میں سے برقی رو دوڑا دوں گا۔ گیارہ ہزار وولٹ کی برقی پاور۔ جس سے تمہیں ایک زور دار جھٹکا لگے گا اور تمہارا جسم ایک لمحے میں جل کر کوئلہ بن جائے گا۔ اس طرح نہ تمہیں تکلیف ہو گی اور نہ ہی تم چیخ سکو گے۔" باس نے کہا تو فاسٹر کا رنگ سفید ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے چہرے پر خون نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

"پپ۔ پلیز بلیک کنگ۔ مجھ پر رحم کرو۔" ـــــ فاسٹر نے لرزتے ہوئے کہا۔

"رحم کی اپیل اگر تم چیف ڈیکوزی سے کرتے تو شاید چیف ڈیکوزی کچھ سوچتا۔ مگر تم نے یہ اپیل بلیک کنگ سے کی ہے اور بلیک کنگ کی لغت میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں۔" ـــــ باس نے کہا۔ اس سے پہلے کہ فاسٹر مزید کچھ کہتا۔ باس نے میز کے نیچے لگے ایک اور بٹن کو پریس کیا تو اچانک فاسٹر کو بجلی کا ایک زور دار جھٹکا لگا۔ چیخنے کے لئے اس کا منہ کھلا ہی تھا کہ آواز اس کے گلے میں پھنس گئی۔ اس کا سر ڈھلک گیا تھا اور پھر اس کا سفید رنگ تیزی سے سیاہ ہوتا چلا گیا۔ کمرے میں یکلخت انسانی گوشت جلنے کی تیز سرانڈ پھیل گئی تھی۔ بلیک کنگ نے سرانڈ محسوس کرتے ہی جیب سے رومال نکال کر ناک پر رکھ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

ڈاکٹر فاروقی نے ریحانہ ملک کا چیک اپ کر کے صفدر اور جولیا کو بتایا تھا کہ اسے شدید ترین ذہنی صدمہ پہنچا ہے۔ اس لئے اسے فوری طور پر ہوش میں لانا مناسب نہیں ہو گا۔ ایسے مریضوں کے لئے ضروری ہے کہ انہیں مناسب ٹریٹمنٹ دی جائے اور ان کے خود ہی ہوش میں آنے کا انتظار کیا جائے۔ خود ہوش میں آنے سے ذہنی مریضوں کی دماغی حالت قدرتی طور پر نارمل ہو جاتی ہے۔ ڈپریشن کے ساتھ ساتھ اس مریض کے ذہن پر چھائے ہوئے خوف اور دہشت کے اثرات بھی زائل ہو جاتے ہیں اور اپنے طور پر جاگنے والا مریض نارمل حالت میں بیدار ہوتا ہے۔

ڈاکٹر فاروقی نے ریحانہ ملک کو ضروری ٹریٹمنٹ دینا شروع کر دی تھی اور ان کے کہنے کے مطابق اس کو چار سے پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ چار پانچ گھنٹے بہت وقت تھا اور وہ

دونوں ہسپتال میں اتنا وقت نہیں گزار سکتے تھے۔ اس لئے جولیا نے ڈاکٹر فاروقی کو اپنے فلیٹ کا نمبر دے دیا اور ان سے کہا کہ جیسے ہی ریحانہ ملک کو ہوش آئے وہ فوراً انہیں اطلاع دے دیں۔ اور پھر وہ صفدر کے ساتھ واپس اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹیکسی سے اتر کر فلیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ فلیٹ کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک گئے۔ دروازے کے پاس عمران بڑے اطمینان سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو۔'' ـــــ جولیا نے اسے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دھوپ سینک رہا ہوں۔'' ـــــ عمران نے برجستہ کہا تو اس کی بات سن کر صفدر کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ راہداری میں کھڑا تھا اور یہ راہداری بلڈنگ کے ساتویں فلور پر تھی جہاں دھوپ کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

''دھوپ۔ کیا مطلب۔ یہاں دھوپ کہاں ہے۔'' ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے سامنے تو ہے۔'' ـــــ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ تمہارے سامنے تو میں ہوں۔'' ـــــ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

تمہارے چہرے کی روشنی اور تمہارے لہجے کی گرمی کیا یہ دھوپ سے کم ہے۔ اور تمہارے سامنے آتے ہی مجھے یہ دھوپ سینکنی پڑتی ہے۔'' ـــــ عمران نے جیسے بے چارگی سے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس دیا جبکہ اس کی بات سن کر جولیا نے منہ بنا لیا۔

''مثالیں تو اچھی دیا کرو۔ جیسے بے ڈھنگے خود ہو تمہاری مثالیں بھی ویسی ہی بے ڈھنگی ہوتی ہیں۔'' ـــــ جولیا نے کہا اور ہینڈ بیگ سے چابی نکال کر فلیٹ کے دروازے میں لگا کر اسے کھولنے لگی۔

''شوہر ہونے والا ہو یا ہو چکا ہو۔ دونوں صورتوں میں ہی بے ڈھنگا نظر آتا ہے۔'' ـــــ عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

''پھر وہی بات۔ کیا تم سیدھی بات نہیں کر سکتے۔'' ـــــ جولیا نے اس کی طرف پلٹ کر گھورتے ہوئے کہا۔ اس نے فلیٹ کا دروازہ کھول لیا تھا۔

''سیدھی بات تو ایک ہی ہوتی ہے جو ہر لڑکا لڑکی سے کہہ کر یا تو سینڈل کھاتا ہے یا پھر تھپڑ۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''وہ سیدھی بات کون سی ہے جس سے تھپڑ اور سینڈلیں کھانا پڑتی ہیں۔'' ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یار۔ وہ کیا تین برے سے لفظ ہیں انگریزی کے۔ شاید آئی لو یو۔'' ـــــ عمران نے معصومیت سے کہا۔

"کس سے کہہ رہے ہو۔" ـــــ جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"صف۔ صفدر بھائی سے۔" ـــــ عمران نے بوکھلا کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر اس مرتبہ جولیا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی اور اس نے تیزی سے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"آؤ۔ صفدر اندر۔ اسے تو فضول باتوں کے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں۔" ـــــ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر اجازت ہو تو کیا صفدر کے ساتھ میں بھی اندر آ جاؤں۔" عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"آؤ۔ مرو۔" ـــــ جولیا نے مسکرا کر کہا اور واپس اندر چلی گئی۔ اس کے پیچھے صفدر اور عمران بھی اندر آ گئے۔ ڈرائنگ روم میں آ کر وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

"چائے پیو گے۔" ـــــ جولیا نے جان بوجھ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھ سے پوچھ رہی ہو یا صفدر سے۔" ـــــ عمران نے فوراً کہا۔

"میں صفدر سے پوچھ رہی ہوں۔ تم تو ظاہر ہے ڈھیٹ ہو۔ چائے پیے بغیر ٹلو گے نہیں۔" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر اور زیادہ ڈھیٹ سمجھ لو تو چند ہاف فرائی انڈے، دو چار سلائس اور اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہو تو۔" ـــــ عمران نے بڑے مسکین سے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا فلیٹ سے بھوکے آئے ہو۔ سلیمان نے صبح کا ناشتہ نہیں دیا تمہیں۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا ناشتہ بھی کوئی ناشتہ ہوتا ہے۔ چار ابلے ہوئے انڈے، آٹھ دس سلائس، مکھن اور ایک کپ چائے۔ چائے میں بھی کبھی پتی کم اور کبھی چینی کم۔ خود تو وہ مقوی حریرہ جات کھاتا ہے اور مجھے مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرا معدہ چوپٹ کرتا رہتا ہے۔" ـــــ عمران نے منہ بنا کر کہا اور اس کی باتیں سن کر صفدر اور جولیا بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ جتنا سلیمان آپ کا خیال رکھتا ہے۔ اتنا آپ کا کوئی اپنا بھی نہیں رکھ سکتا۔" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اپنا نہیں تو اپنی تو خیال رکھ ہی سکتی ہے نا۔" ـــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اور یہ اپنی کون ہے۔" ـــــ جولیا نے جیسے اس کی باتوں میں لطف لیتے ہوئے کہا۔

"اب اس اپنی کا میں تمہیں کیا نام بتاؤں۔ بس یہ سمجھ لو اس نے مجھ سے جو بھی لیا ہے آج تک واپس ہی نہیں کیا۔" عمران

نے بڑی خوبصورتی سے جولیا کے نام جو اور لیا میں بھی کا اضافہ کرتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا جبکہ اس کی بات کی گہرائی محسوس کر کے جولیا کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔ عمران نے چھپے لفظوں میں دل لینے والی بات کی تھی۔

"تم اور تمہاری باتوں کو تم ہی بہتر جانتے ہو۔ میں کچن میں جا رہی ہوں۔"۔۔۔ جولیا نے کہا اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"یہی تو حسرت ہے میرے دل میں۔ میری باتوں کو کوئی سمجھ کر بھی جان بوجھ کر سمجھنا نہیں چاہتا۔"۔۔۔ عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز اتنی اونچی تھی جسے جولیا نے بھی سن لیا تھا مگر وہ رکی نہیں تھی۔ عمران کی بات سن کر صفدر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور وہ عمران کی جانب معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔ عمران صاحب۔"۔۔۔ صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں۔ لینے آئے تھے دردِ دل کی دوا۔ وہ اپنی دکان ہی بڑھا لے گئے۔"۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر ہنس پڑا۔

"خاصے شاعرانہ موڈ میں معلوم ہو رہے ہیں آپ۔"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں تو صرف شاعرانہ موڈ میں ہوں۔ مگر تم دونوں کس موڈ

میں ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کہیں میرے خلاف کوئی محاذ تو نہیں بنا رہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے۔ نہیں عمران صاحب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو یونہی بس۔"۔۔۔ صفدر نے بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ وہ سوچنے لگا کہ وہ ریحانہ ملک اور اس کے گھر میں ہونے والی خوفناک واردات کے بارے میں بتائے یا نہ بتائے۔ جولیا کچن میں تھی اور وہ اس کی غیر موجودگی میں عمران سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"یونہی بس کیا۔ گھبراؤ نہیں۔ علی عمران اب اتنا بھی عقلمند اور ذہین نہیں ہے کہ اڑتے کوے کے پر گن سکے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اڑتی چڑیا کے پر گننے کا محاورہ ہوتا ہے کوؤں کا نہیں۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں دیکھ کر تو مجھے اس وقت کوے والا محاورہ یاد آ رہا ہے۔ کوا چلا ہاتھی کی چال اور ہاتھی اپنا انڈہ جنگل میں ہی بھول گیا۔" عمران نے ایک اور محاورے کی ٹانگ توڑتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کی باتوں کو سمجھنے کے لئے واقعی کسی ہاتھی کا دماغ ہونا چاہیے۔"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو فوراً کسی ہتھنی سے شادی کر لو۔ کہو تو کسی چڑیا گھر میں جا

کر انڈے دینے والی ہتھنی کو تلاش کروں۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے جولیا کچن سے ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی باہر آ گئی۔ ٹرالی میں چائے سے بھرے تین کپ اور سنیکس کی پلیٹ تھی۔

"خیریت۔ بڑے کھلکھلا کر ہنس رہے ہو۔"۔۔۔۔ جولیا نے ٹرالی ان کے قریب لاتے ہوئے صفدر کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک ہتھنی نے اس کے پیٹ میں گدگدیاں کی تھیں۔ اس وقت صفدر کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ مگر اب اسے یاد آ رہا ہے کہ ہتھنی نے اسے کیسے گدگدیاں کی تھیں۔ یہ اس لئے ہنس رہا ہے۔" عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا بھی ہنس پڑی۔ اور پھر اس نے ایک کپ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیوں صفدر۔ عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔"۔۔۔۔ جولیا نے چائے کا کپ صفدر کو دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پتہ نہیں۔ مجھ سے بہتر جواب عمران صاحب ہی دے سکتے ہیں۔"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ کیا بات ہوئی۔ ہتھنی نے چھیڑا تمہیں تھا۔ ہنس بھی تم رہے ہو اور جواب میں دوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیوں جولیا۔" عمران نے اسی انداز میں کہا۔ تو وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اچھا ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ یہاں کیوں آئے تھے۔"

جولیا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"چائے پینے اور سنیکس کھانے کے لئے۔"۔۔۔۔ عمران نے فوراً کہا۔

"بس۔"۔۔۔۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بس۔"۔۔۔۔ عمران نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔ تو جولیا خاموش ہو گئی۔ اور پھر وہ تینوں خاموشی سے چائے پینے لگے۔

"تم نے مجھ بھوکے کو سنیکس پلائی اور چائے کھلائی، تمہارا اللہ بھلا کرے جولیا۔ میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ تمہاری پریشانی دور ہو جائے۔"۔۔۔۔ عمران نے کپ خالی کر کے ٹرالی میں رکھتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"پریشانی۔ کیا میں تمہیں پریشان دکھائی دے رہی ہوں۔" جولیا نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے چونک کر کہا۔

"ارے۔ شاید میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔ اس لئے مجھے تمہارے اور صفدر کے چہرے پر پریشانی لٹکتی۔ مم میرا مطلب ہے بھٹکتی۔ اوہ پھر غلط ہو گیا۔ ہاں یاد آیا ٹپکتی دکھائی دے رہی ہے۔" عمران نے کہا۔

"خیال ہے تمہارا۔ میں اور صفدر بھلا کیوں پریشان ہونے لگے۔ کیوں صفدر۔"۔۔۔۔ جولیا نے فوراً کہا۔

"بالکل۔"۔۔۔۔ صفدر نے بھی جولیا کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اور مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے تم دونوں اس بے چاری ریحانہ ملک کے بارے میں پریشان ہو رہے ہو جسے تم ڈاکٹر فاروقی کے پاس چھوڑ آئے ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے منہ سے ریحانہ ملک کا نام سن کر وہ دونوں بری طرح سے چونک پڑے۔

"ریحانہ ملک۔ تم۔ تم اس کے بارے میں کیسے جانتے ہو۔"۔۔۔۔ جولیا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ صفدر کی آنکھوں میں بھی یکلخت حیرانی کے سائے لہرانا شروع ہو گئے تھے۔

"میں نے کب کہا ہے کہ میں اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس بے چاری کے ماں باپ اور گھریلو ملازمین کو انتہائی سفاکی سے قتل کر دیا گیا ہے۔ شاید اپنے ماں باپ کی لاشیں دیکھ کر وہ صدمے سے بے ہوش ہو گئی تھی۔"

عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا اور جولیا اور صفدر حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو یوں دیکھنے لگے جیسے ان کے سامنے کوئی جادوگر بیٹھا ہو۔

"ارے۔ باپ رے۔ تم دونوں میری طرف ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو۔ کہیں تم دونوں مجھ پر یہ شک تو نہیں کر

رہے کہ سر عظیم ملک، اس کی بیوی اور ملازمین کو میں نے ہلاک کیا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہلاک ہونے والا کا نام سر عظیم ملک ہے۔"۔۔۔۔ جولیا کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔ صفدر کے چہرے پر بھی عجیب سے تاثرات تھے۔

"حیرت ہے۔ آپ تو ہر بات سے یوں واقف ہیں عمران صاحب۔ جیسے آپ جادوگر ہوں۔ ہم آپ سے کچھ بھی چھپانے کی کوشش کریں مگر کامیاب نہیں ہو سکتے۔"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے۔ کیا تم ہماری نگرانی کر رہے تھے۔"۔۔۔۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں بھلا تمہاری نگرانی کیوں کرنے لگا۔ تم تو اپنے بھائی صفدر کے ساتھ تھیں۔ ہاں اگر تمہارے ساتھ تنویر ہوتا تو شاید میں اس کی نگرانی ضرور کرتا۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تنویر کی نگرانی کیوں کرتے تم۔ کیا تمہیں اس پر بھروسہ نہیں ہے۔"۔۔۔۔ جولیا نے اسے گھور کر سخت لہجے میں کہا۔

"اپنے رقیب روسفید پر بھلا کون بھروسہ کرتا ہے۔ کیوں صفدر۔" عمران نے کہا تو صفدر پھر ہنس دیا۔

"آپ ہماری باتیں گول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

''گول۔ توبہ۔ توبہ۔ میں بھلا حقیر بندۂ ناچیز تمہاری باتیں گول کیسے کر سکتا ہوں۔ تم بھی توبہ کرو بلکہ فوراً کانوں کو ہاتھ لگاؤ ورنہ جولیا ناراض ہو جائے گی۔'' ——— عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''فضول باتیں مت کرو اور سچ سچ بتاؤ۔ تم ریحانہ ملک اور سر عظیم ملک کے بارے میں کیا جانتے ہو۔'' ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''غصے سے پوچھ رہی ہو یا پیار سے۔'' ——— عمران بھلا اس قدر آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

''غصے سے۔'' ——— جولیا نے آنکھیں نکال کر کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ میں حیران ہو رہا تھا کہ جولیا بھلا مجھ سے اتنے پیار سے کیسے کوئی بات پوچھ سکتی ہے۔'' ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''عمران صاحب۔ پلیز۔ ہم واقعی اس لڑکی کے لئے بے حد پریشان ہیں۔ اس کے گھر والوں کو جس بے دردی اور سفاکی سے ہلاک کیا گیا ہے۔ وہ سب دیکھ کر ہمیں بھی دلی صدمہ ہوا ہے۔ لڑکی ملازمین کی لاشیں دیکھ کر ہی صدمے سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ ہم تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہے ہیں کہ جب اسے پتہ چلے گا کہ اس کے ماں باپ بھی ہلاک ہو چکے ہیں تو اس بے چاری پر کیا گزرے گی۔'' ——— صفدر نے کہا۔

''اس بے چاری پر تو جو بھی گزرے گی وہ بعد کی بات ہے۔ پہلے تم دونوں یہ بتاؤ کہ تم دونوں نے جائے واردات کا جائزہ لیا تھا وہاں سے تمہیں کوئی کلیو ملا تھا یا نہیں۔'' ——— عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہمیں وہاں سے کوئی کلیو نہیں ملا تھا۔ ہم نے وہاں باریک بینی سے جائزہ لیا تھا۔ واردات کرنے والوں نے ہاتھ پیر بچا کر کام کیا تھا البتہ وہاں کی حالت دیکھ کر ایسا ضرور لگ رہا تھا جیسے واردات کو جان بوجھ کر ڈکیتی کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔'' ——— صفدر نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ۔ اور مجھے وہ کلپس دکھاؤ جو تم نے جائے واردات کے بعد اپنے ڈیجیٹل سیل فون سے حاصل کئے ہیں۔'' عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر وہ ایک بار پھر حیران رہ گئے۔ عمران یہ سب باتیں یوں بتا رہا تھا جیسے وہ ان کے ساتھ رہا ہو یا کسی دوسری جگہ بیٹھ کر انہیں باقاعدگی سے مانیٹر کرتا رہا ہو۔ صفدر نے خاموشی سے جیب سے سیل فون نکال کر اسے دے دیا اور عمران سیل فون سے کلپس دیکھنے لگا اور جولیا اسے تفصیل بتانا شروع ہو گئی۔

''تم کہہ رہے ہو کہ تم نے وہاں باریک بینی سے جائزہ لیا تھا۔ جبکہ میرا خیال ہے کہ اگر تم اپنے ساتھ ایک عدد خوردبین لے جاتے تو تمہیں ایک کلیو بہرحال مل سکتا تھا۔'' ——— عمران نے کہا تو جولیا اور صفدر چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ ہم نے وہاں ایک ایک چیز کا بغور معائنہ کیا تھا۔ ہمیں تو وہاں سے کچھ نہیں ملا تھا۔ تمہیں ان کلپس میں ایسا کیا نظر آ گیا ہے۔ جسے تم کلیو کہہ رہے ہو۔" ---- جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

عمران نے سیل فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ سکرین پر ایک کلوز تصویر تھی۔ جس میں خنجر ادھیڑ عمر کے دل کے مقام میں اترا دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا ہے اس منظر میں۔" ---- جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر نے بھی اٹھ کر اس تصویر کو دیکھا لیکن اسے کوئی خاص بات دکھائی نہ دی۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ آنکھوں کی جگہ خوردبین کا استعمال کیا کرو۔ اس خنجر کے دستے کو دیکھو۔ اس پر کچھ نظر آ رہا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے چونک کر ایک بٹن سے تصویر کو کلوز کیا تو خنجر کے دستے پر ڈی ایف اور ایک سیاہ بچھو بنا دکھائی دیا۔

"اوہ۔ اس پر تو ایک سیاہ بچھو بنا ہے اور ڈی ایف لکھا ہوا ہے۔" ---- جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ سیاہ بچھو کا مطلب ہے بلیک اسکارپین اور ڈی ایف مخفف ہے ڈیوک فاسٹر کا۔" ---- عمران نے کہا۔

"بلیک اسکارپین۔ ڈیوک فاسٹر۔" ---- صفدر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ نام وہ پہلی بار سن رہا ہو۔

"ہاں۔ ڈیوک فاسٹر۔ جس کا کوڈ نام بلیک سکارپین ہے۔ یہ آدمی ایکریمیا کا ایک پیشہ ور قاتل ہے۔ جو اپنا کام نہایت تیزی اور صفائی سے کرتا ہے۔ انتہائی بے رحم، سفاک اور چالاک ترین آدمی ہے۔ جس کو بڑی بڑی تنظیمیں اپنے مخصوص ٹارگٹس کو ہٹ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ڈیوک فاسٹر قتل ضرور کرتا ہے مگر کسی کو ہلاک کرنے کے لئے خاص طور پر اپنے ٹارگٹ کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے نام والے مخصوص خنجر کے سوا اور کوئی ہتھیار استعمال نہیں کرتا۔ موقع واردات پر وہ جان بوجھ کر مخصوص نشان والا خنجر چھوڑ جاتا ہے تاکہ وہ اپنے پیشے اور نام کی زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کر سکے۔ ڈیوک فاسٹر قتل کی ہر واردات میں احتیاط برتتا ہے۔ مگر اپنے مخصوص نشان والے خنجر کو وقوعہ پر چھوڑ دینے کی عادت اس سے کسی بھی طرح نہیں چھوٹتی۔ شاید اس کا خیال ہو کہ اس چھوٹے سے کلیو سے بھلا کوئی اس کے خلاف کیا ثبوت پیدا کر سکتا ہے اور اسے کس طرح مجرم ٹھہرایا جا سکتا ہے۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ ہم تو اب تک ریحانہ ملک کے ہوش میں آنے کا ہی انتظار کرتے رہ گئے اور آپ نے محض کیمرے میں ایک تصویر دیکھ کر یہ بھی جان لیا کہ ان سب کا قاتل کون ہے۔" صفدر

نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اور یہی نہیں بلکہ تم تو یہ سب ایسے کہہ رہے ہو جیسے ڈیوک فاسٹر کو تم ذاتی طور پر جانتے ہو۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ میں اسے ذاتی طور پر نہیں جانتا۔ مگر اس کے بلیک سکارپین کے مخصوص نشان اور ڈی ایف کو دیکھ کر فوراً میرے دماغ میں اس کا نام آ گیا تھا اور میں نے تمہیں بتا دیا۔ ڈیوک فاسٹر عموماً ایکریمیا اور یورپی ممالک میں اپنا کام کرتا ہے اور اس کے بارے میں آئے دن اخبارات میں کچھ نہ کچھ چھپتا رہتا ہے۔ وہ چونکہ ایک پیشہ ور قاتل ہے اور ہر صورت میں اپنا کام پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے لئے ایک نایاب پرزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے لئے چند سرکاری تنظیمیں بھی اپنے ناپسندیدہ افراد کو ہلاک کراتی ہیں اور غیر سرکاری تنظیموں کے لئے تو وہ بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔ قاتل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی باخبر انسان ہے۔ زیر زمین ہونے والے جرائم کی ہر خبر اسے مل جاتی ہے اور وہ اپنے ذرائع سے بڑے بڑے مگرمچھوں تک آسانی سے رسائی حاصل کرنے کا ماہر ہے۔ جس کا فائدہ اٹھا کر جرائم پیشہ افراد اپنے مفادات کے لئے ان مگرمچھوں کا صفایا کراتے رہتے ہیں۔ اس قدر مشہور آدمی کے بارے میں میرے جیسے سیدھے سادھے اور معصوم سے انسان کے پاس انفارمیشن ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیوں صفدر میں سیدھا

سادا اور معصوم ہوں نا۔" ـــــ آخری جملہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا بھی ہنس دی۔

"صفدر سے کیا پوچھ رہے ہو۔ میں جانتی ہوں کہ تم کس قدر معصوم اور سیدھے سادے ہو۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"گڈ شو۔ اگر تم جانتی ہو تو تمہیں فوراً ہاں کر دینی چاہیے۔" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کس بات کی ہاں۔" ـــــ جولیا نے اسے شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ۔ مم۔ میرا مطلب ہے۔ میں تم سے جب بھی چائے منگواؤں تم ہاں کر کے فوراً مجھے چائے لا دیا کرو۔" ـــــ عمران نے اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے کہا۔ تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جبکہ صفدر مسکرا دیا تھا۔

"بکو مت۔ ڈیوک فاسٹر کے بارے میں تو تم نے سب کچھ بتا دیا۔ مگر تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اور صفدر سر عظیم ملک کی رہائش گاہ میں گئے تھے۔ وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا تھا۔ ہم نے وہاں کا جائزہ لیا تھا اور صفدر نے اپنے سیل فون کے کیمرے سے وہاں کی تصویریں بنائی تھیں۔ اس کے علاوہ ریحانہ ملک نامی لڑکی صدمے سے بے ہوش ہو گئی تھی اور ہم دونوں اسے فاروقی ہسپتال لے گئے تھے۔" ـــــ جولیا نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں سیکرٹ ایجنٹ ہو اور سیکرٹ ایجنٹوں کی آنکھیں ہر وقت کھلی رہنی چاہئیں۔ مگر بعض اوقات تم لوگ آنکھیں بند کر لیتے ہو۔ آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے وہ منظر تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ جسے دیکھنا تمہارے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اب اسی واقعے کو لے لو۔ تم دونوں نے سر عظیم ملک کی رہائش گاہ میں جا کر اندر ہر چیز کا بغور جائزہ لیا تھا اور بقول تمہارے تم دونوں نے نہایت باریک بینی سے کلیو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر تمہارے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اسی طرح تم نے باہر اور اردگرد کی رہائش گاہوں کو بھی چیک کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ صفدر نے اس رہائش گاہ کا عقبی دروازہ کھلا دیکھ کر وہیں سے اندر گیا تھا کہ قاتل اپنا کام کر کے یا تو وہیں یا پھر عقبی دروازے سے باہر نکل گئے ہوں گے۔ اس نے اور نہ تو تم نے ایک بار بھی چھت پر جا کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ اگر تم میں سے کوئی ایک چھت پر آ جاتا تو وہاں اور کوئی نہیں تو کم از کم میں تمہیں ضرور السلام علیکم کہنے کے لئے مل جاتا۔ اور اگر تم دونوں کوٹھی کے باہر دائیں بائیں گلیوں میں آ جاتے تو تمہیں میری ٹوسیٹر تو ضرور نظر آ جاتی۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم بھی وہیں تھے۔''۔۔۔۔ جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے سر عظیم ملک کے بارے میں ایک اطلاع ملی تھی۔

میں اس اطلاع کی تصدیق کے لئے ان کی رہائش گاہ میں گیا تھا مگر مجرم میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنا کام دکھا چکے تھے۔ بہرحال جب ریحانہ ملک واپس آئی تو میں اندر ہی تھا۔ احتیاط کے طور پر میں فوراً چھت پر چلا گیا تھا۔ پھر چھت سے چھپ کر جب میں نے باہر دیکھا تو مجھے وہاں تمہاری کار دکھائی دی۔ تمہاری کار میں شاید کوئی خرابی واقع ہو گئی تھی۔ پھر تم ریحانہ ملک کے ساتھ رہائش گاہ میں آ گئی اور تم نے اندر کا ماحول دیکھ لیا۔ اس کے بعد میں نے صفدر کو آتے دیکھا۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ تم نے اسے اپنی مدد کے لئے بلایا ہے۔ تم رہائش گاہ سے نکل کر اس کے پاس گئیں اور اسے بھی رہائش گاہ میں لے گئیں۔ چھت سے میں یہ تو نہیں دیکھ سکتا تھا کہ تم دونوں اندر کیا کر رہے ہو۔ مگر مجھے اتنا اندازہ ضرور تھا کہ تم ماحول کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اپنے سیل فون کے کیمرے سے تصویریں ضرور بناؤ گے۔ پھر میں نے تم دونوں کو باہر آتے دیکھا۔ تم شاید باغ اور رہائش گاہ کے عقبی حصے کو چیک کرنے آئے تھے۔ اس کے بعد تم دونوں اندر گئے تو میں نے دور سے پولیس موبائل کی سائرنوں کی آوازیں سنیں اور پھر کئی موبائل گاڑیاں اس رہائش گاہ تک پہنچ گئیں۔ پھر میں نے تم دونوں کو رہائش گاہ کے عقبی حصے سے باہر جاتے دیکھا۔ تمہارے ساتھ بے ہوشی کی حالت میں وہ لڑکی بھی تھی جس کے ساتھ جولیا وہاں گئی تھی اور لڑکی کی بے ہوشی کا مطلب تھا کہ وہ اندر کا

خوفناک ماحول دیکھ کر صدمے سے بے ہوش ہو ئی تھی۔ تم دونوں کے نکلتے ہی میں بھی چپکے سے وہاں سے نکل گیا۔ میرا خیال تھا کہ تم دونوں اس لڑکی کو صدمے سے بے ہوش دیکھ کر لازماً جولیا کے فلیٹ میں لاؤ گے تاکہ اسے ہوش میں لا کر اس سے اس کے بارے میں اور اس کے ماں باپ کے بارے میں تفصیل معلوم کر سکو۔ مگر یہاں میرے اندازے میں تھوڑی سی غلطی ہوگئی۔ میں تیز رفتاری سے جولیا کے فلیٹ تک پہنچ گیا۔ مگر تم دونوں نے یہاں آنے میں دیر کر دی اور جب تم دونوں اس لڑکی کو ساتھ نہیں لائے تو میں سمجھ گیا کہ اس کی بے ہوشی عارضی نہیں ہوگی جس کے لئے تم دونوں اس کسی ہسپتال میں چھوڑ آئے ہو اور تم دونوں اسے جس ہسپتال میں چھوڑ کر اطمینان سے واپس آ گئے ہو تو وہ ہسپتال فاروقی ہسپتال کے سوا اور کون سا ہو سکتا ہے۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انہیں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"پھر تو تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ ڈیوک فاسٹر نے سر عظیم ملک کو کیوں ہلاک کیا تھا۔"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ ڈیوک فاسٹر کا پاکیشیا میں آنا اور خاص طور پر سر عظیم ملک کو ہلاک کرنے کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اور آپ کے پاس وہ اطلاع کیا تھی جس کے لئے آپ سر

عظیم ملک سے ملنے گئے تھے۔"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"سر عظیم ملک چند روز قبل نجی کام کے سلسلے میں گریٹ لینڈ گئے تھے۔ ان کا تعلق ہوٹلز بزنس سے ہے۔ ان کے واپس پاکیشیا آنے کے چند روز بعد گریٹ لینڈ کے ایک مشہور سائنسدان پروفیسر جلیل آفندی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ حکام کا خیال ہے کہ ان کی ہلاکت حادثاتی نہیں تھی بلکہ انہیں جان بوجھ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ انہیں وہاں سے چند ایسے شواہد ملے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پروفیسر جلیل آفندی کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہلاک کیا گیا ہے۔ جس پر گریٹ لینڈ کی مختلف ایجنسیاں کام کر رہی ہیں اور سر عظیم ملک پروفیسر جلیل آفندی کے رشتہ دار ہیں اور چند روز قبل وہ ان سے ان کے ہوٹل میں جا کر خصوصی طور پر ملے بھی تھے اس لئے وہ لوگ ان سے بھی پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ سر عظیم ملک کو سرکاری سطح پر وزارت داخلہ کے تحت گریٹ لینڈ بھیجا جائے۔ اس سلسلے میں خارجہ تعلقات کی بنا پر سر سلطان سے بات کی گئی۔ سر سلطان نے چیف سے بات کی اور چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں ذاتی طور پر سر عظیم ملک سے ملاقات کروں اور ان سے معلوم کروں کہ آخری ملاقات میں پروفیسر جلیل آفندی اس سے کس سلسلے میں ملے تھے اور یہ کہ اگر پوچھ گچھ کے لئے انہیں خارجی سطح پر گریٹ لینڈ بھیجا جائے تو کیا وہ تیار ہیں یا نہیں۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر اب یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہو گیا ہے۔ کہیں اسی چکر میں تو انہیں ہلاک نہیں کیا گیا۔" ــــــ صفدر نے کہا۔

"کیا کہا جاسکتا ہے۔ اب تمہاری طرح مجھے بھی ان کی بیٹی کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر ہی شاید کوئی امید کی کرن دکھائی دے۔" ــــــ عمران نے کاندھے اچکا کر کہا۔

"اور اگر ان کی بیٹی ان معاملات میں لاتعلق ہوئی تو۔" جولیا نے کہا۔

"پھر چیف جانے اور اس کا کام جانے۔" ــــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ جب ہمارے سامنے ایک پیشہ ور قاتل ڈیوک فاسٹر کا نام آ ہی گیا ہے تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم اسے ٹریس کریں اور اس تک پہنچ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ اس کی سر عظیم ملک سے کیا دشمنی تھی اور اس نے انہیں اس قدر سفاکی سے کیوں ہلاک کیا تھا۔" ــــــ صفدر نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ ڈیوک فاسٹر اب تک یہاں بیٹھا رہا ہو گا۔ ایسے لوگ اپنا کام ختم کر کے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے اور فوراً نکل جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"پھر بھی وہ بھاگ کر جائے گا کہاں۔ اس کا اصل مقام تو ایکریمیا ہی ہے۔ ایکریمیا میں جا کر بھی تو اسے تلاش کیا جاسکتا ہے۔" ــــــ جولیا نے کہا۔

"اب کون خواہ مخواہ اس کے پیچھے اپنی جوتیاں گھساتا پھرے۔ میں نے کہا ہے نا۔ چیف کو میں رپورٹ دے دوں گا۔ اس بات کا فیصلہ چیف ہی کریں گے کہ آگے ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔"

عمران نے کہا تو جولیا اور صفدر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیئے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ عام واردات کے طور پر نظر آنے والا معاملہ خاصا پر اسرار اور اہمیت کا حامل ہو گیا ہے۔ ایک غیر ملکی کا ایکریمیا سے خاص طور پر سر عظیم ملک کو ہلاک کرنے آنا۔ اور وہ بھی اس دوران جب گریٹ لینڈ کی حکومت خارجہ بنیادوں پر سر عظیم ملک سے پوچھ گچھ کے لئے انہیں گریٹ لینڈ میں بلا رہی ہو۔ تک۔ وہ پروفیسر جلیل آفندی کے بارے میں ان سے پوچھ گچھ کر سکیں جس طرح سر عظیم ملک کو ہلاک کیا گیا تھا۔ اگر اس قتل کو پروفیسر جلیل آفندی کی ہلاکت کی کڑی سے جوڑا جاتا تو یہ ایک طویل اور پیچیدہ زنجیر سی بنتی دکھائی دے رہی تھی۔ پاکیشیا اور خاص طور پر گریٹ لینڈ سر عظیم ملک کی ہلاکت کو آسانی سے ہضم نہیں کر سکتی تھی۔ انہیں اس بات کا واضح ثبوت مل جاتا کہ سر عظیم لازماً کوئی ایسی بات جانتے تھے جس سے گریٹ لینڈ پروفیسر جلیل آفندی کو ہلاک کرنے والوں تک پہنچ سکتی تھی۔

عمران کچھ دیر ان کے ساتھ رہا۔ پھر وہ اٹھ کر ان سے اجازت لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ سوچ کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ جیسے وہ اس معاملے میں خود بھی بے حد سیریس ہو گیا ہو۔

چیف ڈیکوزی اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے دونوجوان بیٹھے تھے۔ ان تینوں کے سامنے شراب سے بھرے گلاس پڑے تھے جنہیں وہ وقفے وقفے سے سپ کرتے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

دونوں نوجوانوں کا تعلق سرکاری ایجنسی گولڈن راڈ سے تھا اور وہ چیف ڈیکوزی کے دایاں اور بایاں بازو کہلاتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام جیفرے تھا اور دوسرے کا کراسٹر۔ دونوں تنومند ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد جسیم اور طاقتور جسموں کے مالک تھے اور ذہانت میں یکتا تھے۔ البتہ جیفرے کا رنگ سفید تھا جبکہ کراسٹر سیاہ فام تھا۔

یہ دونوں چیف ڈیکوزی کی طرح در پردہ بلیک کنگ کے لئے بھی کام کرتے تھے۔ دونوں چیف ڈیکوزی کو بلیک کنگ کا خاص

سمجھتے تھے اور بلیک کنگ کی طرف سے ملنے والی ہدایات انہیں چیف ڈیکوزی سے ہی ملتی تھیں۔ اور وہ دونوں تمام رپورٹس بھی چیف ڈیکوزی کو ہی دیتے تھے۔

''چیف۔ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔ کنگ نے اس بار ہماری بجائے ایکریمیا سے ڈیوک فاسٹر کو پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے کے لئے کیوں بلایا تھا۔ کیا وہ کوئی انتہائی اہم مشن تھا جسے صرف ڈیوک فاسٹر ہی مکمل کر سکتا تھا۔'' ــــــ سفید فام جیفرے نے چیف ڈیکوزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کنگ۔ کس سے کیوں اور کیا کام لیتا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ کنگ نے ہمیں جو مقام دے رکھا ہے وہ مقام کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ رہی بات پاکیشیا مشن کی تو وہ ایک انتہائی غیر اہم اور چھوٹا سا مشن تھا جو ہمارے لیول کا نہیں تھا۔ اس لئے کنگ نے میرے مشورے پر ہی ڈیوک فاسٹر کو بلایا تھا۔ اس نے مشن مکمل کیا اور یہاں آگیا اور پھر کنگ کے حکم پر میں نے اسے آف کر دیا تھا۔'' ــــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''کنگ نے ڈیوک فاسٹر کا انتخاب بھی غلط نہیں کیا تھا۔ ڈیوک فاسٹر جو بلیک اسکارپین کے نام سے مشہور ہے پیشہ ور قاتل ضرور تھا۔ لیکن وہ اپنا کام بڑی صفائی اور نہایت تیزی سے کرنے کا عادی تھا۔ آج تک اسے جو بھی ٹاسک دیا گیا تھا۔ اس نے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ ایکریمیا اور ایکریمیا کی بڑی بڑی

ایجنسیاں اور سینڈیکیٹس بھی ڈیوک فاسٹر کی ہنر مندی کے قائل تھے۔ اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی آج تک کسی نے اس کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ ویسے بھی اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کچھ ہوتا ہی نہیں تھا۔ جائے واردات پر وہ اپنے نام اور مخصوص نشان یعنی بلیک اسکارپین والا خنجر ضرور چھوڑ دیتا تھا تاکہ وہ اپنے نام اور کام کی زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کر سکے۔ صرف ایک خنجر کی بنیاد پر اسے گرفتار کرنا یا اس کے خلاف کارروائی کرنا ناممکن تھا۔" سیاہ فام کراسٹر نے کہا۔

"خنجر۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو کراسٹر۔" ——— اس کی بات سن کر چیف ڈیکوزی نے زور سے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں ڈیوک فاسٹر کے بارے میں پوری معلومات رکھتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ کسی بھی قتل کے پیچھے اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑتا تھا مگر اس میں ایک بری عادت یہ بھی تھی کہ وہ جس خنجر سے اپنے ٹارگٹ کو ہلاک کرتا تھا۔ اپنا وہ خنجر وہ وہیں چھوڑ آتا تھا۔ اس نے آج تک جتنے بھی قتل کئے ہیں وہ اپنے مخصوص بلیک اسکارپین والے خنجر سے ہی کئے ہیں اور وہ خنجر جائے واردات پر ہی مل جاتا ہے۔ جس سے اس بات کا ضرور پتہ چل جاتا تھا کہ قتل کرنے والا ڈیوک فاسٹر ہی تھا۔" ——— کراسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ مگر اس نے تو کہا تھا کہ وہ اپنی یہ عادت ترک کر چکا ہے۔ اور خاص طور پر بیرونی ملکوں میں اپنا مشن مکمل کرتے ہوئے

وہ ہر احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔" ——— چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"ممکن ہے ایسا ہوتا ہو۔ لیکن پاکیشیا میں جس سر عظیم ملک کو ہلاک کیا گیا ہے۔ وہاں ڈیوک فاسٹر نے ایسی کوئی احتیاط سے کام نہیں لیا تھا۔ اس نے حسب عادت خنجر وہیں چھوڑ دیا تھا۔" کراسٹر نے کہا تو ایک لمحے کے لئے چیف ڈیکوزی کا رنگ بدل گیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ڈیوک فاسٹر نے پاکیشیا میں سر عظیم ملک کو ہلاک کیا تھا اور وہاں سے اس کا مخصوص خنجر ملا تھا۔" چیف ڈیکوزی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"چیف ان دنوں پاکیشیا کا میڈیا بے حد ایڈوانس ہے۔ بے شمار پاکیشیائی نیوز چینل مکمل آزادی سے کام کر رہے ہیں اور بعض چینل تو چھوٹی سے چھوٹی خبر کی بھی مکمل کوریج کرتے ہیں اور ہر قسم کی نیوز پوری دنیا میں دکھائی جا رہی ہے۔ ایسی ہی ایک خبر میں نے کل دیکھی تھی۔ جس میں سر عظیم ملک کی ہلاکت کی کوریج دکھائی جا رہی تھی۔ ویڈیو کلپس میں وہ خنجر بھی دکھایا گیا تھا جس سے سر عظیم ملک کو ہلاک کیا گیا تھا اور خنجر پر میں نے ڈیوک فاسٹر کا مخصوص بلیک اسکارپین کا نشان اور ڈی ایف کے الفاظ بھی دیکھے تھے۔" ——— کراسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ ڈیوک فاسٹر نے کیا حماقت کر دی۔ اس نے اپنا مخصوص خنجر وہاں کیوں چھوڑ دیا تھا۔ اگر وہ خنجر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گیا تو انہیں یہ سمجھنے میں ایک لمحے کی بھی

دیر نہیں لگے گی کہ قتل کس نے کیا ہے۔ اور اگر وہ اس معاملے میں ملوث ہو گئی تو سارا معاملہ چوپٹ ہو جائے گا۔"۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا معاملہ ہے چیف۔"۔۔۔۔ جیفرے نے چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ کراسٹر تم بتاؤ۔ کیا نیوز چینل پر ڈیوک فاسٹر کا نام بھی لیا گیا تھا۔"۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"نو چیف۔ لیکن بہرحال ایک بات ہے۔ پاکیشیا حکومت کو یہ معلوم ہوا ہو یا نہ ہوا کہ سر عظیم ملک کو کس نے ہلاک کیا ہے لیکن گریٹ لینڈ کی حکومت کو ضرور معلوم ہو گیا ہو گا۔"۔۔۔۔ کراسٹر نے کہا۔

"کیا مطلب۔"۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے چونک کر کہا۔

"چیف۔ پچھلے دنوں میری ڈارک سکائی ایجنسی کے چیف راسٹن سے بات ہوئی تھی۔ گریٹ لینڈ حکومت کی طرف سے اسے پروفیسر جلیل آفندی کی ہلاکت کا کیس دیا گیا تھا۔ چند روز قبل جس طرح ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں پروفیسر جلیل آفندی مارا گیا تھا۔ اس کی ہلاکت سے گریٹ لینڈ کی حکومت کو زبردست دھچکا لگا تھا۔ پروفیسر جلیل آفندی سب سے بڑا سائنس دان تھا۔ اس نے گریٹ لینڈ کے لئے بہت کچھ کیا تھا۔ اس لئے گریٹ لینڈ کو اس سے اور بھی بے پناہ امیدیں تھیں۔ مگر پروفیسر جلیل آفندی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا۔ اس سلسلے میں جب چیف راسٹن نے

سرچ کیا تو اسے چند ایسے ثبوت ملے جن سے یہ ثابت ہو گیا کہ پروفیسر جلیل آفندی کی ہلاکت اتفاقیہ نہیں تھی بلکہ اسے پوری پلاننگ کے تحت ہلاک کیا گیا تھا۔ جس کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اس کار کے کمپیوٹر سسٹم میں ایسی تبدیلی کر دی گئی تھی جس سے مین سڑک پر آتے ہی کار پروفیسر جلیل آفندی کے ڈرائیور کے ہاتھوں آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی تھی اور کار سڑک پر ایک ہیوی لوڈر سے جا ٹکرائی تھی۔ جس کے نتیجے میں ڈرائیور اور پروفیسر جلیل آفندی موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ جس نے بھی پروفیسر جلیل آفندی کے کار کمپیوٹر سسٹم میں تبدیلی کی تھی اس نے بڑی مہارت سے کام لیا تھا۔ مگر کار کی تباہی کے باوجود کمپیوٹر سسٹم تباہ ہونے سے بچ گیا تھا۔ جس کی چیکنگ سے پتہ چلا کہ کار کیوں عین سڑک پر آؤٹ آف کنٹرول ہوئی تھی اور پھر چیف پروفیسر جلیل آفندی ہلاک ہونے سے چند روز قبل ہی حکومت کی نظروں میں آ چکا تھا۔ حکومت محسوس کر رہی تھی کہ پروفیسر جلیل آفندی کا پچھلے دنوں اپنے پاکیشیائی رشتہ داروں سے میل جول ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ وہ ان سے خفیہ رابطے بھی رکھتا تھا اور بات چیت کے دوران ایسی زبان بولتا تھا جیسے وہ کسی کو بہت اہم پیغام دے رہا ہو۔ اس کا زیادہ تر رابطہ سر عظیم ملک سے ہی رہتا تھا۔ پھر ایک روز پروفیسر جلیل آفندی نے گریٹ لینڈ میں آئے ہوئے سر عظیم ملک سے اس کے ہوٹل میں طویل ملاقات کی اور اس ملاقات کے

بعد جب وہ واپس لیبارٹری میں گیا تو بے حد پریشان اور الجھا ہوا تھا۔ اس روز اس نے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ وہ سارا دن پریشان سا رہا تھا۔ سر عظیم ملک پروفیسر جلیل آفندی سے ملاقات کے فوراً بعد پاکیشیا روانہ ہو گیا تھا۔

اسی روز چیف راسٹن گریٹ لیبارٹری میں پروفیسر جلیل آفندی سے ملنے گیا تھا۔ وہ حکومتی ایماء پر لیبارٹری کی حفاظت کے جدید ترین انتظامات کا خصوصی طور پر جائزہ لینا چاہتا تھا۔ مگر اس روز پروفیسر جلیل آفندی نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ انہیں اس قدر کھویا کھویا اور پریشان دیکھ کر چیف راسٹن چونک پڑا تھا۔ اس نے ایک دو بار پروفیسر جلیل آفندی کی بڑبڑاہٹ سنی تھی۔ وہ جلد سے جلد سر عظیم ملک کے پاکیشیا پہنچنے کے لئے بڑبڑا رہے تھے۔ پھر شام کو جب پاکیشیا سے سر عظیم ملک کا انہیں فون موصول ہوا کہ وہ بحفاظت پاکیشیا پہنچ گئے ہیں تو پروفیسر جلیل آفندی دیکھتے ہی دیکھتے بے حد مطمئن اور ہشاش بشاش نظر آنے لگے۔ انہوں نے نہ صرف چیف راسٹن سے معذرت کی بلکہ اسے تمام حفاظتی انتظامات کی بریفنگ دینے کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ خوش مزاجی سے بھی بات چیت کرتے رہے تھے۔ چیف راسٹن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر سر عظیم ملک کو کسی سے کیا خطرہ تھا جو اس کے لئے پروفیسر جلیل آفندی اس قدر پریشان تھے اور پھر ان کے پاکیشیا پہنچتے ہی وہ نہ صرف مسرور دکھائی دے رہے تھے بلکہ ان کا انداز

ہی بدل گیا تھا۔

چیف راسٹن چونکہ لیبارٹری کی حفاظت کا چیف انچارج تھا۔ اس نے پروفیسر جلیل آفندی پر خاص طور پر نظر رکھنی شروع کر دی۔ پروفیسر جلیل آفندی گو کہ کافی محتاط تھا مگر وہ ایک سیٹلائٹ فون پر مسلسل سر عظیم ملک سے رابطے میں رہتا تھا۔ پھر ایک روز چیف راسٹن نے ان کی خفیہ بات چیت ٹیپ کرنے کی کوشش کی۔ ٹیپ میں وہ ان کی زیادہ باتیں تو ریکارڈ نہ کر سکا مگر اس ٹیپ میں اسے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ پروفیسر جلیل آفندی نے سر عظیم کے ہاتھ جو ڈائمنڈ بلاسٹر بھیجا تھا بہت جلد وہ اس کے کوڈز بھی بھیجنے والا تھا۔

ڈائمنڈ بلاسٹر چیف راسٹن کے لئے نیا نام تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ ڈائمنڈ بلاسٹر ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے جسے پروفیسر جلیل آفندی نے اپنے عزیز کے ذریعے پاکیشیا بھجوایا ہے۔ اور اب وہ اس کے کوڈز بھیجنے والا تھے۔ اس نے پروفیسر جلیل آفندی پر اور زیادہ گہری نظریں رکھنی شروع کر دیں مگر اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ کچھ آتا۔ پروفیسر جلیل آفندی کو ہلاک کر دیا گیا۔ ہلاک ہونے سے دو روز قبل پروفیسر جلیل آفندی ایک اور پاکیشیا جانے والے عزیز سے ملا تھا۔ اس روز بھی وہ بہت زیادہ مسرور نظر آیا تھا۔ جس پر چیف راسٹن نے حکومت سے پروفیسر جلیل آفندی کی ہلاکت کا کیس لے لیا اور اس پر کام کرنے لگا۔ کار کمپیوٹر سسٹم کا ثبوت

ہاتھ آتے ہی چیف راسٹن کے سامنے کئی باتیں کھل گئیں۔ اس نے ایک رپورٹ بنا کر حکومت کو دی جس میں اس نے بتایا کہ پروفیسر جلیل آفندی نے گریٹ لینڈ کی کوئی اہم ایجاد جسے ڈائمنڈ بلاسٹر کا نام دیا گیا ہے۔ پاکیشیا منتقل کی ہے اور ساتھ ہی اس کا فارمولا یا کوڈز وہاں پہنچا دیئے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں نے اس ایجاد یا فارمولے کا راز چھپانے کے لئے پروفیسر جلیل آفندی کو ہلاک کر دیا ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ پروفیسر جلیل آفندی نے ڈائمنڈ بلاسٹر اپنے ایک عزیز سر عظیم ملک کے ذریعے پاکیشیا پہنچایا ہے۔ اگر سر عظیم ملک کو خارجہ تعلقات کی بنیاد پر واپس گریٹ لینڈ بلا لیا جائے تو وہ اس سے ڈائمنڈ بلاسٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ گریٹ لینڈ کی کوئی اہم اور خفیہ ایجاد پاکیشیا پہنچ چکی تھی۔ یہ خبر حکومت پر بجلی بن کر گری۔ وہ بھی یہ جاننے کے لئے بے تاب تھے کہ آخر ڈائمنڈ بلاسٹر کیا تھا اور پروفیسر جلیل آفندی نے اسے خاص طور پر پاکیشیا کیوں پہنچایا تھا۔ مگر حکومت نے اس معاملے کو ٹاپ سیکرٹ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے اس بارے میں غور کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر یہی فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا میں کوئی ایجنٹ بھیجنے کی بجائے سر عظیم ملک کو خارجہ تعلقات پر گریٹ لینڈ بلایا جائے اور اس کی برین سکیننگ کی جائے۔ برین سکیننگ سے ہی اس ایجاد کے بارے میں انہیں اصل حقیقت کا علم ہو سکتا تھا۔ اور چیف اس سلسلے میں حکومت کی

پاکیشیائی حکومت سے بات چل ہی رہی تھی کہ اب یہ خبر آ گئی ہے کہ سر عظیم ملک کو ایک ایکریمی پیشہ ور قاتل نے ہلاک کر دیا ہے۔ جس سے گریٹ لینڈ حکومت کو اور بھی زیادہ اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ واقعی پروفیسر جلیل آفندی نے کوئی ایجاد پاکیشیا ٹرانسفر کی تھی۔ اب گریٹ لینڈ اور بھی زیادہ شدومد سے اس ایجاد کے بارے میں جاننے کے لئے بے چین ہے۔" ــــ کراسٹر نے چیف ڈیکوزی کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور چیف ڈیکوزی ہونٹ بھینچے یہ سب سن رہا تھا۔

"اوہ۔ یہاں اتنا سب کچھ ہو گیا ہے اور اس کا مجھے پتہ ہی نہیں۔" چیف ڈیکوزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کو بتایا ہے نا چیف کہ اس معاملے کو ٹاپ سیکرٹ رکھا جا رہا ہے۔ چیف راسٹن میرا بہت اچھا دوست ہے۔ وہ شاید مجھے بھی کچھ نہ بتاتا۔ مگر دو روز قبل اس نے میرے ساتھ میرے گھر میں ضرورت سے زیادہ شراب پی لی تھی اور وہ نشے کی حالت میں مجھے یہ سب بتا گیا تھا۔" ــــ کراسٹر نے کہا۔

"دو روز۔ ہونہہ۔ تمہیں دو روز پہلے یہ سب معلوم تھا اور تم مجھے اب بتا رہے ہو۔" ــــ چیف ڈیکوزی نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سوری چیف۔ مم۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس معاملے سے میرا یا میری ایجنسی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے

آپ کو کچھ بتانا مناسب نہیں سمجھا تھا لیکن جب مجھے جیفرے نے بتایا کہ کنگ نے پاکیشیا میں ایک مشن کے لئے خاص طور پر ایکریمیا سے ایک پیشہ ور قاتل بلیک اسکارپین کو بلایا ہے اور پھر ٹی وی نیوز پر سر عظیم ملک کا نام اور ڈیوک فاسٹر کا مخصوص خنجر دیکھا تو میں نے آپ کے سامنے یہ وضاحت کر دینی مناسب سمجھی۔'' کراسٹر نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''اور جیفرے ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ کنگ نے ڈیوک فاسٹر کو میرے پاس بھیجا تھا۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے جیفرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''چچ ۔ چیف ۔ ڈیوک فاسٹر دو مرتبہ آپ سے ملنے آیا تھا۔ پہلی بار جب وہ پاکیشیا جا رہا تھا۔ اور دوسری بار پاکیشیا سے واپسی کے بعد۔ وہ میک اپ میں تھا۔ مگر میں اس کے قد کاٹھ اس کے چلنے کے انداز اور اس کی ایک مخصوص عادت سے بخوبی واقف تھا۔ وہ بے خیالی میں بار بار اپنی دائیں ٹانگ جھٹکنے کا عادی تھا۔ میں نے اس سے بات تو نہیں کی تھی۔ مگر وہ چونکہ میک اپ میں آپ سے ملنے آیا تھا اور اس کی سرکاری طور پر آپ سے ملنے آنے کی ہمارے پاس کوئی اطلاع نہیں تھی اس لئے میں سمجھ گیا کہ وہ کنگ کے حکم پر ہی آپ سے خفیہ ملاقات کرنے آیا ہو گا۔ اور کراسٹر کی طرح میں نے بھی ٹی وی نیوز پر سر عظیم ملک کی ہلاکت کی خبر اور اس کا مخصوص خنجر دیکھا تھا۔'' ـــــ جیفرے نے بھی کراسٹر کی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تمہیں ایک دوسرے سے یہ سب ڈسکس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے غصے سے کہا۔

''سس ۔ سوری چیف ۔ ویری سوری۔'' ـــــ ان دونوں نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ سارا معاملہ اس طرح اوپن ہو جائے گا۔ میں سوچتا کیا ہوں اور ہوتا کیا ہے۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ سارا راز اگر تم دونوں جان سکتے ہو تو بھلا عمران جیسا انسان اس سارے معاملے سے بے خبر کیسے رہ سکتا ہے۔ اس کے کانوں تک اگر ڈائمنڈ بلاسٹر کی بھنک پڑ گئی تو وہ لازماً اس کے لئے حرکت میں آ جائے گا۔'' ـــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد چیف ڈیکوزی نے دوبارہ کہا۔ اس کے لہجے میں غصے کے ساتھ ساتھ بے پناہ پریشانی کا عنصر بھی تھا۔

''عمران سے بھلا کنگ کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے چیف۔'' جیفرے نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''احمق۔ اب ساری بات کھل ہی چکی ہے تو سنو۔ ڈیوک فاسٹر نے سر عظیم ملک کو ہلاک کر کے واقعی اس سے ایک فارمولا حاصل کیا تھا اور وہ فارمولا میرے ذریعے کنگ تک پہنچ چکا ہے۔ وہ ڈائمنڈ بلاسٹر کا فارمولا ہے یا کچھ اور۔ یہ میں نہیں جانتا اور اس

کے لئے گریٹ لینڈ حکومت کیا کر رہی ہے۔ مجھے اس سے بھی کوئی سروکار نہیں۔ مگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران۔ وہ نہایت ذہین آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ یہ سراغ لگا لے کہ ڈیوک فاسٹر مجھ سے ملنے آیا تھا اور اس نے فارمولا میرے حوالے کیا تھا۔ اگر وہ ہماری راہ پر لگ گیا تو یہاں بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ اور کچھ نہیں تو ہماری اصلیت گریٹ لینڈ حکومت کے سامنے کھل جائے گی۔ جو میں نہیں چاہتا۔'' ——— چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''کیا عمران گریٹ لینڈ آئے گا۔'' ——— کراسٹر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ عین ممکن ہے۔'' ——— چیف ڈیکوزی نے سر ہلا کر کہا۔

''اگر ایسا ہے تو چیف آپ ہمیں اس بات کی اجازت دے دیں کہ ہم اس عمران سے ٹکرا سکیں۔'' ——— جیفرے نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ وہ تمہارے ذریعے مجھ تک اور پھر میرے ذریعے کنگ تک پہنچ جائے اور بلیک کنگ کے ساتھ ساتھ ہماری اصلیت بھی سب کے سامنے آ جائے۔'' ——— چیف ڈیکوزی نے اسے گھورتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ نو چیف۔ اگر وہ یہاں آیا۔ میں تب کی بات کر رہا ہوں۔'' ——— جیفرے نے جلدی سے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا تم یہ سب کر سکو گے۔'' چیف

ڈیکوزی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں اور کراسٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کو آسانی سے سنبھال لیں گے۔ کیوں کراسٹر۔'' جیفرے نے پہلے چیف ڈیکوزی اور پھر کراسٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ جیفرے ٹھیک کہہ رہا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا معاملہ آپ ہم پر چھوڑ دیں۔ وہ یہاں آیا تو ہمارے ہاتھوں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا۔'' ——— کراسٹر نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''ایک بار پھر سوچ لو۔ ناکامی کی صورت میں شاید میں تو تمہیں کچھ نہ کہوں مگر کنگ اس معاملے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرے گا۔ عمران ہم سے زیادہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے تمہاری ناکامی کی صورت میں وہ نہ تمہیں معاف کرے گا اور نہ مجھے۔'' ——— چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''ہمیں منظور ہے چیف۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔'' ——— جیفرے نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں کنگ سے بات کرتا ہوں اور پھر میں یہ ٹاسک تمہارے حوالے کر دوں گا۔ میں پاکیشیا میں کسی گروپ کی یہ ڈیوٹی بھی لگا دیتا ہوں کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں گریٹ لینڈ میں آنے لگیں تو مجھے فوری اطلاع مل جائے اور میں تمہیں اس

کے آنے کی اطلاع دے دوں۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"یس چیف۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ اور آپ ہماری طرف سے کنگ۔ کو مطمئن کر دیں کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے یا ہلاک کرنے کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں گے۔" جیفر ے نے پر جوش لہجے میں کہا تو چیف ڈیکوزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل میں موجود تھا۔ اور گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس نے جولیا کے فلیٹ سے نکل کر خاصی دوڑ دھوپ کی تھی۔ فاروقی ہسپتال میں جا کر اس نے ریحانہ ملک سے بھی ملاقات کی تھی۔ جسے تین گھنٹوں بعد ہوش آ گیا تھا۔ مگر عمران نے اس کی بات چیت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ سر عظیم ملک گریٹ لینڈ میں جا کر پروفیسر جلیل آفندی سے ملتے تھے یا ان کی فون کالز سنتے تھے۔ پھر عمران دانش منزل پہنچ گیا۔ بلیک زیرو سے تفصیلی ڈسکس کرنے کے بعد اس نے ایکریمیا میں فارن ایجنٹس کے ذریعے ڈیوک فاسٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کیں تو اسے معلوم ہوا کہ ڈیوک فاسٹر پچھلے کئی روز سے ایکریمیا سے غائب ہے۔ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسے کچھ روز قبل میک اپ میں گریٹ لینڈ

www.UrduNovelsPoint.com
اردو ناولز پوائنٹ ڈاٹ کام

کے ایک طیارے میں سوار ہوتے دیکھا گیا تھا۔ پھر عمران نے گریٹ لینڈ کے ایجنٹس سے بات کی۔ ان سے ملنے والی انفارمیشن کے مطابق ڈیوک فاسٹر واقعی گریٹ لینڈ میں آیا تھا۔ مگر وہ گریٹ لینڈ میں آتے ہی غائب ہو گیا تھا۔ ایئر پورٹ کی ڈیٹا چیکنگ سے البتہ اتنا ضرور پتہ چلا تھا کہ ڈیوک فاسٹر گریٹ لینڈ سے پاکیشیا گیا تھا اور اگلے تین روز بعد وہ واپس گریٹ لینڈ آ گیا تھا۔ مگر گریٹ لینڈ میں آ کر وہ اس وقت کہاں ہے۔ اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ ڈیوک فاسٹر کو اگر خاص طور پر سر عظیم ملک کی ہلاکت کے لئے ہائر کیا گیا تھا تو وہ گریٹ لینڈ میں کیا کرنے گیا تھا اور گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آ کر اور پھر پاکیشیا میں سر عظیم ملک کو ہلاک کر کے واپس گریٹ لینڈ کیوں گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کہاں غائب ہو گیا اور اس کے بارے میں کوئی خبر ہی نہیں مل رہی تھی۔ حالانکہ فارن ایجنٹس نے زیر زمین دنیا کے ساتھ ساتھ سرکاری سطح پر بھی اس کے بارے میں چھان بین کی تھی۔ مگر نتیجہ کچھ بھی سامنے نہیں آیا تھا۔ پھر عمران نے دوسرے نظریئے پر کام کرتے ہوئے گریٹ لینڈ کے ایجنٹس کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ پروفیسر جلیل آفندی کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ گریٹ لینڈ کی حکومت ان کی ہلاکت کو اس قدر سنجیدگی سے کیوں لے رہی ہے اور وہ سر عظیم ملک کو کس سلسلے میں گریٹ

لینڈ بلا رہے تھے۔ وہ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے تھے۔

گریٹ لینڈ کے تیز ترین ایجنٹوں نے کئی گھنٹوں بعد عمران کو بتایا کہ انہوں نے ڈائریکٹ گریٹ لینڈ کی بلیک سکائی کے چیف راسٹن پر ہاتھ ڈالا تھا۔ اور پھر انہوں نے اپنے مخصوص طریقوں سے کام لے کر چیف راسٹن سے بہت کچھ اگلوا لیا تھا۔ اس رپورٹ کے مطابق پروفیسر جلیل آفندی نے سر عظیم ملک کے ہاتھ گریٹ لینڈ کی کوئی بہت بڑی ایجاد کا فارمولا پاکیشیا منتقل کرایا تھا۔ جسے کوڈ نام ''ڈائمنڈ بلاسٹر'' دیا گیا تھا۔ گریٹ لینڈ کی حکومت کو بھی ڈائمنڈ بلاسٹر کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ فارمولا کیا ہے اور کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ وہ بھی اس فارمولے کی حقیقت جاننا چاہتے تھے۔ جس کے لئے وہ سر عظیم ملک کو واپس گریٹ لینڈ بلا رہے تھے تاکہ ان کی برین سکیننگ کر کے ڈائمنڈ بلاسٹر کے بارے میں اس سے معلوم کیا جا سکے جو اس کے ذریعے پروفیسر جلیل آفندی نے پاکیشیا بھیجا تھا۔

''کیا سوچ رہے ہیں عمران صاحب۔'' ——— اچانک عمران کو بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آ گیا۔ بلیک زیرو کافی کے دو مگ لئے اس کے قریب کھڑا تھا۔

''کچھ نہیں۔ اس ڈائمنڈ بلاسٹر اور سر عظیم ملک کی ہلاکت نے مجھے واقعی الجھا کر رکھ دیا ہے۔ ڈائمنڈ بلاسٹر آخر کیا ہے۔ نام سے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے اس سے ہیروں کو تباہ کیا جاتا ہو گا۔ مگر

ہیروں کی تباہی۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ہیروں کی تباہی سے کسی ایجاد کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔'' ـــــــ عمران نے اس سے ایک مگ لیتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے پروفیسر آفندی نے ہیروں کے قیمتی ہونے کی وجہ سے اس کا نام کسی اہم جگہ، اہم مقام یا کسی اہم چیز سے وابستہ کیا ہو۔'' ـــــــ بلیک زیرو نے اپنی دانست میں کہا۔

''ہاں۔ مگر بلاسٹر۔ یہ تو تباہ کرنے والا لفظ ہے۔ کسی قیمتی چیز یا جگہ کو تباہ کرنا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اور جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ ڈائمنڈ بلاسٹر کسی فارمولے کا نام تو ہو سکتا ہے کسی ایجاد شدہ چیز کا نہیں۔'' ـــــــ عمران نے کہا۔

''یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔'' ـــــــ بلیک زیرو نے مڑ کر اپنی کرسی پر جا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''سر عظیم ملک ایک عام فلائٹ سے گریٹ لینڈ سے واپس پاکیشیا آئے تھے۔ اگر ان کے پاس چھوٹی سے چھوٹی ایجاد شدہ چیز بھی ہوتی تو گریٹ لینڈ کے ایئر پورٹ پر ہی وہ مارک ہو جاتی۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہے سر عظیم ملک کوئی فائل یا کوئی ایسی چیز لائے تھے جسے ایئر پورٹ کے سکیورٹی سسٹم نے مارک ہی نہ کیا ہو۔ اور ایسی چیزیں عموماً فارمولے ہی ہو سکتے ہیں۔ کوئی سائنسی ایجاد نہیں۔ خواہ وہ نئی اور جدید سے جدید ترین ہی کیوں نہ ہو۔'' ـــــــ عمران نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر آپ اس معاملے کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہیں۔ گریٹ لینڈ کی حکومت صرف شکوک کی بنیاد پر کام کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے سر عظیم ملک کے ہاتھ پروفیسر جلیل آفندی نے ایسا کچھ بھیجا ہی نہ ہو۔ گریٹ لینڈ والے اس بات سے پریشان ہیں کہ کہیں پروفیسر جلیل آفندی نے گریٹ لینڈ کی کوئی اہم ایجاد پاکیشیا نہ بھیج دی ہو۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ہی ایکریمیا سے ڈیوک فاسٹر کو بلایا ہو۔ ڈیوک فاسٹر نے یہاں آ کر سر عظیم ملک پر تشدد کیا اور اس سے یہ معلوم کر کے چلا گیا ہو کہ وہ پروفیسر جلیل آفندی سے کیوں ملا تھا اور جلیل آفندی نے جاتے وقت اسے کیا دیا تھا۔'' ـــــــ بلیک زیرو کہتا چلا گیا۔

''پھر خارجہ تعلقات پر انہیں گریٹ لینڈ میں بھیجنے کے لئے کیوں کہا جا رہا تھا۔ اگر انہوں نے ہی ڈیوک فاسٹر کو یہاں بھیجا ہوتا تو وہ یہ کام خاموشی سے بھی تو کر سکتے تھے۔'' ـــــــ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات واقعی اہم ہے۔'' ـــــــ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے زیادہ اہمیت اس ڈائمنڈ بلاسٹر کی ہے۔ پہلی بات یہ کہ ڈائمنڈ بلاسٹر ہے کیا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ پروفیسر جلیل آفندی گریٹ لینڈ کے چوٹی کے سائنسدان ہیں۔ مسلمان ہونے کے باوجود ان کی تمام تر ہمدردیاں گریٹ لینڈ کے لئے تھیں

اور گریٹ لینڈ والے انہیں جس قدر اہمیت دیتے تھے۔ اتنی اہمیت وہاں کسی اور سائنسدان کی نہیں تھی۔ مان لیا پروفیسر جلیل آفندی نے ڈائمنڈ بلاسٹر نامی کوئی نئی ایجاد کی ہو یا اس ایجاد کا فارمولا تیار کیا ہو تو اس کے بارے میں انہوں نے گریٹ لینڈ والوں کو لاعلم کیوں رکھا تھا۔ وہ ایجاد یا فارمولا انہیں اس طرح خفیہ طور پر پاکیشیا بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ ان کا کوئی فارمولا یا ایجاد پاکیشیا کے لئے تھی تو وہ اتنے دنوں سے سر عظیم ملک کے پاس کیا کر رہا تھا۔ سر عظیم ملک نے اس کے بارے میں کسی کو انفارم کیوں نہیں کیا۔ حالانکہ سر سلطان ان کے بہترین دوستوں میں شمار ہوتے ہیں۔'' ـــــ عمران بولتا چلا گیا۔

''پھر آپ کا کیا خیال ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔'' ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

''جب تک ڈائمنڈ بلاسٹر کی حقیقت کا کچھ پتہ نہیں چل جاتا۔ اس وقت تک ہم کیا کر سکتے ہیں۔'' ـــــ عمران نے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ کافی کے سپ بھی لے رہا تھا۔

''اور اس کے بارے میں ڈیوک فاسٹر ہی کچھ بتا سکتا ہے۔ اگر وہ واقعی سر عظیم ملک سے ایسی کوئی چیز لے گیا ہو تو۔'' ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اب اس راز سے ڈیوک فاسٹر ہی پردہ اٹھا سکتا ہے۔ اور میں نے فارن ایجنٹس کو اس کی تلاش پر لگا رکھا ہے۔ دیکھو

اب ان کی طرف سے کیا اطلاع آتی ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں خاموشی سے کافی پینے لگے۔ جب کافی دیر ہو گئی اور گریٹ لینڈ کے فارن ایجنٹس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ آئی تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم فارن ایجنٹس کی رپورٹ کا انتظار کرو۔ جیسے ہی کوئی اطلاع آئے مجھے فلیٹ میں انفارم کر دینا۔'' ـــــ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران دانش منزل سے نکلا اور پھر اپنی ٹو سیٹر پر فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سلیمان ان دنوں اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا۔ عمران نے دروازے کے ایک مخفی حصے سے فلیٹ کی چابی نکالی اور تالا کھول کر اندر آ گیا۔ اور اپنی بوریت دور کرنے کے لئے لائبریری میں آ کر مطالعہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا اور وہ اٹھ کر اپنے سپیشل روم میں آ گیا۔ اس نے ایک الماری میں سے ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے لا کر میز پر رکھا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور۔'' ـــــ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے کال دینی شروع کر دی۔

''یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور۔'' ـــــ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ سر عظیم ملک کو جس ڈیوک فاسٹر نے ہلاک کیا تھا۔

اس کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ یہاں کہاں پر ٹھہرا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ آدمی بھی تھے جو ظاہر ہے اس نے کسی گروپ سے ہائر کئے ہوں گے۔ ٹپ کے طور پر میں تمہیں گروپ کے ایک آدمی کا حلیہ بتا رہا ہوں۔ تم اس پر فوری کام شروع کر دو۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اسے ایک آدمی کا حلیہ نوٹ کرانے لگا۔ اس آدمی کو اس سر عظیم ملک کی رہائش گاہ کے سامنے والی دوسری رہائش گاہ کے ایک مالی نے دیکھا تھا۔ وہ کسی کام سے باہر آیا تھا تو اس نے اس آدمی کو گیٹ کے پاس کھڑا دیکھا تھا جبکہ مالی کے کہنے کے مطابق اس وقت گیٹ پر سکیورٹی گارڈ موجود نہیں تھا۔ عمران کو اچانک اس آدمی کا خیال آ گیا تھا اس لئے اس نے ٹائیگر سے رابطہ کیا تھا۔ سر عظیم ملک کے بارے میں وہ ٹائیگر کو پہلے ہی بتا چکا تھا۔

"یس باس۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ایک بار مجھے ڈیوک فاسٹر کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ کس حلیے اور کس نام سے واپس گریٹ لینڈ میں گیا تھا۔ تب اس کے بارے میں پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ گریٹ لینڈ میں کہاں ہو سکتا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اچانک چونک پڑا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے کئی روز سے سلیمان کے ہاتھوں کی چائے نہ

پینے اور مونگ کی دال نہ کھانے سے میرا دماغ بالکل ہی ماؤف ہو گیا ہے۔ ایک سامنے کی بات تو میں بالکل ہی نظر انداز کرتا چلا آ رہا ہوں۔ پروفیسر جلیل آفندی کے تو سر داور سے بھی بے حد قریبی تعلقات ہیں۔ وہ ان سے بھی اکثر و بیشتر باتیں کرتے رہتے تھے اور گریٹ لینڈ میں بھی سر داور مختلف سائنسی کانفرنسز میں ان سے مل چکے ہیں۔ ممکن ہے پروفیسر جلیل آفندی نے اس ڈائمنڈ بلاسٹر نامی ایجاد یا فارمولے کے بارے میں سر داور کو کچھ بتا یا ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور سر داور کا نمبر ملانے لگا مگر آدھے نمبر ملا کر اس نے رسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس کے لئے مجھے سر داور سے خود ہی جا کر ملنا چاہیے۔ فون کے بجائے اس سلسلے میں میری ان سے فیس ٹو فیس ملاقات ہی مناسب رہے گی۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ فلیٹ کو تالا لگا کر باہر آ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی کار ریڈ لیبارٹری کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ پھر ایک موڑ مڑتے ہوئے وہ اچانک چونک پڑا اور بے اختیار اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ موڑ مڑتے ہی اس نے بیک مرر سے ایک سیاہ کار کو بھی اپنے پیچھے مڑتے دیکھ لیا تھا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ سیاہ بیوک ابھر آئی۔ فلیٹ سے نکلتے ہی اس نے اس کار کو کئی بار چیک کیا تھا مگر سڑک پر چونکہ خاصا رش تھا اس لئے وہ اس کی موجودگی کو محسوس نہ کر سکا

تھا۔ اور اب جب اس نے سیاہ کار کو اپنے پیچھے مڑتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اگلا چوک آتے ہی ریڈ لیبارٹری کی طرف جانے والی سڑک کے بجائے کار ایک اور سڑک کی طرف موڑ دی۔ وہ اب اس سیاہ کار کو باقاعدہ چیک کرنا چاہتا تھا۔ پھر واقعی دو تین مزید موڑ مڑتے ہی اسے کنفرم ہو گیا کہ سیاہ کار اسی کے تعاقب میں تھی۔

''بڑے اناڑی پن اور بھونڈے انداز میں تعاقب ہو رہا ہے۔''

اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار کی سپیڈ بڑھا دی اور کافی آگے جا کر اس نے ایک سنسان سڑک کی طرف کار موڑ کر روکی اور دروازہ کھول کر بجلی کی سی تیزی سے نیچے اتر آیا اور پھر دوڑتا ہوا ایک بڑے تنے والے درخت کی اوٹ میں آ گیا۔ اوٹ میں آتے ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔ چند لمحوں بعد سیاہ کار تیزی سے موڑ پر نمودار ہوئی اور پھر اچانک بریک لگنے سے اس کے ٹائروں کے چیخنے کی آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔ کار ایک جھٹکے سے عمران کی کار کے قریب آ کر رک گئی تھی۔ فرنٹ سیٹ پر دو مقامی آدمی بیٹھے تھے اور وہ دونوں حیرت بھری نظروں سے عمران کی خالی کار کو دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران نے ان کے چہروں پر بوکھلاہٹ دیکھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے نوجوان نے کار تیزی سے ریورس کرنے کی کوشش کی مگر عمران نے فوراً اس کار کے پچھلے ٹائر کی طرف ریوالور کا رخ کر کے ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد

دیگرے دو دھماکے ہوئے اور سیاہ کار بری طرح سے لڑکھڑا کر ایک سائیڈ پر رک گئی۔ کار رکتے ہی دونوں آدمی دروازے کھول کر دوسری طرف دوڑنے ہی لگے تھے کہ عمران نے ان پر فائرنگ کر دی۔ زور دار دھماکوں کے ساتھ وہ دونوں بری طرح سے چیختے ہوئے سڑک پر گر گئے۔ عمران نے باری باری ان دونوں کی ٹانگوں پر گولیاں ماری تھیں۔ وہ زمین پر گرے گھسٹ رہے تھے کہ عمران درخت کی آڑ سے نکل کر دوڑتا ہوا ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ ان میں سے ایک نے فوراً جیب سے ریوالور نکال لیا۔

''خبردار۔ ریوالور پھینک دو۔ ورنہ میں تم دونوں کی کھوپڑیاں اڑا دوں گا۔''۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ لیکن ریوالور بردار ضرورت سے زیادہ چالاک تھا۔ اس نے اچانک مڑ کر عمران پر فائر کر دیا۔ عمران نے سنگ آرٹ سے خود کو بچایا اور فوراً اس کے سر پر گولی مار دی۔ اس کی کھوپڑی زور دار دھماکے سے کسی ناریل کی طرح پھٹتی چلی گئی۔ اپنے ساتھی کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر دوسرے نے فوراً پلٹ کر اپنے ہاتھ سر پر رکھ لئے تھے۔ عمران نے اس کی پسلیوں میں ایک زور دار ٹھوکر رسید کی تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر موڑا تو اس آدمی کی حالت تیزی سے بگڑتی چلی گئی۔

''نام بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ۔''۔۔۔۔ عمران نے پیر پر دباؤ

بڑھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"فشر۔ میرا نام فشر ہے۔ اپنا پیر میری گردن سے ہٹا لو۔ پپ پلیز۔"____ اس آدمی نے لرزتے اور گھٹے گھٹے لہجے میں کہا تو عمران نے پیر ہٹا لیا۔

"میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے۔ بولو۔ ورنہ۔"____ عمران نے ریوالور کی نال اس کے سر سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔ وہ دونوں عام سے غنڈے دکھائی دے رہے تھے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس کی زبان کھلوانے کے لئے اسے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑے گی۔

"ماجھو۔ استاد ماجھو کے حکم سے ہم تمہارا تعاقب کر رہے تھے۔ ہم اس کے آدمی ہیں۔"____ فشر نے اسی طرح لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون ہے استاد ماجھو۔ کہاں رہتا ہے وہ۔"____ عمران نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"سٹارلٹ۔ وہ سٹارلٹ کلب کا مالک ہے۔ وہیں رہتا ہے۔" اس نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پتہ بتاؤ۔"____ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"فورتھ لین روڈ پر۔"____ فشر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے ریوالور سے دھماکے کے ساتھ ایک اور شعلہ نکلا اور فشر کی کھوپڑی بھی کئی حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ اس کے منہ

سے اس بار ہلکی سی چیخ بھی نہ نکل سکی تھی۔

عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر وہ ان دونوں کی لاشیں وہیں چھوڑ کر واپس اپنی کار میں آ گیا۔ کار میں آتے ہی اس نے کار موڑی اور دوبارہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ نام کے لحاظ سے تو استاد ماجھو کوئی عام سا غنڈہ معلوم ہو رہا تھا اور کسی عام سے غنڈے سے اسے یہ توقع نہیں تھی کہ اس کا اس طرح سے تعاقب کرایا جاتا۔ یقیناً کوئی اہم بات تھی اس لئے اب عمران ریڈ لیبارٹری کے بجائے واپس شہر کی طرف جا رہا تھا۔ وہ سب سے پہلے اسی استاد ماجھو کو چیک کرنا چاہتا تھا جس نے اس کے تعاقب میں آدمی لگائے تھے۔ پھر ایک خالی سڑک پر عمران نے کار روکی اور ڈیش بورڈ سے ماسک میک اپ نکالا اور اسے چہرے پر لگا کر اپنے چہرے کو بدلنے میں مصروف ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس کا حلیہ بدل چکا تھا۔ اب وہ ایک خطرناک غنڈے کے روپ میں تھا۔ پھر اس نے دوبارہ کار آگے بڑھا دی اور پھر وہ آدھے گھنٹے بعد فورتھ لین روڈ پہنچ گیا۔ سامنے ایک کمرشل پلازہ کی پارکنگ دیکھ کر اس نے کار وہیں پارک کی اور نیچے اتر کر وہ پارکنگ سے نکلا اور دائیں بائیں دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ کچھ ہی دور اسے سٹارلٹ کلب کا ایک نیون سائن چمکتا دکھائی دے گیا۔ وہ تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس کلب کے مین گیٹ سے ہال میں داخل

ہو رہا تھا۔ ہال میں ہر طبقے کے افراد موجود تھے۔ شراب اور منشیات کی بو سے فضا بے حد بوجھل سی ہو رہی تھی۔ ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا غنڈہ موجود تھا۔ عمران اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''کون ہو تم۔''...... کاؤنٹر مین نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''استاد ماجھو کہاں ہے۔ میں اس کے لئے ایک کام لایا ہوں۔ بہت بڑا کام ہے۔''...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ باس اپنے دفتر میں ہیں۔ کیا میں انہیں آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں۔''...... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے دے دو۔ ان سے کہنا کروڑوں کی ڈیل ہے۔ ماسٹر کا آدمی آیا ہے۔''...... عمران نے کہا۔ ماسٹر ٹائیگر کا کوڈ نام تھا اور وہ زیرزمین دنیا اور ایسے چھوٹے موٹے کلبوں میں ماسٹر کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا اور اس کا وہاں بڑا نام تھا اور اس کے نام سے اکثر غنڈے خوف کھاتے تھے۔

''ماسٹر۔ اوہ۔ اوہ۔ میں ابھی باس کو بتاتا ہوں۔''...... ماسٹر کا نام سن کر کاؤنٹر مین نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس نے فوراً کاؤنٹر پر پڑے ہوئے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگاتے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے رسیور میں عمران

کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے اور پھر یس باس۔ یس باس کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس نے اشارے سے ایک غنڈے کو بلایا۔

''آپ اس کے ساتھ چلے جائیں۔ یہ آپ کو باس کے دفتر تک پہنچا دے گا۔''...... کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر وہ اس غنڈے کو ہدایات دینے لگا۔ غنڈہ عمران کو لے کر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری کی طرف چل پڑا۔

''کیا استاد ماجھو اپنے دفتر میں اکیلا ہوتا ہے۔''...... عمران نے اس غنڈے سے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں۔''...... غنڈے نے چونک کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ مجھے اس سے علیحدگی میں بات کرنی ہے۔'' عمران نے کہا تو غنڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں راہداری میں چلتے ہوئے سامنے موجود ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ دروازے کے باہر دو مسلح غنڈے کھڑے تھے۔

''تم ہو ماسٹر کے آدمی۔''...... ایک نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔''...... عمران نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر دروازے کو دھکیل کر کھول دیا۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں اندر داخل ہو گیا۔

اندر صوفے پر ایک بھاری جسم کا آدمی بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا۔ عمران کے اندر آتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

عمران نے ایک نظر میں ہی دیکھ لیا کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ بھاری جسم والا جو استاد ماجھو تھا بڑے غور سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اس کے قریب جا کر اچانک ریوالور نکال کر اس کی طرف کر دیا۔ استاد ماجھو اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا۔

"ریوالور۔ کیا مطلب۔" ___ اس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دو آدمی ایک شخص علی عمران کا تعاقب کر رہے تھے۔ کیوں۔" ___ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کون ہو تم ۔ اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرے آدمی علی عمران کا تعاقب کر رہے تھے۔" ___ استاد ماجھو نے ایک بار پھر اچھلتے ہوئے کہا۔

"جو پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو۔ میں تمہارے ان دونوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں۔ اس ریوالور میں ابھی دو گولیاں باقی ہیں۔ جو تم جیسے سانڈ کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہوں گی۔" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم تو بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ یہ کام میں نے ایک پارٹی کے لئے کیا تھا۔ صرف دو لاکھ ملے تھے مجھے اس کام کے لئے۔" ___ استاد ماجھو نے کہا۔

"کس پارٹی نے یہ کام دیا تھا تمہیں۔" ___ عمران نے پوچھا۔

"مگر تم کون ہو۔ اور یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔" ___ استاد ماجھو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ مگر اسی لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا صوفے کے دائیں طرف جا گرا۔ عمران نے الٹے ہاتھ کا زور دار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا تھا۔

"مجھے تمہارے منہ سے جواب سننا ہے اور اس بار اگر تم نے سیدھا جواب دینے کے بجائے کوئی دوسری بات کی تو گولی تمہاری کھوپڑی میں مار دوں گا۔ سمجھے۔" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کا سیفٹی کیچ ہٹا دیا۔

"بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ پپ پلیز۔ مجھے مت مارنا۔ پلیز۔" ___ استاد ماجھو نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔ وہ معمولی پائے کا غنڈہ تھا اور ایسے غنڈے واقعی ایک ہاتھ کی ہی مار ہوتے ہیں۔ عمران کے ایک ہی زور دار تھپڑ نے اس کے ہوش ٹھکانے لگا دیئے تھے۔

"بولو۔ جلدی بولو۔" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ کام ایک غیر ملکی نے دیا تھا۔ اس کا نام ایڈرک ہے۔" استاد ماجھو نے فوراً کہا۔

"کہاں ہے وہ۔" ___ عمران نے پوچھا۔

"وہ ہوٹل ایشیا میں ہے۔" ___ استاد ماجھو نے جواب دیا۔

''کمرہ نمبر بتاؤ۔ جلدی۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''کمرہ نمبر ایک سو چوبیس۔'' ـــــ استاد ماجھو نے جواب دیا۔

''کہاں کا رہنے والا ہے اور اس نے تم سے کیسے رابطہ کیا تھا۔'' عمران نے پہلے سے بھی زیادہ غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''وہ گریٹ لینڈ کا رہنے والا ہے۔ پہلے لاسٹن نے اس کا کام کیا تھا۔ ایک ایکریمی کو اس نے آٹھ دس آدمی دیئے تھے۔ جنہوں نے اس ایکریمی کے ساتھ کام کیا تھا۔ یہ کام بھی اس نے لاسٹن کو ہی دیا تھا۔ مگر لاسٹن نے اس سے یہ کام مجھے لے دیا تھا۔ کام بھی معمولی سا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ایک آدمی جس کا نام عمران ہے اس کی صرف نگرانی کرنی ہے۔ وہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اس کے بارے میں صرف رپورٹ دینی تھی۔'' ـــــ استاد ماجھو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ میں اس آدمی سے ملنا چاہتا ہوں۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ مگر۔'' ـــــ استاد ماجھو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جو کہہ رہا ہوں۔ وہ کرو۔ ورنہ۔'' ـــــ عمران نے انتہائی بدلخت لہجے میں کہا تو استاد ماجھو بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''سنو۔ باہر نکلتے ہوئے اگر تم نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں گولی مارنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگاؤں گا۔'' ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں کوئی شرارت نہیں کروں گا۔'' ـــــ استاد ماجھو نے بے حد ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ واقعی عمران کو اپنے ساتھ باہر لے آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ استاد ماجھو کی کار میں شہر کے دوسرے حصے کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ پھر عمران نے کچھ سوچ کر اس سے کار ایک سائیڈ پر رکوائی۔ اس سے پہلے کہ استاد ماجھو اس سے کچھ پوچھتا عمران کا ہاتھ گھوما اور استاد ماجھو چیخ مار کر ڈرائیونگ سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا تھا۔ ایک ہی وار نے اس بوڑھے غنڈے کو ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ کر دیا تھا۔ اسے بے ہوش کر کے عمران کار سے اتر آیا اور سڑک پر چلتا ہوا ایک بازار میں آ گیا۔ پھر ایک خالی ٹیکسی دیکھ کر اس نے اسے روکا اور اس میں سوار ہو کر ہوٹل ایشیا کی طرف روانہ ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ہوٹل ایشیا میں موجود تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک لڑکی موجود تھی۔ عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔

''کمرہ نمبر ایک سو چوبیس میں مسٹر ایڈرک موجود ہیں۔'' عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''مسٹر ایڈرک۔ جی ہاں۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے باہر سے

تشریف آئے ہیں اور چابی لے کر اپنے کمرے کی طرف ہی گئے ہیں۔"۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"انہیں اطلاع مت دینا۔ میں ان کا دوست ہوں اور اچانک ان کے سامنے جا کر انہیں سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ دائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ سات کمرے چھوڑ کر آٹھواں کمرہ ان کا ہے اور دروازے پر نمبر موجود ہے۔"۔۔۔۔۔ لڑکی نے بھی مسکرا کر کہا تو عمران نے سر ہلایا اور سامنے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر جیسے ہی جیفرے اندر داخل ہوا۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا چیف ڈیکوزی جو ٹیلی فون پر کسی سے بات کر رہا تھا، چونک پڑا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا چیف۔"۔۔۔۔۔ جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آؤ بیٹھو۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو چیف۔"۔۔۔۔۔ جیفرے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے اطلاعات ملی ہیں کہ علی عمران فارمولے اور ڈیوک فانبرز کی راہ پر لگ گیا ہے۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ان اطلاعات کی تفصیل کیا ہے چیف۔'' ـــــــ جیفرے نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

''کنگ نے عمران کی نگرانی کے لئے ایک فارن ایجنٹ سے بات کی تھی۔ اس ایجنٹ کا نام ایڈرک ہے۔ ایڈرک نے خود عمران کی نگرانی کرنے کے بجائے یہ کام ایک گھٹیا درجے کے بدمعاش کو سونپ دیا۔ جس کا نام استاد ماجھو ہے۔ اور استاد ماجھو نے اس سے بھی زیادہ حماقت کا ثبوت دیتے ہوئے دو اناڑی غنڈوں کو عمران کے پیچھے لگا دیا۔ جو جلد ہی عمران کی نظروں میں آ گئے۔ ان کے ذریعے عمران استاد ماجھو اور استاد ماجھو کے ذریعے آسانی سے ایڈرک تک پہنچ گیا اور پھر عمران نے ایڈرک پر تشدد کر کے اس سے اگلوا لیا کہ وہ بلیک کنگ کا آدمی ہے اور اسی نے پاکیشیا میں ڈیوک فاسٹر کی مدد کی تھی اور وہ ڈیوک فاسٹر کے ساتھ خود بھی سر عظیم ملک کی رہائش گاہ گیا تھا۔ ڈیوک فاسٹر نے ہی سر عظیم ملک پر تشدد کیا تھا اور اس کی خفیہ تجوری سے ایک کمپیوٹر ڈسک نکال لی تھی جو اسے گریٹ لینڈ میں پروفیسر جلیل آفندی نے دی تھی۔ اس کمپیوٹر ڈسک میں کیا تھا یہ تو وہ نہیں جانتا تھا مگر اس ڈسک کے لئے بلیک کنگ کیوں دلچسپی لے رہا تھا یہ عمران جیسے انسان کے لئے چونک پڑنے والی بات تھی۔ اس نے ایڈرک سے بلیک کنگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ایڈرک بھلا بلیک کنگ کی اصلیت کیسے جان سکتا تھا۔ بہرحال عمران کو یہ معلوم

ہو گیا ہے کہ بلیک کنگ نے سر عظیم ملک سے پروفیسر جلیل آفندی کا ڈائمنڈ بلاسٹر نامی فارمولا حاصل کیا ہے اور یہ فارمولا بلیک کنگ کے حاصل کرنے کا صاف مطلب ہے کہ فارمولے کی بے حد اہمیت ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی ٹیم کے ساتھ ڈیوک فاسٹر، بلیک کنگ اور اس فارمولے کے پیچھے ضرور جائے گا۔'' چیف ڈیکوزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آنے دیں اسے۔ میں اور کراسٹر اسے آسانی سے سنبھال لیں گے۔ ڈیوک فاسٹر کی تلاش میں تو انہیں عالم بالا میں ہی جانا ہوگا۔ اور فارمولے اور بلیک کنگ کی تلاش ان کا صرف ایک خواب بن کر ہی رہ جائے گی۔'' ـــــــ جیفرے نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نے تمہیں ایک اور کام کے لئے بلایا ہے۔'' چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم۔'' ـــــــ جیفرے نے کہا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرانے کی کوشش کی تو عمران بلیک کنگ تک تو نہیں مگر وہ مجھ تک آسانی سے پہنچ جائے گا اور میں یہاں کسی بھی طرح اپنی ساکھ متاثر نہیں کرنا چاہتا۔ میری اس سلسلے میں کنگ سے بات ہوئی ہے اور کنگ بھی میرے فیصلے سے متفق ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو سنبھالنے کا انتظام خود ہی کر

لیں گے۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اس معاملے میں خود کو پیچھے ہٹا لیں۔"۔۔۔۔۔ جیفرے نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میں نے کراسٹر سے بات کر لی ہے۔ اب تم بھی خود کو اس معاملے سے الگ کر لو۔ عمران گریٹ لینڈ کے خلاف نہیں بلکہ بلیک کنگ کے خلاف کام کرنے آ رہا ہے اور ہماری یہاں ایک سرکاری حیثیت ہے۔ سرکاری طور پر ہم ان کے خلاف اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتے جب تک ہمیں اوپر سے احکامات نہ مل جائیں۔ اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک کنگ کے خلاف کام کرنے آ رہے ہیں۔ اس لئے ان کو سنبھالنے کی ذمہ داری بھی ان ہی کی ہے۔ ہماری نہیں۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے کہا اور جیفرے کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"لیکن چیف۔"۔۔۔۔۔ جیفرے نے کہنا چاہا۔

"میں نے کہا ہے نا۔ یہ کنگ کا حکم ہے اور کنگ کا حکم ہمارے لئے مقدم ہے۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔"۔۔۔۔۔ جیفرے نے فوراً کہا۔

"اب تم جاؤ اور جا کر اپنے تمام معاملات سمیٹ لو۔ اگر حکومت کی طرف سے ہمیں یہ ٹاسک دیا گیا تو ہم اس پر عمل کریں گے ورنہ نہیں۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے کہا تو جیفرے سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور چیف ڈیکوزی کو سلام کرتا ہوا بڑے مایوسانہ

انداز میں کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے کمرہ سے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

جیفرے کے جانے کے بعد چیف ڈیکوزی نے میز پر پڑا ہوا ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھایا اور اس کا رخ دروازے کی طرف کر کے ایک بٹن دبا دیا۔ ایک ہلکی سی کلک کی آواز ابھری اور بند دروازے کو آٹو میٹک لاک لگ گیا۔ پھر چیف ڈیکوزی نے اسی ریموٹ کنٹرول کا رخ دائیں دیوار پر لگی ہوئی ایک پینٹنگ کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک پینٹنگ میں تیز چمک سی پیدا ہو گئی۔ پینٹنگ سے تیز نیلی روشنی سی نکل کر کمرے میں پھیل گئی تھی۔ اس روشنی کی موجودگی میں اب نہ اندر کی آواز باہر جا سکتی تھی اور نہ باہر کی آواز اندر آ سکتی تھی۔

چیف ڈیکوزی نے میز کی خفیہ دراز سے ایک خصوصی ساخت کا بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا۔ اور پھر اس ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا۔ ٹرانسمیٹر پر کئی رنگ کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے شروع ہو گئے۔ اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ بلیک کنگ سپیکنگ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ اس نے سپاٹ لہجے میں مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کرسٹا اٹنڈنگ یو۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کوڈ۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"ڈبل زیرو ون۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے کرسٹا کی آواز سنائی دی۔

"او کے۔ اوور۔" ــــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"یس چیف حکم۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے کرسٹا نے کہا۔

"کرسٹا۔ کیا تم پاکیشیا کے علی عمران سے واقف ہو۔ اوور۔" چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"یس چیف۔ میں اسے بخوبی جانتی ہوں۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے کرسٹا نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

"کرسٹا عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ہیٹ لینڈ آیا ہے۔ تم نے اس کی انتہائی محتاط انداز میں نگرانی کرنی ہے اور ساتھ ساتھ مجھے اطلاع بھی دیتی رہنا۔ اوور۔" ــــــ چیف ڈیکوزی نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے چیف۔ اوور۔" ــــــ کرسٹا نے بغیر کسی سوال جواب کے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کی نہایت محتاط اور سائنسی آلات سے نگرانی ہونی چاہیے۔ اور اگر تمہارا اس سے آمنا سامنا ہو بھی جائے تو تم اس سے ٹکرانے کی کوشش مت کرنا۔ مجھے تم سے صرف اور صرف اس کی نگرانی کی تفصیلات چاہیے۔ سمجھ گئیں تم۔ اوور۔" ــــــ چیف ڈیکوزی نے اسی طرح بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ کرسٹا صرف آپ کے حکم کی تعمیل کرنا جانتی ہے۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے کرسٹا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چیف ڈیکوزی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

"میں نے عمران کی زندگی پر موت کی مہر لگا دی ہے۔ اب اس کی موت میرے ہاتھوں ہوگی۔ صرف میرے ہاتھوں۔ میں جانتا ہوں کہ عمران جیسے انسان کو جیفرے اور کراسٹر نہیں سنبھال سکتے تھے۔ اس عمران کے لئے میرا میدان میں اترنا بے حد ضروری ہے۔ میں عمران جیسے خطرناک انسان کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتا۔ وہ بہت چالاک انسان ہے۔ اگر وہ مجھ تک پہنچ گیا تو اس سے میری دوہری شخصیت کسی بھی طرح چھپی نہیں رہے گی۔ اور میں نے جس ڈائمنڈ بلاسٹر کے فارمولے کو حاصل کیا ہے۔ اس کے لئے ایک عمران تو کیا۔ میرے راستے میں اگر ہزاروں عمران بھی آئیں تو وہ بھی میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچیں گے۔ میں اس اہم اور قیمتی ترین انقلابی فارمولے سے اکیلا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے میں کسی کو بھی اپنے راستے کی دیوار نہیں بننے دوں گا۔" ــــــ چیف ڈیکوزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر واپس خفیہ دراز میں رکھ کر دراز بند کر دیا۔

عمران کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں سوچ و تفکر کے سائے تیرتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ہوٹل ایشیا میں اس نے کمرہ نمبر ایک سو چوبیس میں جاتے ہی ایڈرک نامی غیر ملکی کو قابو کر لیا تھا اور پھر اس نے ایڈرک کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعائت نہ برتتے ہوئے اس پر مخصوص انداز میں تشدد کر کے اس کی زبان کھلوا لی تھی۔

ایڈرک نے اس بات کا اقرار کر لیا تھا کہ اس نے اور ڈیوک فاسٹر نے مل کر سر عظیم ملک کی رہائش گاہ پر حملہ کیا تھا۔ سر عظیم ملک کے پاس ایک کمپیوٹر ڈسک تھی جو ایک پیکٹ میں تھی۔ وہ ڈسک اسے گریٹ لینڈ میں اس کے رشتہ دار پروفیسر جلیل آفندی نے دی تھی۔ ڈیوک فاسٹر ہر صورت میں سر عظیم ملک سے وہ ڈسک حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جس کے لئے اس نے اپنے مخصوص خنجر سے

سر عظیم ملک پر خوفناک تشدد کیا تھا اور آخر سر عظیم ملک نے تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے اسے ڈسک کے بارے میں بتا دیا تھا۔ ڈیوک فاسٹر نے اس کی خفیہ تجوری سے ڈسک کا پیکٹ نکال لیا اور پھر وہ اسے لے کر فوراً گریٹ لینڈ کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔

ایڈرک نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ انہوں نے یہ کام گریٹ لینڈ کے بلیک کنگ کے کہنے پر کیا تھا اور ڈیوک فاسٹر وہ ڈسک بلیک کنگ کے حوالے کرنے گیا تھا۔ لیکن وہ بلیک کنگ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ گریٹ لینڈ میں بلیک کنگ کسی شیطان کی طرح مشہور ہے۔ گریٹ لینڈ اور کئی یورپی ممالک میں ہونے والے جرائم میں زیادہ تر اسی کا ہاتھ ہوتا ہے مگر شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو یہ جانتا ہو کہ بلیک کنگ کون ہے۔ یا وہ کہاں رہتا ہے۔ ایڈرک کے کہنے کے مطابق ان کے پاس بلیک کنگ کا کوئی رابطہ نمبر بھی نہیں تھا۔ اس نے اپنے کارندوں کو مخصوص ٹرانسمیٹر دے رکھے ہیں اور بلیک کنگ ضرورت کے تحت خود ہی اپنے کارندوں سے رابطہ کرتا ہے۔ کوئی بھی کارندہ اپنے طور پر نہ اس سے رابطہ کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کے پاس اس سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا ہے۔

عمران کے پاس بلیک کنگ کی پہلے ہی کافی انفارمیشن تھی اس لئے اسے یقین تھا کہ ایڈرک جو کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے۔ اس نے ایڈرک سے ڈیوک فاسٹر کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ پاکیشیا

سے گریٹ لینڈ کس حلیے اور کس نام سے گیا ہے اور وہ یہاں سے کب اور کس فلائیٹ میں گیا ہے۔ جس کا جواب ایڈرک نے اسے دے دیا تھا۔ عمران نے اس سے اپنے مطلب کی چند اور معلومات حاصل کیں اور پھر اسے وہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

ایڈرک کو ہلاک کرنے کے بعد عمران وہاں سے فوراً ریڈ لیبارٹری، سرداور کی طرف روانہ ہو گیا۔ کمپیوٹر ڈسک کا پتہ چلتے ہی اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس میں یقیناً کوئی اہم اور قیمتی ترین ایجاد کا فارمولا تھا۔ ورنہ چھوٹے موٹے فارمولوں کے لئے بلیک کنگ جیسا کنگ حرکت میں آئے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ اس فارمولے میں ضرور کوئی اہم بات تھی جس کے لئے بلیک کنگ نے گریٹ لینڈ میں پروفیسر جلیل آفندی کے ساتھ ساتھ اس کے ایک اور عزیز کو بھی روڈ ایکسڈنٹ میں ہلاک کرا دیا تھا اور پھر ایکریمیا کے ایک خطرناک پیشہ ور قاتل سے اس نے سر عظیم ملک کو بھی ہلاک کروا کر ان سے وہ فارمولا حاصل کر لیا تھا۔ ڈیوک فاسٹر کا کمپیوٹر ڈسک بلیک کنگ کے پاس لے جانے کا مطلب صاف تھا کہ یہ سارے کھیل وہی کھیل رہا ہے۔

عمران کو بلیک کنگ اور اس کے کھیل کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ تو اس ڈائمنڈ بلاسٹر فارمولے کے لئے پریشان ہو رہا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف یہ تھا کہ وہ فارمولا کیا تھا اور اس فارمولے کو خاص طور پر پروفیسر جلیل آفندی نے پاکیشیا کیوں بھیجا تھا۔ کہیں ایسا تو

نہیں تھا کہ وہ فارمولا کسی پاکیشیائی سائنس دان کا ہو اور پروفیسر جلیل آفندی نے اس فارمولے میں ردوبدل یا چیکنگ کے بعد اسے واپس پاکیشیا بھیج دیا ہوتا کہ فارمولا سر عظیم ملک کے ذریعے واپس اس پاکیشیائی سائنسدان کو پہنچا دیا جائے۔ مگر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ کسی پاکیشیائی سائنسدان کو گریٹ لینڈ کے سائنس دان کے پاس اپنا فارمولا بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ حالات کے ساتھ ساتھ اس کے لئے یہ فارمولا بے حد اہمیت اختیار کرتا جا رہا تھا۔

ریڈ لیبارٹری میں جا کر عمران نے سرداور سے ملاقات کی اور جب سرداور کے سامنے اس نے ڈائمنڈ بلاسٹر کا نام لیا تو سرداور محاورتاً نہیں حقیقتاً بری طرح اچھل پڑے۔ انہوں نے عمران سے پوچھا کہ اس نے یہ نام کہاں سے سنا ہے تو عمران نے انہیں مختصراً تفصیل بتا دی۔ سرداور یہ سن کر پریشان ہو گئے کہ گریٹ لینڈ سے پروفیسر جلیل آفندی نے ایک کمپیوٹر ڈسک میں ڈائمنڈ بلاسٹر کا فارمولا بھیجا تھا جسے گریٹ لینڈ کے ایک جرائم پیشہ شخص بلیک کنگ نے حاصل کر لیا تھا۔

سرداور نے عمران کو بتایا کہ وہ اس فارمولے کی حقیقت سے واقف ہیں۔ یہ سن کر عمران چونک پڑا اور پھر جب سرداور نے اسے ڈائمنڈ بلاسٹر کی حقیقت کے بارے میں بتانا شروع کیا تو اس قدر حیرت انگیز اور انقلابی فارمولے کا سن کر عمران ششدر رہ

گیا۔ سر داور نے عمران کو بتایا کہ اس فارمولے کے بارے میں
پروفیسر جلیل آفندی نے انہیں خاص طور پر بتایا تھا۔ ایک سائنسی
کانفرنس کے دوران ان کی جب پروفیسر جلیل آفندی سے ملاقات
ہوئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ پاکیشیا اور پاکیشیائی محبت سے
سرشار ہیں اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے پاکیشیا کی خدمت کرنا
چاہتے ہیں۔ جس کے لئے وہ ظاہری طور پر کچھ نہیں کر سکتے اس
لئے انہوں نے پاکیشیا کے دفاع کو مضبوط ترین کرنے کے لئے
خفیہ طور پر ایسے فارمولے پر کام کرنا شروع کر رکھا ہے۔ جس سے
پاکیشیا میں انقلابی تبدیلی رونما ہو جائے گی اور پاکیشیا کا دفاع پوری
دنیا کے دفاعی نظام سے زیادہ طاقتور ہو جائے گا۔ ایسے فارمولے
کے تحت وہ پاکیشیا کو ہر قسم کے کیمیائی اثرات سے محفوظ کر دینا
چاہتے تھے۔ وہ ایک ایسا فارمولا تھا جو سورج اور ایک عام بلب کی
روشنی میں بھی کام کرتا تھا اور ہر جگہ ایک ایسی گیس پیدا کی جا سکتی
تھی جو کیمیائی اثر کا ایک لمحے میں خاتمہ کر دیتی تھی۔ انہوں نے کہا
تھا کہ وہ یہ فارمولا پاکیشیا کو دے کر اپنے پاکیشیائی مسلمان ہونے
کا فرض ادا کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ہی ان کا فارمولا مکمل ہو گا وہ
اسے خفیہ طور پر پاکیشیا بھیج دیں گے جو کسی بھی ذریعے سے مجھ
تک پہنچا دیا جائے گا۔ اور پھر اس فارمولے پر کام کر کے میں
اسے حتمی شکل دے سکوں گا۔

اس قدر حیرت انگیز اور جدید فارمولا جس سے ہر قسم کے

کیمیائی اثرات سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔ عمران کے نزدیک ایک
انتہائی عظیم اور دنیا میں انقلاب برپا کر دینے والا فارمولا تھا۔ جس
سے واقعی پاکیشیا کا مقام سپر پاورز سے کئی گنا اونچا ہو جاتا۔ اور
پاکیشیا سپر پاورز میں صف اول میں کھڑا ہو سکتا تھا۔

سر داور نے عمران سے کہا کہ پروفیسر جلیل آفندی نے ایک
مسلمان ہونے کا فرض ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کی بقاء کے لئے
وہ فارمولا بنایا ہے چونکہ وہ فارمولا پروفیسر جلیل آفندی نے پاکیشیا
کے لئے بنایا تھا۔ اس لئے وہ فارمولا پاکیشیا کو ہی ملنا چاہیے۔ اس
لئے جیسے بھی ہو وہ فارمولا پاکیشیا میں واپس آنا چاہیے۔ اس
فارمولے پر کسی اور ملک یا بلیک کنگ جیسے خطرناک اور جرائم پیشہ
شخص کا کوئی حق نہیں ہے۔ عمران نے بھی سر داور سے وعدہ کیا کہ
وہ ہر ممکن طریقے سے اس فارمولے کے حصول کی کوشش کرے گا
اور بہت جلد وہ فارمولا ان کے ہاتھوں میں ہو گا۔

ڈائمنڈ بلاسٹر کی حقیقت آشکار ہوتے ہی عمران کے دماغ کے
کئی بند دریچے خود بخود کھل گئے تھے۔ وہ سر داور سے اجازت لے
کر واپس آ گیا۔ اب وہ دانش منزل میں موجود تھا۔ بلیک زیرو اپنی
کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے
اسے ساری تفصیل بتا دی تھی۔

''کیا بات ہے عمران صاحب۔ بڑی دیر سے آپ گہری
سوچوں میں کھوئے ہوئے ہیں۔'' ـــــ بلیک زیرو سے رہا نہ گیا

تو وہ عمران سے پوچھ بیٹھا۔ اس کی آواز سن کر عمران خیالوں کی دنیا سے باہر نکل آیا۔

"میں پروفیسر جلیل آفندی جیسے عظیم انسان کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ جنہوں نے ایک غیر ملک میں رہتے ہوئے پاکیشیا اور پاکیشیائی مسلمانوں کے لئے اپنے دل میں اس قدر عظیم جذبہ چھپا رکھا تھا۔ اور انہوں نے اپنی ذاتی کاوشوں سے پاکیشیا کو ڈائمنڈ بلاسٹر کی شکل میں اس قدر عظیم تحفہ دیا تھا جس سے پاکیشیا کی کایا پلٹ سکتی تھی۔ پاکیشیا پوری دنیا میں ایک ایسا مقام حاصل کر سکتا تھا کہ صدیوں تک دشمن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ ڈائمنڈ جس کے معنی ہیرے کے ہوتے ہیں اور پوری دنیا میں کیمیائی اسلحہ واقعی قیمتی ہیروں کے اثاثوں سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اور پروفیسر جلیل آفندی نے ان قیمتی اثاثوں کو بلاسٹ کرنے اور ان کے اثرات کو تباہ کرنے کا ایسا فارمولا بنا لیا تھا جو واقعی اپنی مثال آپ تھا۔ اسی حوالے سے انہوں نے اپنے فارمولے کو ڈائمنڈ بلاسٹر کا جو نام دیا ہے واقعی یہ نام بھی ان کے فارمولے کی طرح نیا اور انتہائی زبردست ہے۔" عمران کہتا چلا گیا۔ اس کے لہجے میں پروفیسر جلیل آفندی کے لئے دلی جذبات تھے۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ڈائمنڈ بلاسٹر جیسا خوبصورت اور انوکھا نام نہ کبھی میں نے پڑھا اور نہ سنا تھا اور اتنا بڑا کام واقعی

پروفیسر جلیل آفندی جیسے عظیم اور مسلمانوں کے مخلص انسان ہی سرانجام دے سکتے تھے۔" ـــــ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر جلیل آفندی نے تو مسلمان ہونے کا فرض ادا کر دیا۔ اب ہم نے اپنا فرض ادا کرنا ہے۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیسا فرض۔" ـــــ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ان کا ڈائمنڈ بلاسٹر فارمولا پاکیشیا اور پاکیشیائی مسلمانوں کے لئے تھا اور رہے گا۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فارمولے کو پاکیشیا واپس لائیں۔ چاہے اس کے لئے ہمیں اپنی جانیں ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑیں۔" ـــــ عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"لیکن ـــــ وہ فارمولا جس بلیک کنگ کے پاس ہے۔ ایجنٹس کی رپورٹس کے مطابق وہ سات پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ایکسٹو بھی تو سات پردوں کے پیچھے چھپا ہے۔ مگر میں اس کے سامنے ہوں یا وہ میرے سامنے ہے۔" ـــــ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ نے بلیک کنگ کے پیچھے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"پیچھے ہی جانا پڑے گا۔ اس سے آگے جانے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" ـــــ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک

زیرو ایک بار پھر ہنسنے لگا۔ عمران نے کچھ سوچ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ہارڈ کلب۔"____ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہارڈ مین مورس سے بات کرنی ہے۔ میں ایکریمیا سے بات کر رہا ہوں۔"____ عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں۔"____ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہارڈ مین سپیکنگ۔"____ بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ کرختگی اور سختی تھی۔

"اب تم صرف نام کے ہی ہارڈ مین رہ گئے ہو۔ تمہاری آواز میں نہ سختی ہے اور نہ ہی کرختگی۔ تمہیں تو فوراً اپنا نام بدل کر سافٹ مین رکھ لینا چاہیے۔"____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم۔"____ دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔

"کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ اپنی مخصوص آواز میں بات کرو۔ کم از کم میں تمہاری آواز سن کر خوفزدہ ہونے والوں میں سے نہیں ہوں۔"____ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"کیوں کیا ہوا۔ میری آواز سن کر تمہارے گلے کا ٹیپ ریکارڈر تو خراب نہیں ہو گیا جو اب تمہارے منہ سے آواز ہی نہیں نکل رہی۔"____ عمران نے دوبارہ کہا۔

"تت۔ تم۔ تم پرنس آف ڈھمپ تو نہیں بول رہے۔" دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم جیسے ہارڈ مین کو سافٹ مین بنانے کے لئے کسی پرنس کے ہی جوتے کام آتے ہیں۔"____ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم پرنس آف ڈھمپ ہو۔ میرے سامنے ایسی باتیں وہی کر سکتا ہے۔ صرف وہی۔"____ دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

"چلو شکر ہے۔ میرے ہاتھوں جوتے کھانے سے پہلے ہی تم نے مجھے پہچان لیا۔"____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بھی ایک جاندار قہقہہ سنائی دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اتنے عرصے بعد تمہیں میری یاد کیسے آ گئی۔" دوسری طرف سے اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کافی عرصہ ہو گیا تھا کسی کے سر پر جوتے مارے ہوئے۔ آج ہاتھوں میں خارش ہو رہی تھی اور مجھے یاد آ گیا کہ گریٹ لینڈ میں ایک تم ہی میرے دوست ہو جو میرے ہاتھوں جوتے کھانے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہو۔"____ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے پھر بے اختیار زور دار قہقہہ سنائی دیا۔

"پرنس تمہیں میرا فقرہ آج تک یاد ہے۔ واقعی میں نے ہی تم سے کہا تھا کہ تم میرے سر پر جوتے بھی مارو گے تو میں اسے اپنا اعزاز سمجھوں گا۔ تم نے گریٹ لینڈ میں مجھے ایک خطرناک گروہ کے ہاتھوں عین اس وقت مرنے سے بچا لیا تھا جب انہوں نے مجھے ایک کمرے میں باندھ کر میرے جسم سے ایک ٹائم بم لگا دیا تھا۔ اور ٹائم بم کے پھٹنے میں صرف چند لمحے باقی رہ گئے تھے کہ عین وقت پر تم آ گئے اور تم نے اس ٹائم بم کو آف کر کے مجھے یقینی موت سے بچا لیا تھا۔ تمہارا مجھ پر یہ بہت بڑا احسان تھا اور میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ میری یہ زندگی تمہارے احسان کی دی ہوئی زندگی ہے۔ اور یہ زندگی میں ابھی بھی تمہارے لئے قربان کر سکتا ہوں۔" ——— دوسری طرف سے ہارڈ مین نے جذباتی لہجے میں پرانی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں احسان یاد دلانے کے لئے فون نہیں کیا۔ اس وقت میں بھی دشمنوں کے نرغے میں تھا۔ جس کمرے میں تمہیں قید کیا گیا تھا۔ ساتھ والے کمرے میں میں بھی قید تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ مجھے وہاں سے نکلنے کا موقع مل گیا۔ اور میں نے دوسرے کمرے میں تمہیں دیکھا تو میں نے وہاں سے تمہیں بھی آزاد کرا لیا۔ میں کسی بے گناہ انسان کو بھلا مرنے کیسے دے سکتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"تم جو بھی کہو پرنس۔ میں بہرحال اسے تمہارا احسان ہی کہوں

گا۔ اور میں نے تہیہ کر رکھا ہے۔ جب تک میں تمہارا احسان نہیں اتار دوں گا اس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔" دوسری طرف سے ہارڈ مین نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"چلو بے چین ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بیٹھنا تمہیں ہے چین سے بیٹھو یا بے چین ہو کر مجھے کیا۔" ——— عمران نے کہا تو ہارڈ مین ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا بتاؤ۔ آج اتنے عرصے بعد تمہیں میری کیسے یاد آ گئی۔" ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک چھوٹا سا کام ہے۔ اگر کر سکو تو۔" ——— عمران نے کہا۔

"تم کام بتاؤ۔ تمہارا کام کر کے مجھے دلی خوشی ہو گی۔" ہارڈ مین نے فوراً کہا۔

"بلیک کنگ کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔" ——— عمران نے کہا۔

"بلیک کنگ۔ اوہ۔ اسے کون نہیں جانتا۔ وہ تو گریٹ لینڈ میں کسی شیطان کی طرح مشہور ہے۔ بلکہ اسے پراسرار شیطان کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ کیونکہ ہر طرف اس کا نام سننے میں آتا ہے۔ وہ کہاں رہتا ہے۔ کون ہے اس کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا۔" ——— ہارڈ مین نے کہا۔

"اس پراسرار شیطان کا آخر گریٹ لینڈ میں کسی سے تو لنک

ہوگا۔ اس کے آدمی یا اس کا کوئی خاص گروپ جو بلیک کنگ کا نام استعمال کرتا ہو۔ بغیر آدمیوں اور گروپ کے اکیلا بلیک کنگ بھلا کیا کر سکتا ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اس کی طرح اس کے گروپ بھی خفیہ ہیں۔ اچانک ایک گروپ حرکت میں آتا ہے اور بڑی بڑی کارروائیاں کر کے صرف بلیک کنگ کا نام چھوڑ کر نکل جاتا ہے۔ بلیک کنگ نے اپنا ایک سیاہ تاج کا مخصوص نشان بنا رکھا ہے۔ جہاں بھی وہ کارروائی کرتا ہے وہاں سے بلیک کراؤن کا نشان ضرور مل جاتا ہے۔'' ہارڈ مین نے کہا۔

''پھر تمہارے اس مخبری کے دھندے کا کیا فائدہ جو بلیک کنگ کے کسی گروپ یا آدمی کی نشاندہی نہ کر سکے۔'' ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میرا مخبری کا دھندہ بے حد وسیع ہے۔ اور جو خبریں میرے پاس ہوتی ہیں ایسی خبریں کسی اور کے پاس جا ہی نہیں سکتیں۔ تم تو جانتے ہی ہو میں نے گریٹ لینڈ میں مخبری کا وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ جہاں سے مجھے ہر لمحہ نئی سے نئی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس قدر وسیع نیٹ ورک ہونے کے باوجود میں آج تک بلیک کنگ کی اصلیت نہیں جان سکا۔ مگر میں ایک ایسے گروپ سے واقف ہوں جو بلیک کنگ کے لئے کام کرتا ہے۔ اس گروپ نے آج تک یہ ظاہر تو نہیں کیا کہ

اس کا تعلق بلیک کنگ سے ہے مگر میرے پاس مصدقہ رپورٹ ہے کہ وہ بلیک کنگ کا ہی مخصوص گروپ ہے اور بلیک کنگ کے اشارے پر ہی حرکت میں آتا ہے۔'' دوسری طرف سے ہارڈ مین نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

''گڈ۔ یہ ہوئی نا ہارڈ مینوں والی بات۔ اب بتاؤ۔ اس گروپ کے بارے میں تفصیل جاننے کے لئے مجھے تمہاری جیب میں کتنی رقم ٹھونسنی پڑے گی۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ پرنس۔ تم میرے محسن ہو اور میں اپنے محسنوں سے رقم نہیں لیا کرتا۔'' ـــــ ہارڈ مین نے کہا۔

''باپ رے۔ رقم کے بجائے تم اپنے محسنوں کی جان تو نہیں لیتے نا۔'' ـــــ عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔ میں تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ نہ رقم اور نہ تمہاری جان۔ سنو۔ وہ گروپ زیرو گروپ کہلاتا ہے۔ جس کا چیف تھامسن ہے۔ اور یہ بھی سن لو۔ تھامسن ایک اور بڑے گروپ کے لئے کام کرتا ہے جس کا چیف ڈی ہارک ہے۔'' ـــــ ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تھامسن کا ٹھکانہ۔'' ـــــ عمران نے پوچھا۔

''اس کا ٹھکانہ فورٹ کلب ہے۔ اور تم ڈی ہارک کا بھی اڈہ پوچھو گے۔ اس لئے میں تمہیں پہلے ہی بتا دیتا ہوں۔ ڈی ہارک کا

ہوگا۔ اس کے آدمی یا اس کا کوئی خاص گروپ جو بلیک کنگ کا نام استعمال کرتا ہو۔ بغیر آدمیوں اور گروپ کے اکیلا بلیک کنگ بھلا کیا کر سکتا ہے۔“ ـــــ عمران نے کہا۔

”اس کی طرح اس کے گروپ بھی خفیہ ہیں۔ اچانک ایک گروپ حرکت میں آتا ہے اور بڑی بڑی کارروائیاں کر کے صرف بلیک کنگ کا نام چھوڑ کر نکل جاتا ہے۔ بلیک کنگ نے اپنا ایک سیاہ تاج کا مخصوص نشان بنا رکھا ہے۔ جہاں بھی وہ کارروائی کرتا ہے وہاں سے بلیک کراؤن کا نشان ضرور مل جاتا ہے۔“ ہارڈ مین نے کہا۔

”پھر تمہارے اس مخبری کے دھندے کا کیا فائدہ جو بلیک کنگ کے کسی گروپ یا آدمی کی نشاندہی نہ کر سکے۔“ ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میرا مخبری کا دھندہ بے حد وسیع ہے۔ اور جو خبریں میرے پاس ہوتی ہیں ایسی خبریں کسی اور کے پاس جا ہی نہیں سکتیں۔ تم تو جانتے ہی ہو میں نے گریٹ لینڈ میں مخبری کا وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ جہاں سے مجھے ہر لحہ نئی سے نئی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس قدر وسیع نیٹ ورک ہونے کے باوجود میں آج تک بلیک کنگ کی اصلیت نہیں جان سکا۔ مگر میں ایک ایسے گروپ سے واقف ہوں جو بلیک کنگ کے لئے کام کرتا ہے۔ اس گروپ نے آج تک یہ ظاہر تو نہیں کیا کہ

اس کا تعلق بلیک کنگ سے ہے مگر میرے پاس مصدقہ رپورٹ ہے کہ وہ بلیک کنگ کا ہی مخصوص گروپ ہے اور بلیک کنگ کے اشارے پر ہی حرکت میں آتا ہے۔“ دوسری طرف سے ہارڈ مین نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

”گڈ۔ یہ ہوئی نا ہارڈ مینوں والی بات۔ اب بتاؤ۔ اس گروپ کے بارے میں تفصیل جاننے کے لئے مجھے تمہاری جیب میں کتنی رقم ٹھونسنی پڑے گی۔“ ـــــ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ نہیں۔ پرنس۔ تم میرے محسن ہو اور میں اپنے محسنوں سے رقم نہیں لیا کرتا۔“ ـــــ ہارڈ مین نے کہا۔

”ارے باپ رے۔ رقم کے بجائے تم اپنے محسنوں کی جان تو لیتے نا۔“ ـــــ عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔ میں تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ نہ رقم اور نہ تمہاری جان۔ سنو۔ وہ گروپ زیرو گروپ کہلاتا ہے۔ جس کا چیف تھامسن ہے۔ اور یہ بھی سن لو۔ تھامسن ایک اور بڑے گروپ کے لئے کام کرتا ہے جس کا چیف ڈی ہارک ہے۔“ ـــــ ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھامسن کا ٹھکانہ۔“ ـــــ عمران نے پوچھا۔

”اس کا ٹھکانہ فورٹ کلب ہے۔ اور تم ڈی ہارک کا بھی اڈہ پوچھو گے۔ اس لئے میں تمہیں پہلے ہی بتا دیتا ہوں۔ ڈی ہارک کا

اڈہ زی ون ہوٹل ہے۔ وہ وہاں بہت کم ملتا ہے۔ مگر اکثر آتا جاتا رہتا ہے۔" ــــــ ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم نے تو خاصی معلومات دے دی ہیں۔ ان معلومات کے بدلے تمہیں انعام دینا چاہیے۔ بولو کیا ہے تمہارا اکاؤنٹ نمبر۔ میں تمہارے اکاؤنٹ میں انعام کی رقم دس ہزار ڈالر بھیجنا چاہتا ہوں۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"میری طرف سے وہ انعام کی رقم تم خود رکھ لو۔ جب شادی کرو گے تو میری طرف سے بھابھی کو سلامی دے دینا۔ گڈ بائی۔" ــــــ دوسری طرف سے ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"جب شادی ہو گی تب نا۔ اس وقت تک سلیمان سلامی کی یہ رقم سو بار مجھ سے ہتھیا چکا ہو گا۔" ــــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔ وہ لاؤڈر سے تمام باتیں سن رہا تھا۔

"ٹیم کو کال کروں تاکہ انہیں بریفنگ دی جا سکے۔" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"کر دو بھائی۔ بریفنگ کے ساتھ ساتھ انہیں بھاری بریف کیس بھی دے دینا۔ ان کے ساتھ ساتھ گریٹ لینڈ میں جا کر میں بھی کچھ دن عیش و آرام کر لوں گا۔" ــــــ عمران نے جیسے بے چارگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بریف کیس میں اینٹیں رکھ کر میں اسے خاصا بھاری بلکہ بھاری بھرکم بنا دوں گا۔" ــــــ بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

"پھر وہ بریف کیس عیش و آرام کی بجائے ایک دوسرے کے سر پھاڑنے کے ہی کام آئے گا۔" ــــــ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”یس کرسٹا ۔ بلیک کنگ ہیئر۔ اوور۔“ ــــــ چیف ڈیکوزی نے ٹرانسمیٹر میں بولتے ہوئے کہا۔ کرسٹا اس کے گروپ کی وہ واحد لڑکی تھی جو ڈائریکٹ اسے کال کر سکتی تھی۔ ورنہ بلیک کنگ اپنے گروپس کے آدمیوں سے خود کال کر کے بات کرتا تھا۔ وہ اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ اس کی میز پر موجود ایک ڈیکوریشن پیس جو ایک بادشاہ کے سٹیچو کی شکل میں تھا کا رنگ بدل گیا تھا۔ جس سے اسے فوراً معلوم ہو گیا تھا کہ کرسٹا اسے ٹرانسمیٹر کال کر رہی ہے۔ چنانچہ اس نے دروازے کو لاک کر کے میز کی خفیہ دراز سے ٹرانسمیٹر نکال لیا تھا۔

”چیف۔ میں برونس سے بول رہی ہوں۔ اوور۔“ ــــــ دوسری طرف سے کرسٹا کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے۔ اوور۔“ ــــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

”چیف۔ عمران برونس پہنچ گیا ہے۔ اس کے ساتھ چار ساتھی ہیں۔ جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ یہ پانچوں ایئر پورٹ سے سیدھے فورٹ کلب گئے تھے۔ جہاں انہوں نے تھامسن سے ملنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ تھامسن کلب میں موجود نہیں تھا اس لئے وہ واپس آ گئے اور اب وہ ہوٹل مارلینا میں موجود ہیں۔ وہاں انہوں نے کمرے بک کرا لئے ہیں ۔ اوور۔“ ــــــ کرسٹا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تھامسن۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ وہ تھامسن تک کیسے پہنچ گئے۔ تھامسن کے بارے میں انہیں کیسے پتہ چلا۔ اوور۔“ چیف ڈیکوزی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتی ہوں چیف۔ اوور۔“ ــــــ کرسٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو واقعی بے حد تیز ہیں۔ تم فوراً تھامسن سے بات کرو اور اس سے کہو کہ میرے دوسرے حکم تک وہ فوری طور پر انڈر گراؤنڈ چلا جائے۔ اوور۔“ ــــــ چیف ڈیکوزی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں ان سب کو آسانی سے ہلاک کر سکتی ہوں۔ اوور۔“ ــــــ کرسٹا نے کہا۔

”نہیں کرسٹا۔ وہ بے حد تیز انسان ہیں۔ تم ان کے بارے میں اچھی طرح سے جانتی ہو۔ اگر انہیں تم پر معمولی سا بھی شک پڑ

گیا تو وہ بھوتوں کی طرح تمہارے پیچھے لگ جائیں گے اور پھر تمہارے ذریعے ان کا مجھ تک پہنچنا کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ تم بس وہی کرو جو میں نے تمہیں پہلے حکم دیا تھا۔ صرف ان کی نگرانی۔ اور یہ نگرانی بھی تم نے ہر طرح کی احتیاط رکھ کر کرنی ہے۔ اوور۔" چیف ڈیکوزی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ جیسا آپ کہیں۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے کرشا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چیف ڈیکوزی نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

"حیرت ہے۔ آخر انہیں تھامسن کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ میرے لئے کام کرتا ہے۔" ـــــ اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ بلیک کنگ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔" ـــــ اس نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ ڈی ہارک اٹنڈنگ یو۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈی ہارک۔ علی عمران اور اس کے ساتھی گریٹ لینڈ میں پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے آتے ہی فورٹ کلب کا رخ کیا تھا۔ وہ

تھامسن سے ملنا چاہتے تھے۔ شاید انہیں کسی طرح پتہ چل گیا ہے کہ تھامسن میرے لئے کام کرتا ہے۔ اس لئے تم فوراً تھامسن کو آف کر دو۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی۔ اوور۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے چیف۔ وہ اس وقت میرے پاس ہی موجود ہے۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے ڈی ہارک نے کہا۔

"گڈ۔ اسے جانے مت دینا۔ اسے ہلاک کر کے اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا دو۔ ابھی۔ فوراً۔ اوور۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"اوکے چیف۔ وہ میرے دوسرے کمرے میں بیٹھا شراب پی رہا ہے۔ میں ابھی جا کر اسے ہلاک کر دیتا ہوں۔ اوور۔" دوسری طرف سے ڈی ہارک نے کہا اور چیف ڈیکوزی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"مجھے فوراً عمران کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا ہو گا۔ اس شیطان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ کب مجھ تک پہنچ جائے۔" چیف ڈیکوزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔ جیسے اس بار وہ ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا تہیہ کر چکا ہو۔

"**میری** سمجھ میں نہیں آ رہا۔ آخر تم ہمارے ساتھ میک اپ کے بغیر کیوں آئے ہو۔ تمہارے میک اپ میں نہ ہونے سے تو ہم آسانی سے پہچان لئے جائیں گے۔ اور بلیک انگ جیسا پراسرار آدمی ہمیں آسانی سے اور کہیں بھی اپنا نشانہ بنا سکتا ہے۔" جولیا نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔" ____ عمران نے مسکرا کر کہا اور اس کا جواب سن کر وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ سب ہوٹل مارلینا میں تھے اور عمران کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔ عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت گریٹ لینڈ کے شہر برونس پہنچ گیا تھا۔ اور ائیر پورٹ سے باہر نکلتے ہی وہ سیدھے فورٹ کلب کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ فورٹ کلب میں عمران نے کاؤنٹر مین سے تھامسن سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ

وہ ایکریمیا سے آئے ہیں اور اس سے ایک نہایت ضروری کام سے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن اتفاق سے تھامسن کلب میں موجود نہیں تھا اور کاؤنٹر مین نے بتایا کہ اس کا اگلے کئی گھنٹوں تک واپسی کا کوئی امکان نہیں کیونکہ وہ ایک ذاتی کام سے گیا ہوا ہے اور اس نے کہا تھا کہ شام سے پہلے اس کی واپسی ممکن نہیں ہو گی۔

تھامسن کا چونکہ شام تک واپسی کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ اس لئے عمران نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے نکل کر ہوٹل مارلینا میں آ گیا۔ جہاں انہیں کمرے حاصل کرنے میں کوئی پرابلم نہیں ہوئی تھی۔ اور اب وہ عمران کے ساتھ اس کے کمرے میں موجود تھے۔

"میں سمجھا نہیں۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" ____ صفدر نے عمران کی بات سن کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اب میں تمہیں کیا سمجھاؤں۔ کیسے سمجھاؤں۔ میری خود سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں۔" ____ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہمیں احمق بنانے کی کوشش مت کرو۔ سچ سچ بتاؤ۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔" ____ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"سچ۔ سچ۔ کیا تم میں سچ سننے کا حوصلہ ہے۔" ____ عمران نے اس کی طرف شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ گیا کہ عمران اپنی عادت کے مطابق اسے

جولیا کے حوالے سے ہٹ کرنا چاہتا ہے۔

''شٹ اپ۔ جو مس جولیا پوچھ رہی ہیں اس کا جواب دو۔'' تنویر نے کہا۔

''جولیا کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ میں نے میک اپ کیوں نہیں کیا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ کام صرف خواتین کا ہے۔ مرد حضرات تو صرف ایک بار ہی میک اپ کرتے ہیں۔ جب انہیں کہیں بارات لے جانی ہوتی ہے۔'' ——— عمران نے کہا تو سب کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران صاحب۔ ہم اس میک اپ کی نہیں۔ دوسرے میک اپ کی بات کر رہے ہیں۔ آپ نے ہم سب کو میک اپ کرا دیا اور خود اپنا اصلی چہرہ لے کر ہمارے ساتھ یہاں چلے آئے۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ آپ کی وجہ سے ہم آسانی سے نظروں میں آ سکتے ہیں۔'' ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

''آ سکتے ہیں نہیں آ گئے ہیں۔'' ——— عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔'' ——— جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہماری یہاں جدید آلات سے باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ یہ نگرانی ایئر پورٹ سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت بھی ہم کسی کی نظروں میں تھے جب ہم فورٹ کلب گئے تھے اور اس وقت سے اب تک ہم مسلسل ان نگرانی کرنے والوں کی نظروں

میں ہیں۔'' ——— عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کون کر رہا ہے ہماری نگرانی۔ اور تم نے ہمیں اس کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا۔'' ——— جولیا نے غصے سے کہا۔

''پہلے تم نے پوچھا کب تھا۔ تم ڈپٹی چیف ہو اور میں بغیر پوچھے بھلا ڈپٹی چیف کے سامنے زبان کیسے کھول سکتا ہوں۔'' عمران نے مسکرا کر کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ بتاؤ ہم کس کی نگرانی میں ہیں۔'' جولیا نے کہا۔

''کالے بادشاہ کے سوا یہاں ہماری نگرانی کرانے والا اور کون ہو سکتا ہے۔'' ——— عمران نے کہا۔

''کالا بادشاہ۔'' ——— جولیا نے چونک کر کہا۔

''جہاں تک میں نے تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ میرے خیال میں بلیک کنگ کا ترجمہ کالا بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ کیوں تنو...'' عمران نے کہا تو وہ سب پھر ہنس پڑے۔

''لیکن ہماری نگرانی کیسے کی جا رہی ہے۔ ہم نے تو اپنے آگے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس نہیں کی تھی۔ نہ ہی کوئی ہمارے تعاقب میں تھا۔'' ——— صفدر نے کہا۔

''تعاقب کرنے والے بے حد محتاط ہیں۔ وہ دور سے ہمیں مسلسل چیک کر رہے تھے۔ ایک اسٹیشن ویگن کو میں نے بدستور اپنے پیچھے آتے دیکھا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں ہوٹل کے

باہر چکر لگانے گیا تھا تو وہی اسٹیشن ویگن باقاعدہ پارکنگ میں موجود تھی اور ایک نوجوان لڑکی اور اس کے ساتھ چند افراد ہوٹل کے ارد گرد موجود ہیں۔ اور ایک ویٹر کو بھی میں نے بار بار اپنے کمروں کی طرف آتے جاتے دیکھا تھا۔" ——— عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم واقعی بلیک کنگ کی نظروں میں آ چکے ہیں اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔" ——— تنویر نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"میری وجہ سے۔ میں نے کیا کیا ہے بڑے بھائی۔" ——— عمران نے سہم جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میک اپ کر لیتے تو وہ ہم تک اتنی آسانی سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔" ——— تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"میک اپ کی کیا بات ہے۔ تم ایک بار ہاں کہو۔ میں کسی بیوٹیشن کو ابھی یہاں بلا لیتا ہوں۔ کیا خیال ہے جولیا۔" ——— عمران نے ایک بار پھر شرارت کے موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

"بس کرو۔ ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔" ——— جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"تو تم ہی بتا دو۔ کس وقت کا مذاق اچھا ہوتا ہے۔" عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"لگتا ہے عمران صاحب ہم سے کچھ چھپانا چاہتے ہیں۔"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے توبہ کرو توبہ۔ فوراً تنویر کے کان پکڑ لو۔ میری جیبیں بالکل خالی ہیں۔ میں بھلا تم سے کیا چھپاؤں گا۔" ——— عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب بے اختیار ہنس دیئے۔

"پھر بھی عمران صاحب۔ آپ کو بتا دینا چاہیے تھا کہ باہر ہماری نگرانی کی جا رہی ہے اور ہم یہاں بیٹھے ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ بلیک کنگ کے آدمی ہیں۔" ——— صفدر نے کہا۔

"آدمی نہیں۔ ان میں ایک عورت بھی ہے۔" ——— عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے۔ عمران صاحب جان بوجھ کر انہیں موقع دے رہے ہیں۔" ——— اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"موقع۔" ——— جولیا نے کہا۔

"جی ہاں۔ چیف نے بتایا تھا کہ یہاں صرف بلیک کنگ کا نام چلتا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔ اسی طرح بلیک کنگ کے آدمی بھی خفیہ ہی رہتے ہیں اور اپنا کام کر کے بلیک کنگ کا مخصوص کارڈ پھینک کر چلے جاتے ہیں۔ چیف کے کہنے کے مطابق تھامسن اور ڈی ہارک کا گروپ ایسا ہو سکتا ہے جو بلیک کنگ کے لئے کام کرتا ہو۔ لیکن چیف نے اس بات کو کنفرم نہیں

کیا تھا۔ میرے خیال میں عمران صاحب چاہتے ہیں کہ بلیک کنگ کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ ہم اس کے خلاف کام کرنے یہاں آچکے ہیں۔ بلیک کنگ سات پردوں میں چھپا ہوا ایک خطرناک انسان ہے اور اس نے فارمولا حاصل کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ عمران صاحب اور ہمارے بارے میں لاعلم کیسے رہ سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ ہمیں اور عمران صاحب کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے ہماری نگرانی کرا رہا ہو۔ اور عمران صاحب اسے موقع دے رہے ہوں کہ بلیک کنگ کا کوئی آدمی ان کے سامنے آئے اور وہ اس کے خلاف کوئی اہم بات معلوم کرسکیں۔"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں عمران۔ کیا واقعی تم یہی سوچ کر بغیر میک اپ کے آئے ہو۔"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں سوچ کر تو بہت کچھ آیا تھا۔ مگر میں اپنی سوچ پر لاٹھ پہرے بٹھا دوں۔ پھر بھی کیپٹن شکیل میرے کان کتر جاتا ہے۔ حالانکہ کترنا تو چوہوں کا کام ہے اور ان کا یہ کام کیپٹن شکیل سنبھال لے گا۔ یہ مجھے آج معلوم ہوا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکین سی صورت بنا کر کہا تو وہ ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ترکیب تو اچھی ہے۔ مگر اب جبکہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری نگرانی کی جا رہی ہے اور نگرانی کرنے والے بلیک کنگ سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ انہیں ڈھیل کیوں دے رہے ہیں۔" صفدر

نے کہا۔

"میں بلیک کنگ کے ہاتھ پیر دیکھنا چاہتا ہوں۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاتھ پیر۔ مطلب۔"۔۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"بلیک کنگ کا یہاں بے حد شہرہ ہے۔ اس کے ہاتھ پیر کتنے لمبے ہیں اور وہ سات پردوں میں چھپ کر ہمارے خلاف کیا کر سکتا ہے۔ میرے لئے یہ جاننا بہت ضروری ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جو ہماری نگرانی پر مامور ہیں وہ بلیک کنگ کو جانتے بھی ہوں۔ ہوسکتا ہے ان کا تعلق بھی اسی گروپ سے ہو جس کی ہمیں پہلے سے ہی انفارمیشن ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ واقعی یہ ممکن ہے۔"۔۔۔۔۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیا آپ کے خیال میں وہ تھامسن کے آدمی ہیں۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے ان کی نگرانی ایئرپورٹ سے باہر آتے ہی چیک کر لی تھی۔ اسی لئے میں جان بوجھ کر کسی اور طرف جانے کی بجائے تم سب کو تھامسن کے اڈے فورٹ کلب میں لے گیا تھا۔ اگر وہ تھامسن کے آدمی ہوتے تو وہ ہمارا راستہ روکنے کی یقیناً کوشش کرتے۔ مگر میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ لوگ صرف ہماری نگرانی پر مامور ہیں۔ فی الحال ہمارے خلاف کارروائی کرنے کا ان کا کوئی

ارادہ نہیں ہے۔'' ____ عمران نے کہا۔

''اور اس سے یہ بھی لگتا ہے کہ تھامسن اتنا اہم آدمی نہیں ہے۔ اگر وہ اہم ہوتا تو شاید ان کی نگرانی اب تک کسی کارروائی میں بدل چکی ہوتی۔'' ____ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ تھامسن بلیک کنگ کا آدمی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہماری طرح شاید بلیک کنگ بھی ہمارا رنگ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس نے اب کرنا یہ ہے کہ وہ وقتی طور پر تھامسن کو منظر سے ہٹا دے گا تاکہ وہ ہمیں نہ مل سکے۔ اس کے بعد ہم کیا کرتے ہیں۔ یہ جاننے کے لئے اب وہ یقیناً بے تاب ہو رہا ہوگا۔'' ____ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اگر تھامسن کو منظر سے ہٹا دیا گیا تو ہم کیا کریں گے۔'' جولیا نے کہا۔

''تھامسن سے زیادہ اہمیت ڈی ہارک کی ہے۔ جس کے تحت تھامسن کام کرتا ہے۔'' ____ عمران نے کہا۔

''تو کیا۔ اب ہم ڈائریکٹ ڈی ہارک کے پاس جائیں گے۔'' تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ہم پہلا جھٹکا بلیک کنگ کو تھامسن کے اڈے پر جا کر دے چکے ہیں۔ اب دوسرا جھٹکا یقیناً زور دار ہوگا جب ہم ڈی ہارک کے پاس جائیں گے۔'' ____ عمران نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو چلو۔ یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کیوں کر

رہے ہو۔'' ____ تنویر نے کہا۔

''چلو۔ میں نے تمہیں کب روکا ہے۔'' ____ عمران نے کہا تو وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''کیا وہاں بھی تم بغیر میک اپ کے جاؤ گے۔'' ____ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ڈی ہارک سے میرے پرانے مراسم ہیں۔ وہ پہلے شکاری تھا۔ جنگلوں میں جا کر اسے سفید اور دھاریوں والے خطرناک شیروں کا شکار کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ایک مرتبہ کافرستان کے ساندر بن کے جنگلات میں وہ چار خطرناک دھاریوں والے شیروں کے درمیان گھر گیا تھا۔ اس کی گن بھی دور پڑی تھی۔ اس سے پہلے کہ شیر حملہ کر کے اسے شدید زخمی یا ہلاک کر دیتے۔ میں نے فائرنگ کر کے دو شیروں کو ہلاک کر دیا اور فائرنگ کی آواز سن کر دوسرے دو شیر بھاگ گئے تھے۔ تب سے وہ مجھے اپنا محسن جانتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اب وہ جانوروں کی بجائے انسانوں کا شکاری بن گیا ہے۔ اور انسانوں کا شکار کرنے والے بعض اوقات اپنے محسنوں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اب یہ اس کے پاس جا کر ہی پتہ چلے گا کہ وہ اب بھی مجھے اپنا محسن سمجھتا ہے یا مجھے اپنا دشمن مان کر میرا بھی شکار کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔'' ____ عمران نے کہا۔

''تم ساندر بن کے جنگلوں میں کیا کرنے گئے تھے۔'' ____ جولیا

نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"تنویر کے لئے ان جنگلوں سے کوئی بندریا ڈھونڈنے گیا تھا تاکہ میرا اسکوپ بن سکے۔" ____ عمران نے کہا تو وہ ہنس پڑے۔ جبکہ تنویر اس کا جواب سن کر اسے غصیلی نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا تھا۔

"اس سے پہلے کہ تم پر پھر حماقتوں کا دورہ پڑ جائے ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے۔" ____ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر سے پوچھ لو۔ مجھے تو چلنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ اس میں اب تنویر سے پوچھنے والی کون سی بات رہ گئی ہے۔" ____ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"بھئی کورٹ میرج کے لئے اس کی گواہی میرے لئے بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی گواہی کے بغیر تو میرا نکاح ہی جائز نہیں ہوگا۔ کیوں تنویر۔" ____ عمران نے کہا تو تنویر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے جبکہ باقی سب مسکرا دیئے تھے۔ پھر وہ سب اٹھے اور کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

ہال سے گزر کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھے اور پھر ہوٹل سے نکل کر باہر آ گئے۔ اس بار ان سب نے ہال میں موجود چند آدمیوں کو چونکتے اور پھر اپنے پیچھے باہر آتے محسوس کیا تھا۔ صفدر نے ایک ٹیکسی روکی اور پھر وہ سب اس میں سوار ہو گئے۔

عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو زی ون ہوٹل کا ایڈریس بتایا اور ٹیکسی چل پڑی۔ آدھے گھنٹے بعد وہ زی ون ہوٹل کی بلند و بالا عمارت میں داخل ہو رہے تھے۔ ریسپشنسٹ پر دو خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں تھیں۔

"ہمیں عزت مآب محترم جناب ڈی ہارک صاحب سے ملنا ہے۔" ____ عمران نے کاؤنٹر کے قریب جا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کس سلسلے میں آپ باس سے ملنا چاہتے ہیں۔" ____ ایک لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کے منہ پر مکا مارنا ہے۔" ____ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"مکا۔ کیا مطلب۔" ____ لڑکی نے چونک کر کہا۔

"ارے۔ شکل سے تو تم پڑی لکھی معلوم ہوتی ہو۔ مکے کا مطلب نہیں سمجھتی تم۔ مکا یعنی گھونسا۔ پنچ۔" ____ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا دماغ تو خراب نہیں۔ آپ باس کو یہاں پنچ مارنے آئے ہیں۔" ____ لڑکی نے اسے گھور کر کہا۔

"ہاں۔" ____ عمران نے کہا۔

"مگر کیوں۔ آپ باس کو پنچ کیوں مارنا چاہتے ہیں۔" دوسری لڑکی نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’اس نے پچھلے سال مجھے گینڈا کہا تھا۔‘‘ ـــــــ عمران نے کہا۔

’’گینڈا۔‘‘ ـــــــ لڑکی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ اس نے مجھے گینڈا کہا تھا۔ مجھے اس پر شدید غصہ آ رہا ہے۔ اب جب تک میں اس کے منہ پر دو چار پنچ نہ مار لوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔‘‘ ـــــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ باس نے آپ کو پچھلے سال گینڈا کہا تھا۔ اور آپ انہیں پنچ مارنے اب آئے ہیں۔‘‘ ـــــــ لڑکی نے جیسے عمران کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

’’دراصل آج ہی میں نے گینڈا دیکھا ہے۔ اور گینڈا اس قدر موٹا اور بدصورت ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے ڈی ہارک پر غصہ آ گیا۔ اب تم ہی بتاؤ کیا میں موٹا، بھدا اور بدصورت ہوں۔‘‘ عمران نے شرماتے ہوئے کہا تو دونوں لڑکیاں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

’’اپنا منہ بند کرو اور بتاؤ ڈی ہارک کہاں ہے۔‘‘ ـــــــ عمران کے قریب کھڑی جولیا نے اچانک بے حد غصیلے لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ سوری۔ باس اپنے آفس میں ہیں۔ کیا نام بتاؤں میں انہیں۔‘‘ ـــــــ لڑکی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

’’پاکیشیا سے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہمراہ اپنے تین چیلوں اور ایک سہیلی کے۔‘‘ ـــــــ عمران نے کہا

تو لڑکی نے سر جھٹک کر اپنے سامنے رکھا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

’’باس۔ کاؤنٹر سے مارسی بول رہی ہوں۔ پاکیشیا سے مسٹر علی عمران صاحب آئے ہیں۔ ان کے ساتھ تین مرد اور ایک خاتون ہے۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔‘‘ ـــــــ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یس باس۔ اوکے۔‘‘ ـــــــ لڑکی نے دوسری طرف سے کچھ سن کر فوراً کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

’’کیا کہا ہے تمہارے یس اور نو باس نے۔‘‘ ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن لڑکی نے اسے جواب دینے کے بجائے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔ نوجوان کے قریب آنے پر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو باس کے آفس میں پہنچانے کو کہا۔

’’آئیں جناب۔‘‘ ـــــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف چل پڑا۔ وہ سب اس کے پیچھے چل پڑے۔ نوجوان انہیں بائیں طرف بنی ہوئی ایک راہداری میں لے آیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ نوجوان نے انگلی کا ہک بنا کر مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دی۔

’’یس۔ کم آن۔‘‘ ـــــــ اندر سے ایک آواز سنائی دی تو نوجوان نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا اور خود ایک طرف ہٹ گیا۔

"جائیں سر۔"۔۔۔۔اس نے مؤدبانہ انداز میں عمران سے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ساتھیوں سمیت اندر داخل ہو گیا۔ سامنے بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میز کے پیچھے سے نکل آیا۔ یہ دیکھ کر عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس سے زبردستی بغلگیر ہو گیا۔

"میرے دوست۔ میرے بھائی۔ میرے ہونے والے بچوں کے ماموں اور سناؤ کیسے ہو۔ کیا حال ہیں اور کیا کر رہے ہو آج کل۔"۔۔۔۔عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے کسی برسوں سے بچھڑے ہوئے عزیز سے مل رہا ہو۔

"ارے۔ ارے کیا کر رہے ہو۔ میری پسلیاں توڑنے کا ارادہ ہے۔"۔۔۔۔نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے سنگل پسلی کا آدمی تو میں ہوں۔ تم جیسے ہٹے کٹے، سانڈ کی طرح پلے ہوئے انسان سے تو مجھے خطرہ ہو سکتا ہے اور تم الٹا مجھ سے ڈر رہے ہو۔"۔۔۔۔عمران نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس دیا۔

"میں جانتا ہوں تم کس قدر سنگل پسلی کے آدمی ہو۔"۔۔۔۔اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جانتے ہو نا۔ تو بس یہ بات اپنے تک رکھنا۔ میرے

ساتھیوں کو نہ بتا دینا۔ ورنہ ان میں ایک تو ایسا ہے جو میری سنگل پسلی بھی توڑ دے گا۔"۔۔۔۔عمران نے رازدارانہ لہجے میں کہا مگر اس کی آواز بہرحال اتنی اونچی تھی کہ سب نے سن لی تھی۔

"ان کا تعارف نہیں کراؤ گے۔"۔۔۔۔نوجوان نے کہا۔

"ارے۔ ہاں۔ یہ تو ہیں ہی تعریف کے قابل۔ بہرحال یہ سعید خان صاحب ہیں۔ یہ شکیل جٹ ہیں اور یہ میرے منہ بولے بھائی عبدالودود عرف بھولے میاں ہیں اور ان کا نام مس کیتھرائن ہے۔"۔۔۔۔عمران نے ان کے نام بدل کر تعارف کراتے ہوئے کہا اور اپنا تعارف سن کر تنویر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو ورنہ وہ سچ مچ عمران کا سر توڑ دے۔ پھر وہ سب رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد دائیں طرف رکھے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا منگواؤں۔"۔۔۔۔نوجوان نے جو ڈی ہارک تھا قریب پڑے انٹر کام کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں تو پچھلے کئی ماہ سے بھوکا ہوں۔ تمہارے ہوٹل کی جتنی بھی ڈشز ہیں آٹھ آٹھ دس دس منگوا لو۔ میرے ساتھی تو شاید لائم جوس پی کر ہی گزارا کر لیں گے۔"۔۔۔۔عمران نے کہا اور ڈی ہارک نے سر ہلا کر انٹر کام پر کسی سے کچھ کہنا شروع کر دیا۔

"اچانک کیسے آنا ہوا۔ مجھے اطلاع دے دیتے تو میں ایئر پورٹ خود ریسیو کرنے آ جاتا۔"۔۔۔۔ڈی ہارک نے رسیور رکھ کر

عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسے۔ مجھے یا مس کیتھرائن کو۔" ـــــ عمران نے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

"میں تم سب کی بات کر رہا ہوں۔" ـــــ ڈی ہارک نے ہنس کر کہا۔

"اچھا اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تو ڈر گیا تھا کہ اگر تم مس کیتھرائن کو لے جاتے تو اس کا بے چارہ بھائی کیا کرتا۔" عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

"بہت عرصے بعد تم سے ملاقات ہو رہی ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوتا ہوں۔" ـــــ ڈی ہارک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈنے والے تو ہواؤں کے بھی ٹھکانے ڈھونڈ لیتے ہیں۔ تمہارے بارے میں پتہ چلا تو سیدھا انہیں لے کر یہاں آ گیا کہ چلو۔ مفت کھانے پینے اور رہنے کا ٹھکانہ بھی مل جائے گا اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو کوئی اچھا سا روزگار بھی مل جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"روزگار۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہاں روزگار کی تلاش میں آئے ہو۔" ـــــ ڈی ہارک نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی ایک بڑی سی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آ گئی۔ جس میں طرح طرح کے لوازمات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے

ٹرالی میز کے قریب لا کر تمام چیزیں میز پر سجانی شروع کر دیں۔

"ارے۔ اتنا سب کچھ منگوانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم پانچ ہیں اور تم نے تو بیس آدمیوں کے لئے یہ سب کچھ منگوا لیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"تم نے خود تو کہا تھا کہ تم پچھلے کئی ماہ سے بھوکے ہو۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تم جیسے بھوکے کے لئے شاید یہ سب بھی کم پڑ جائے اور مجھے تمہارا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرے ہوٹلوں کا بھی کھانا منگوانا پڑے۔" ـــــ ڈی ہارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ ساتھیو جتنا کھا سکتے ہو کھا لو۔ جو بچ جائے اسے پیک کرا کے ساتھ لے جائیں گے۔ دو چار ہفتے تو ہمارے آرام سے گزر ہی جائیں گے۔" ـــــ عمران نے کہا تو ڈی ہارک ایک بار پھر ہنس پڑا۔ جولیا اور اس کے ساتھی تو اس قدر سامان دیکھ کر بوکھلا گئے مگر عمران یوں ندیدوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا جیسے وہ واقعی صدیوں کا بھوکا ہو اور پھر وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ کھا پی کر فارغ ہو گئے تو ڈی ہارک نے لڑکی کو بلا کر وہاں سے بچا کھچا سامان اٹھا کر لے جانے کے لئے کہا۔ لڑکی آئی اور باقی سامان ٹرالی میں رکھ کر لے گئی۔

"دودھوں نہاؤ۔ پوتوں پھلو۔ تم نے ایک بھوکے کو کھانا کھلا کر جو احسان کیا ہے۔ اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔" ـــــ عمران

نے کہا۔

"تم نے آنے کا مقصد نہیں بتایا۔" ــــ ڈی ہارک نے کہا۔

"بتایا تو ہے۔ میں اور میرے ساتھی پچھلے کئی سالوں سے روزگار کی تلاش میں بھاگتے پھر رہے ہیں۔ روزگار تو مل نہیں رہا تھا اس لئے ہم نے سوچا کہ چلو ڈی ہارک کے پاس چلتے ہیں۔ اگر وہ کوئی روزگار دلا دے گا تو ٹھیک ورنہ اس کے پاس مفت کی روٹیاں تو توڑنے کو ملیں گی ہی۔" ــــ عمران نے کہا۔

"کس قسم کا روزگار چاہتے ہو تم۔" ــــ ڈی ہارک نے سر جھٹک کر کہا۔

"گریٹ لینڈ میں یوں تو روزگار کے بے شمار مواقع ہیں لیکن اگر ہمیں تم ایک جگہ کام دلا دو تو میں اور میرے ساتھی ساری زندگی تمہارے احسان مند رہیں گے۔" ــــ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کس جگہ۔" ــــ ڈی ہارک نے نارمل لہجے میں کہا۔

"بلیک کنگ کے پاس۔" ــــ عمران نے کہا اور بلیک کنگ کا نام سن کر ڈی ہارک زور سے چونک پڑا۔

"بلیک کنگ۔ کیا مطلب۔" ــــ ڈی ہارک نے فوراً ہی خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مطلب تو تم بھی جانتے ہو پیارے۔ جس طرح تم اس کا نام سن کر چونکے ہو۔ اس کے بڑے قریبی معلوم ہوتے ہو۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈی ہارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔

"ارے نہیں۔ میں تو اس کا نام سن کر چونکا ہوں۔ تم نے ایک ایسے پراسرار آدمی کا نام لیا ہے۔ جس کا نام سن کر بڑے بڑوں کو پسینہ آ جاتا ہے۔" ــــ ڈی ہارک نے جلدی سے کہا۔

"مگر تمہیں تو کوئی پسینہ نہیں آیا۔" ــــ عمران نے کہا۔

"بہرحال۔ اگر تمہیں شک ہے کہ میرا تعلق بلیک کنگ سے ہے تو یہ تمہاری بہت بڑی غلط فہمی ہے۔" ــــ ڈی ہارک نے کہا۔ وہ خود کو مکمل طور پر سنبھال چکا تھا۔

"بہرحال۔ میں تمہیں ایک بات بتا دوں۔ بلیک کنگ نے ایکریمیا کا ایک انتہائی قیمتی فارمولا حاصل کیا ہے اور اس نے ہمارے ایک آدمی کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ میں وہ فارمولا بلیک کنگ سے واپس لینا چاہتا ہوں۔" ــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ سب تم مجھے کیوں بتا رہے ہو۔" ــــ ڈی ہارک نے منہ بنا کر کہا۔

"سنو ڈی ہارک۔ میرے پاس اس بات کی مصدقہ اطلاع ہے کہ تمہارا تعلق بلیک کنگ سے ہے۔ اس لئے میری طرف سے اسے پیغام پہنچا دو کہ اگر وہ خون خرابہ نہیں چاہتا تو فارمولا وہ فوراً میرے حوالے کر دے۔ وہ کون ہے۔ کیا کرتا ہے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں فارمولا لے کر خاموشی سے اپنے

ساتھیوں کے ساتھ واپس پاکیشیا چلا جاؤں گا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔" ـــــ ڈی ہارک نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں نہیں۔ بلیک کنگ کو سمجھانے کی بات کر رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"میں پھر کہوں گا تمہیں میری بات کا یقین کر لینا چاہیے۔ میرا بلیک کنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" ـــــ ڈی ہارک نے کہا۔

"چلو تم کہتے ہو تو میں مان لیتا ہوں۔ اب اجازت۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"کہاں جا رہے ہو۔ اسے تم اپنا ہی ہوٹل سمجھو۔ میں تمہارے لیے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے وی وی آئی پی رومز خالی کرا دیتا ہوں۔" ـــــ ڈی ہارک نے کہا۔

"پھر سہی۔ چلو دوستو۔" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ اس کے آفس سے نکلتے چلے گئے۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ کیا تم یہاں پرانی دوستیاں نبھانے آئے تھے۔" ـــــ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"تم سب باہر چلو۔ میں واش روم سے ہو کر آتا ہوں۔" عمران نے کہا اور پھر وہ ان کا جواب سنے بغیر ایک طرف بنی ہوئی

راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ایک واش روم میں تھا۔ واش روم میں آتے ہی اس نے کوٹ کی خفیہ جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکال کر اسے پریس کر کے اپنے کان سے لگا لیا۔

"لیس چیف۔ ڈی ہارک بول رہا ہوں۔ اوور۔" ـــــ دوسرے لمحے اس بٹن نما آلے میں عمران نے ڈی ہارک کی آواز سنی تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"ڈی ہارک۔ مجھے کرسٹا نے کال کر کے بتایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی تمہارے آفس میں موجود ہیں۔ اوور۔" ـــــ آلے میں ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ شاید یہ آواز ٹرانسمیٹر سے دوسری طرف سے آ رہی تھی کیونکہ اس آواز میں ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ بھی تھی۔

"لیس چیف۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس ہی تھے۔ مگر اب وہ واپس چلے گئے ہیں۔ اوور۔" ـــــ ڈی ہارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ تم تک کیسے پہنچ گئے احمق اور تم نے انہیں اس آسانی سے جانے کیسے دیا۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سس۔ سوری چیف۔ عمران میرا پرانا شناسا تھا۔ اس نے ایک موقع پر میری جان بھی بچائی تھی۔ وہ یہاں صرف مجھ سے

ملنے کے لئے آیا تھا۔ اوور۔"۔۔۔۔ڈی ہارک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کہیں اسے اس بات کا شک تو نہیں ہوا کہ تمہارا تعلق بلیک کنگ سے ہے۔ اوور۔"۔۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ نو چیف۔ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اگر اس نے آپ کا نام لیا ہوتا تو وہ اور اس کے ساتھی یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے تھے۔ اوور۔"۔۔۔۔ڈی ہارک کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید جان بوجھ کر بلیک کنگ کو یہ نہیں بتا رہا تھا کہ عمران اس کے پاس کیوں آیا تھا۔

"سوچ لو ڈی ہارک۔ اگر مجھے ذرا سا بھی شک ہوا کہ اسے میرے بارے میں تم سے کوئی معلومات ملی ہیں تو تم جانتے ہو کہ تمہارا انجام کیا ہو سکتا ہے۔ اوور۔"۔۔۔۔بلیک کنگ کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"لیس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور پھر میں آپ کے لئے کام کرتا ہوں۔ دوسروں کی طرح مجھے بھی آپ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں بھلا وہ مجھ سے آپ کے بارے میں کیا جان سکتا ہے۔ اوور۔"۔۔۔۔ڈی ہارک نے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک انسان ہے۔ چیک کرو۔ کہیں وہ تمہارے آفس میں کوئی ڈکٹا فون نہ چھوڑ گیا ہو۔ اور اب وہ کہیں بیٹھا

ہماری باتیں سن رہا ہو۔ اوور۔"۔۔۔۔بلیک کنگ نے کہا۔

"میں نے اس کے جاتے ہی جدید گائیگر سے چیکنگ کی تھی چیف۔ مگر مجھے یہاں کچھ نہیں ملا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میری ملاقات دوستانہ تھی۔ اوور۔"۔۔۔۔ڈی ہارک نے کہا۔

"بہرحال۔ مجھے عمران سے بے پناہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ اس لئے میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ باہر کرسٹا موجود ہے۔ وہ لوگ اب اس کے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ کرسٹا راستے میں موقع ملتے ہی ان سب کو ہلاک کر دے گی۔ اوور۔"۔۔۔۔بلیک کنگ نے کہا۔

"یہ آپ کا فیصلہ ہے چیف اور میں بھلا آپ کے کسی فیصلے سے اختلاف کیسے کر سکتا ہوں۔ اوور۔"۔۔۔۔ڈی ہارک نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل۔"۔۔۔۔بلیک کنگ کی آواز سنائی دی۔ اور اس نے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے آلہ کان سے ہٹایا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر فوراً واش روم سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی باہر قریب ہی کھڑے تھے۔ عمران نے اشارے سے انہیں پاس بلا لیا۔

"ہم سامنے کے راستے سے نہیں عقبی راستے سے باہر جائیں گے۔"۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"کیوں۔ بیرونی راستے سے جانے میں کیا حرج ہے۔" جولیا

نے کہا تو عمران نے انہیں اس آلے کے بارے میں بتا دیا۔ اس نے کہا کہ وہ ایک جدید ڈکٹا فون ڈی ہارک کے آفس میں چھوڑ آیا تھا۔ اور پھر اس نے ڈی ہارک اور بلیک کنگ کے درمیان ہونے والی باتوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ تو فوراً چلو۔''۔۔۔۔۔جولیا نے جلدی سے کہا اور پھر وہ تیزی سے ہوٹل کے عقب کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''کیا کہہ رہی ہو کرسٹا۔ کیا وہ جن بھوت تھے جو غائب ہو گئے۔ میں بھی اس بات کا یقین نہیں کر سکتا کہ وہ اتنی جلدی واپس چلے گئے ہوں گے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی یقیناً کوئی چال ہو گی۔ اوور۔''۔۔۔۔۔بلیک کنگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اسے ابھی چند لمحے قبل کرسٹا نے کال کی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی زی ون ہوٹل سے باہر ہی نہیں نکلے تھے۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوئی اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر جگہ تلاش کیا مگر ان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔ اسے البتہ اس بات کا پتہ ضرور چل گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بیرونی راستے کے بجائے ہوٹل کے عقبی راستے سے نکل گئے تھے۔ اس نے باہر بھی ان کو ہر جگہ تلاش کیا تھا اور وہ ہوٹل مارلینا بھی واپس نہیں گئے تھے۔ اس کی بات سن کر

چیف ڈیکوزی کو غصہ آ گیا تھا۔

''لیس چیف۔ میرا خیال ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی پلاننگ ہو گی کہ وہ نئے ناموں اور حلیوں میں خفیہ طور پر یہاں کام کریں۔ اوور۔'' ـــــ کرسٹا کی آواز سنائی دی۔

''ہونہہ۔ عمران اسی نیچر کا آدمی ہے۔ اسے یقیناً نگرانی کرنے والوں کا علم ہو گیا ہو گا۔ اوور۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ اوور۔'' ـــــ دوسری طرف سے کرسٹا نے کہا۔

''کیا تم نے ڈی ہارک کو چیک کیا ہے۔ کہیں اس نے تو انہیں وہاں سے فرار ہونے میں مدد نہیں دی۔ اوور۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''اوہ۔ لیس چیف۔ میں آپ کو ڈی ہارک کے بارے میں تو بتانا بھول ہی گئی۔ ڈی ہارک نے آپ سے جھوٹ بولا تھا کہ عمران نے اس سے آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ میں نے اس کی چیکنگ کے لئے اس کے دفتر میں ایک خصوصی آلہ لگا رکھا ہے۔ اس آلے میں اس وقت ریکارڈنگ ہوتی ہے جب ڈی ہارک خود کسی سے بات کر رہا ہوتا ہے۔ اس کمپیوٹرائزڈ آلے میں خاص طور پر ڈی ہارک کی آواز ہے۔ ڈی ہارک جب بھی اپنے آفس میں کسی سے ملتا ہے یا کسی کو اپنے دفتر میں بلاکر بات کرتا ہے تو اس آلے میں فوراً ریکارڈنگ ہو جاتی ہے۔ جس کا رسیور

میں نے اس کے ہوٹل کے ایک کمرے میں چھپا رکھا ہے۔ جب میں اور میرے ساتھی عمران کی تلاش میں ناکام ہو گئے تو میں اس کمرے میں چلی گئی اور میں نے اس آلے کی چیکنگ کی۔ اس آلے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی آوازیں بھی موجود تھیں۔ اوور۔'' ـــــ دوسری طرف سے کرسٹا نے کہا۔

''اوہ۔ کیا باتیں ہوئی تھیں۔ اوور۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے چونک کر کہا اور کرسٹا اسے ڈی ہارک اور عمران کے درمیان ہونے والی باتوں کے بارے میں تفصیل بتانے لگی۔

''اوہ۔ تو ڈی ہارک نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ عمران نے اس سے میرے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ اوور۔'' چیف ڈیکوزی نے غراتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ اوور۔'' ـــــ کرسٹا نے کہا۔

''پھر تم نے اس کا کیا کیا۔ کیا وہ اب تک زندہ ہے۔ اوور۔'' چیف ڈیکوزی نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں چیف۔ میں نے ریکارڈنگ سن کر اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ عمران کو واقعی شک ہو چکا ہے کہ ڈی ہارک آپ کے لئے کام کرتا ہے۔ اس لئے میں بھلا اسے زندہ چھوڑنے کا رسک کیسے لے سکتی تھی۔ میں نے اس کے آفس میں جا کر اسے اسی وقت ہلاک کر دیا تھا۔ اوور۔'' ـــــ کرسٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ میں نے اسی لئے تمہیں اپنا نمبر ٹو بنا رکھا ہے کرسٹا۔ نمبر ٹو کی حیثیت سے تم اپنی صوابدید سے وہ تمام کام کر سکتی ہو جس سے بلیک کنگ کے لئے کوئی مسئلہ ہوتا ہو۔ اوور۔''...... چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''یس چیف۔ اور چیف میں نے نمبر نائن ہولڈن کو اس ہوٹل کا مینجر بنا دیا ہے۔ اب ڈی ہارک کی جگہ وہ ہمارے لئے کام کرے گا۔ ہولڈن بھی ڈی ہارک کی طرح بے حد چست و چالاک ہے اور ہر قسم کے کام آسانی سے کر سکتا ہے۔ اوور۔''...... کرسٹا نے کہا۔

''یہ بھی ٹھیک کیا ہے تم نے۔ مگر میری پریشانی کی وجہ عمران ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ اور اس کے ساتھی اس طرح آخر کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ تم ان کی تلاش کے لئے کیا کر رہی ہو۔ اوور۔''...... چیف ڈیکوزی نے ایک بار پھر عمران کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''میں نے ہر طرف اپنے گروپ کا جال پھیلا دیا ہے۔ وہ ہر ہوٹل، ہر اس جگہ انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ جہاں ان کی موجودگی کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اور چیف میرے ہوتے ہوئے آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی بروسن یا گریٹ لینڈ کے کسی بھی حصے میں موجود ہیں تو وہ میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ جیسے ہی مجھے ان کے بارے میں

کچھ پتہ چلے گا میں فوراً آپ کو انفارم کر دوں گی۔ پھر آپ کا حکم ملتے ہی ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اوور۔''...... دوسری طرف سے کرسٹا کہتی چلی گئی۔

''اوکے۔ میں تمہاری کال کا شدت سے منتظر رہوں گا۔ اوور۔'' چیف ڈیکوزی نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور۔''...... کرسٹا نے کہا اور چیف ڈیکوزی نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''میں یہاں رک کر غلطی کر رہا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس طرح منظر سے غائب ہونے کا مطلب ہے کہ اب وہ یہاں کھل کر کام کرے گا۔ اس سے پہلے کہ عمران کسی طرح مجھ تک پہنچ جائے۔ مجھے یہ سرکاری عمارت چھوڑ کر فوراً کنگ ہیڈ کوارٹر میں منتقل ہو جانا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ کرسٹا جیسی باصلاحیت لڑکی عمران اور اس کے ساتھیوں کو آسانی سے سنبھال لے گی۔ اور وہ ایک بار اس کی نظروں میں آ گئے تو وہ اس کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس فارمولے کی بھی فکر ہے جو کنگ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ مجھے اس کی حفاظت بھی خود کرنی ہے۔''...... چیف ڈیکوزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ہوٹل زی ون کے عقبی راستے سے نکلتے ہی عمران اور اس کے ساتھی ایک دوسرے ہوٹل میں چلے گئے تھے۔ اس ہوٹل کے واش روم میں جا کر انہوں نے باری باری ماسک میک اپ بدل کر اپنے حلیئے بدلے اور پھر وہ الگ الگ ہوٹل سے نکل گئے۔ عمران نے انہیں ہوٹل مارلینا کے بجائے ایک اور ہوٹل میں اکٹھے ہونے کے لئے کہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک غیر معروف ہوٹل میں تھے۔ یہاں آ کر انہوں نے ایک بار پھر اپنے میک اپ بدل لئے تھے۔ عمران ان سب کو اس ہوٹل میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور پھر اس کی واپسی چار گھنٹوں بعد ہوئی تھی۔ اب اس نے واپس آ کر صفدر کو اپنے ساتھ لیا اور وہ ہوٹل سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ عمران نے ایک ٹیکسی رکوائی اور وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ عمران نے اسے ماؤنٹ پلازہ چلنے کے لئے کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے

بڑھا دی۔ اور ٹیکسی برونس کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی شہر کے جنوبی حصے کی طرف جانے لگی۔

ٹیکسی ڈرائیور کی موجودگی میں صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ عمران سے یہ نہیں پوچھ سکتا تھا کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ پھر ایک گھنٹے بعد ٹیکسی ایک بلند و بالا اور عظیم الشان رہائشی پلازہ کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران نے اتر کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ صفدر کے ساتھ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ تو متوسط افراد کا رہائشی پلازہ معلوم ہوتا ہے۔" ـــــ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔" ـــــ عمران نے مبہم سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے۔ آپ نے اپنے پروگرام میں کوئی خاص تبدیلی کر لی ہے۔" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے جانے کے بعد ڈی ہارک کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اور اسے ہلاک کرنے والی ایک عورت تھی جس کا نام کرسٹا ہے۔ اور یہ کرسٹا بلیک کنگ کی کوئی خاص آلہ کار معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی لڑکی ہے جو ہماری نگرانی کر رہی تھی اور بلیک کنگ نے ڈی ہارک سے ملنے کے بعد اسے ہماری ہلاکت کا حکم دے دیا تھا۔ میں تم سب کو چھوڑ کر اسی کے پیچھے گیا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی بڑی شدومد سے ہمیں تلاش کرتے پھر

رہے ہیں۔ کسی کو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ جو ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں انہی کے پیچھے ہوں۔" ____ عمران نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہاں رہتی ہے وہ کرسٹا۔" ____ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے پیچھے تو چل چل کر میرے جوتوں میں سوراخ ہو گئے ہیں۔" ____ عمران نے کہا۔

"لیکن۔ وہ اس متوسط علاقے میں کیوں رہتی ہے۔ اگر اس کا تعلق بلیک کنگ سے ہے تو اسے تو کسی اونچے مقام پر رہنا چاہیے تھا۔" ____ صفدر نے کہا۔

"اونچے مقام سے تمہاری مراد کوہ ہمالیہ تو نہیں۔" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں دوسری بات کر رہا ہوں۔" ____ صفدر نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوسری اور تیسری بات بعد میں کریں گے۔ فی الحال خاموش رہو۔ یہاں فلیٹوں کے بھی کان ہو سکتے ہیں۔" ____ عمران نے کہا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک لفٹ میں سوار ہو کر اس پلازہ کی آٹھویں منزل پر پہنچ گئے۔ ایک راہداری میں آ کر عمران فلیٹ نمبر چار سو دو کے سامنے رک گیا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ دروازے پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہ تھی۔ عمران نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد

دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی دکھائی دی۔

"یس پلیز۔" ____ لڑکی نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مس کرسٹا۔ میرا نام گراہم ہے اور یہ میرا ساتھی فارک۔" عمران نے اسے اپنا اور صفدر کا مختلف ناموں سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"فرمائیں۔ یہاں کیوں آئے ہیں۔" ____ کرسٹا نے حیرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل برانچ سے ہے اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پچھلے دنوں پولیس کی حراست سے فرار ہونے والے مشہور غنڈے گٹ مین کو تمہارے فلیٹ میں آتے جاتے دیکھا گیا ہے۔" عمران نے کہا اور کرسٹا بری طرح سے اچھل پڑی۔

"وہاٹ نانسنس۔ کس نے اطلاع دی ہے یہ۔ میرا کسی کریمنل سے کیا تعلق۔" ____ کرسٹا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"آپ پلیز اندر چلیں۔ باہر کھڑے رہ کر بات کرنا مناسب نہیں۔ جس نے ہمیں اطلاع دی ہے۔ ہم آپ کو اس کا نام بھی بتائیں گے۔" ____ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ کرسٹا چند لمحے انہیں تیز نظروں سے گھورتی رہی۔ پھر وہ ایک طرف ہٹ گئی۔

"آ جاؤ۔" ____ اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بادل نخواستہ کہا۔ عمران نے جان بوجھ کر ایسی بات کی تھی جس سے کرسٹا انہیں

اندر آنے سے منع نہیں کر سکتی تھی۔

''تھینک یو۔ آؤ فارک۔'' ـــــ عمران نے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ صفدر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے اندر آ گیا۔ کرسٹا نے دروازہ بند کیا اور انہیں سٹنگ روم میں لے آئی۔

''کیا آپ یہاں اکیلی رہتی ہیں۔'' ـــــ عمران نے کرسٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ آپ بیٹھیں۔'' ـــــ کرسٹا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ ان سے کیا بات کرے۔ عمران اور صفدر صوفے پر بیٹھ گئے۔

''اب بتائیں۔ آپ کس مجرم کی بات کر رہے تھے جو پولیس کی حراست سے غائب ہوا تھا۔ اور آپ کو یہ کس نے اطلاع دی ہے کہ اس مجرم کو میرے فلیٹ میں دیکھا گیا تھا۔'' ـــــ کرسٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ بلیک کنگ کے بارے میں تم کیا جانتی ہو۔'' ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا تو کرسٹا بے اختیار اچھل پڑی۔

''کک۔ کیا مطلب۔ کون بلیک کنگ۔ میں سمجھی نہیں۔'' کرسٹا نے فوراً ہی خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''تم بلیک کنگ کے لئے کام کرتی ہو مس کرسٹا۔ ہمارے پاس

اس بات کے حتمی ثبوت ہیں۔ ہمارا تعلق سپیشل برانچ سے ہے۔ ہم تم سے خصوصی طور پر یہاں آ کر بات کر رہے ہیں۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم سے جو پوچھا جا رہا ہے اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دو۔ دوسری صورت میں ہم تمہیں اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے اور پھر وہاں تمہارا جو حشر ہو گا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی۔'' عمران نے درشت لہجے میں کہا۔

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آفیسر۔ میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں کام کرتی ہوں۔ آپ بے شک میرے آفس میں فون کر کے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ پہلے آپ کسی مجرم کی بات کر رہے تھے اور اب کہہ رہے ہیں کہ میں بلیک کنگ کے لئے کام کرتی ہوں۔ کون ہے بلیک کنگ۔ میں پہلی بار آپ سے یہ نام سن رہی ہوں۔'' ـــــ کرسٹا نے بااعتماد لہجے میں کہا اور اس کا انداز دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ وہ آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے۔ عمران نے فوراً جیب سے ریوالور نکال لیا۔ ریوالور دیکھ کر کرسٹا ایک بار پھر چونک پڑی۔

''اگر تمہارا تعلق بلیک کنگ سے نہیں تو تم نے میک اپ کیوں کر رکھا ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف کرسٹا بلکہ صفدر بھی چونک پڑا۔ اس نے غور سے دیکھا واقعی کرسٹا ماسک میک اپ میں تھی۔ اس کے چہرے اور گردن کے رنگ میں معمولی سا فرق صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تم۔ تم۔" ـــــ کرسٹا نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ مان لیتا ہوں کہ تم بلیک کنگ کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔ مگر یہ تو بتا سکتی ہو کہ جس کا تم نے میک اپ کر رکھا ہے وہ کہاں ہے۔" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسٹا یکلخت اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔" ـــــ کرسٹا نے اور زیادہ ہکلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو لڑکی۔ تم کرسٹا نہیں ہو۔ تم نے کرسٹا کا میک اپ کر رکھا ہے۔ تم جو کوئی بھی ہو تمہارے لئے بہتر ہے کہ درست جواب دے دو۔ ورنہ تمہاری لاش یہاں پڑی سڑ رہی ہو گی۔" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے اس کا میک اپ اور اس کے بات کرنے کے انداز سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جس کرسٹا کے پیچھے آیا تھا۔ یہ وہ لڑکی نہیں تھی۔ اس کی جگہ کوئی اور لڑکی کرسٹا بنی ہوئی ہے۔ صفدر حیرانی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ سمجھ نہ پا رہا ہو کہ عمران کہنا کیا چاہتا ہے۔

"مم۔ میں کرسٹا ہی ہوں۔ کرسٹا واٹسن۔" ـــــ اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم نے مرنے کا ہی فیصلہ کر لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" ـــــ عمران نے یکلخت ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا تو لڑکی کی آنکھوں میں موت کے سائے

لہرانے لگے۔ عمران نے بڑے اطمینان سے ریوالور پر سائلنسر لگایا۔ یہ دیکھ کر لڑکی اور زیادہ خوفزدہ ہو گئی۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے مت مارو۔ مم۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتی ہوں۔" ـــــ اس نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بتاؤ۔ لیکن یہ سن لو۔ اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں تمہیں ہلاک کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگاؤں گا۔" ـــــ عمران نے درشت لہجے میں کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں سب کچھ بتا دوں گی۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم مجھے مار دو گے۔ مم۔ میں مرنا نہیں چاہتی۔" ـــــ اس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"سچ کہو گی تو میں تمہاری جان بخش دوں گا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"میں کرسٹا نہیں ہوں۔ میرا نام ایمی ہے۔ ایملی کاسٹر۔ اور میں واقعی ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اکاؤنٹنٹ ہوں۔ اس سے پہلے میں گرین لین میں رہتی تھی۔ میری تنخواہ چونکہ نہ ہونے کے برابر تھی اس لئے میرا گزارا بڑی مشکلوں سے ہو رہا تھا۔ پھر کچھ دن پہلے مجھے ایک لڑکی ملی۔ جس نے مجھے اپنا نام کرسٹا بتایا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اگر میں زیادہ سے زیادہ کمانا چاہتی ہوں تو میں اس کے لئے کام کروں۔ وہ مجھے ایک چھوٹے سے کام کے بدلے

میں نہ صرف ہر ماہ بھاری رقم دے گی بلکہ رہائش اور میری ضرورت کا سارا سامان بھی دے گی۔ میں نے اس سے کام پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے صرف اس کی شکل اور اس کا نام اختیار کر کے رہنا ہوگا۔ وہ کسی سرکاری ایجنسی میں کام کرتی ہے اور مجرموں سے بچنے کے لئے وہ انہیں ڈاج دینے کے لئے ہر ممکن طریقے سے احتیاط برتتی ہے۔ وہ سارا دن گزار کر کسی بھی وقت میرے پاس آئے گی۔ اور آ کر میرا میک اپ کر کے اور اپنا میک اپ بدل کر یہاں سے چلی جایا کرے گی۔ کام معمولی تھا۔ مگر اس میں خطرہ تھا کیونکہ اس کے پیچھے آنے والے مجرم مجھے کرسٹا سمجھ کر کسی بھی وقت مجھے نقصان پہنچا سکتے تھے مگر چونکہ میری مالی حالت بہت خراب تھی اور میں اس دنیا میں بالکل اکیلی تھی اس لئے میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی۔ چنانچہ وہ مجھے یہاں لے آئی۔ اس فلیٹ میں میری ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ مجھے بس سارا دن اپنی اصلی صورت میں یہاں رہنا پڑتا ہے۔ دو چار دن یا اس سے زیادہ دن گزار کر کرسٹا یہاں آتی ہے اور مجھ پر اپنا میک اپ کر کے اور خود پر میرا میک اپ کر کے باہر چلی جاتی ہے۔ اس نے مجھے میک اپ صاف کرنے کا فن سکھا رکھا ہے۔ جب وہ خود کو محفوظ سمجھتی ہے تو وہ مجھے فون کر کے بتا دیتی ہے اور میں اپنی اصلی شکل میں آ جاتی ہوں۔'' ـــــــ اس لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا چار گھنٹے پہلے بھی کرسٹا یہاں آئی تھی۔'' ـــــــ عمران

نے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں اس کے میک اپ میں نظر آ رہی ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ اسے شک ہے کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ جس سے بچنے کے لئے وہ یہاں آئی ہے۔ اس نے مجھے سختی سے کہا تھا کہ میں کسی کے لئے بھی دروازہ نہ کھولوں۔ مگر میں نے اپنے بوائے فرینڈ کو یہاں بلا رکھا تھا جو مجھے کرسٹا کے نام سے ہی جانتا ہے۔ میں سمجھی کہ دروازے پر وہی ہوگا۔ مگر۔'' ـــــــ ایملی کہتے کہتے خاموش ہوگئی۔

''ہونہہ۔ تو اسے میرے تعاقب کا علم ہو گیا تھا۔ اسی لئے وہ یہاں آ کر مجھے ڈاج دے کر نکل گئی ہے۔'' ـــــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ اس کا تعاقب کر رہے تھے۔'' ـــــــ ایملی نے ایک بار پھر خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بہرحال یہ بتاؤ۔ کرسٹا تمہیں کہاں ملی تھی۔'' ـــــــ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

''جورڈن پارک میں۔ میں جورڈن پارک کے ایک خالی بنچ پر بیٹھی اپنی بدقسمتی پر رو رہی تھی کہ وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے میرے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے اپنی بدقسمتی کی تمام داستان سنا دی جس پر شاید اسے مجھ پر ترس آ گیا تھا۔'' ـــــــ ایملی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے بارے میں اور کیا جانتی ہو۔" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید کرسٹا کے ڈاج دینے پر وہ دل ہی دل میں تلملا رہا تھا کہ ایک معمولی لڑکی اسے اس طرح ڈاج دے کر نکل سکتی ہے۔ لیکن وہ جسے ایک معمولی لڑکی سمجھ رہا تھا۔ اب اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ کس قدر چالاک اور شاطر لڑکی تھی جس نے اس کے تعاقب کو چیک کر لیا تھا۔

"نہیں۔ اس نے اپنے بارے میں مجھے کبھی کچھ نہیں بتایا۔" ایملی نے کہا۔

"کیا وہ یہاں ہمیشہ اکیلی آتی تھی۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"فلیٹ میں تو وہ اکیلی ہی آتی ہے۔ البتہ اس کے ساتھ کبھی کبھی ایک آدمی آتا ہے جو باہر ہی رک جاتا ہے۔" ـــــ ایملی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کون ہے وہ آدمی۔ کیا تم اسے جانتی ہو۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کرسٹا سے کبھی اس کا نام نہیں پوچھا اور نہ ہی اس نے کبھی خود بتایا تھا۔" ـــــ ایملی نے کہا۔

"اس آدمی کا حلیہ کیا ہے۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔ تو ایملی اسے حلیہ بتانے لگی۔ پھر وہ یکلخت چونک پڑی۔

"اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے یاد آ گیا۔ میں اس آدمی کو جانتی

ہوں۔ اس کا نام کیورس ہے۔ ایک دن کرسٹا اندرونی کمرے میں میک اپ کر رہی تھی اور میں دروازے کے پاس آئی تو میں نے اس آدمی کو سیل فون پر کسی سے باتیں کرتے سنا تھا۔ وہ اپنا نام کیورس بتا رہا تھا۔" ـــــ ایملی نے کہا۔

"اور کیا بات کی تھی اس نے۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ وہ دو گھنٹوں سے پہلے کراس کلب نہیں آ سکتا۔ اسے آنے میں خاصا وقت لگے گا۔ وہ جنرل باتیں کر رہا تھا اس لئے میں نے زیادہ نہیں سنا تھا۔" ـــــ ایملی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ سچ کہا ہے اس لئے وعدے کے مطابق میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ مگر یاد رکھنا۔ اگر تم نے کرسٹا یا کسی اور کو میرے یا میرے ساتھی کے بارے میں بتایا تو تمہارا حشر بے حد بھیانک ہو گا۔" ـــــ عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"ن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔" ـــــ ایملی نے جلدی سے کہا۔

"اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ آؤ فارک۔" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔

"بڑی چالاک لڑکی نکلی وہ۔ آپ کو بھی ڈاج دے گئی۔" باہر آ کر صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھ سے بھول ہو گئی۔ اسے فلیٹ میں جاتے دیکھ کر میں مطمئن ہو کر واپس آ گیا تھا۔ اگر میں کچھ دیر رک جاتا تو وہ اس طرح مجھے ڈاج دے کر نہیں نکل سکتی تھی۔" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن۔ اس لڑکی کے ساتھ اس کا یہ عجیب و غریب چکر کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ کے خیال میں وہ یہ سب کیوں کرتی ہو گی۔" ——— صفدر نے کہا۔

"وہ بلیک کنگ کے لئے کام کرتی ہے۔ بلیک کنگ کی طرح اس کے گروپ بھی خفیہ رہتے ہیں۔ مختلف کارروائیوں میں اس طرح ان کا روپ بدلنا اور دوسروں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھنا ایک سادہ سا طریقہ ہے۔" ——— عمران نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا یہ لڑکی اپنی زبان بند رکھے گی۔" ——— صفدر نے کہا۔

"معصوم سی لڑکی ہے۔ میرا نہیں خیال کہ وہ اپنی زبان کھول کر کرسٹا کے ہاتھوں مرنا پسند کرے گی۔" ——— عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب شاید ہمیں کراس کلب چلنا ہو گا۔" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ جس کیورس کے بارے میں ایملی نے بتایا ہے۔ وہ کوئی اہم آدمی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایملی نے اسے عموماً کرسٹا کے ساتھ دیکھا تھا اور کرسٹا جس پراسرار انداز کی لڑکی معلوم ہو رہی

ہے۔ اس سے واضح ہے کہ وہ بہرحال بلیک کنگ کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتی ہے۔ اگر ہم کیورس تک پہنچ گئے تو اس سے ہمیں کرسٹا کا پتہ چل جائے گا اور کرسٹا سے شاید ہمیں بلیک کنگ کا کوئی کلیو مل جائے۔ ورنہ جس طرح وہ سات پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ ہم آسانی سے اس تک پہنچ سکیں۔" عمران نے کہا۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں۔" ——— عمران کی بات سن کر صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس میں حیرانی والی کون سی بات ہے۔ بلیک کنگ نام کا ہی نہیں سچ مچ کنگ ہے۔ ورنہ گریٹ لینڈ کی ایجنسیاں جو اپنے کاموں سے پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ دلدلوں میں رہنے والے کیڑوں کا بھی کھوج نکال لیتی ہیں۔ وہ اگر اس بلیک کنگ کے بارے میں کچھ نہیں جان سکے تو کیا ہم آسانی سے اس تک پہنچ جائیں گے۔" ——— عمران نے کہا اور عمارت سے باہر آ کر اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی روکی اور پھر وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔

"کراس کلب۔" ——— عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ گریٹ لینڈ میں کلبوں، باروں اور گیم ہاؤسز کی کوئی کمی نہ تھی اور بیرون ملک سے آنے والے عموماً انہی جگہوں کا رخ کرتے تھے۔ اس لئے وہاں کے ٹیکسی

ڈرائیور ایسی جگہوں کے بارے میں بخوبی آگاہ تھے۔

تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ کراس کلب کے کمپاؤنڈ میں تھے۔ ٹیکسی سے اتر کر عمران نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

"کیا یہاں سے کیورس کے بارے میں آسانی سے پتہ چل جائے گا"۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"دیکھو۔ یہ تو اندر جا کر ہی پتہ چلے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ کلب کے بڑے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں زیر زمین دنیا کے افراد کے ساتھ ساتھ انتہائی معزز طبقے کے افراد بھی نظر آ رہے تھے۔ عمران دائیں طرف ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ایک ویٹر ان کے سروں پر آ موجود ہوا۔

"کیا تم پانچ ہزار فرانک کمانا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"اوہ۔ ضرور۔ کام کیا ہے"۔۔۔۔۔ ویٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف چند معلومات درکار ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر آپ سامنے جا کر دائیں طرف راہداری میں مڑ جائیں۔ وہاں واش روم ہے۔ آپ وہیں چلے جائیں۔ میں کچھ

ہی دیر میں آپ کو وہاں آ کر ملتا ہوں"۔۔۔۔۔ ویٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے جانے کے چند منٹ بعد عمران اور صفدر اٹھے اور ہال سے گزرتے ہوئے اس راہداری میں آ گئے جس کے بارے میں ویٹر نے انہیں بتایا تھا۔ سامنے واقعی ایک جدید اور صاف ستھرا واش روم تھا۔ وہ دونوں دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں ویٹر ان کے پاس پہنچ گیا۔ اسے دیکھ کر عمران نے بڑے نوٹ نکال کر ہاتھ میں لے لئے۔

"کیورس کے بارے میں کیا جانتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے نوٹ اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ۔ تو آپ باس کیورس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔ ویٹر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات سے پتہ لگ رہا ہے کہ وہ اس کلب کا مالک ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور نوٹ اس کے آگے کر دیئے۔

"ہاں۔ وہ اس کلب کا مالک ہے۔ اس کا کام قتل و غارت، غنڈہ گردی اور بدمعاشی ہے۔ اس کے سامنے سٹیٹ کی پولیس بھی دم نہیں مار سکتی"۔۔۔۔۔ ویٹر نے عمران کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا۔

"بیٹھتا کہاں ہے وہ"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ یہاں بہت کم ملتا ہے"۔۔۔۔۔ ویٹر نے کہا۔

"پھر کہاں مل سکتا ہے وہ۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"اس کی یہاں سے کچھ دور رہائش گاہ ہے۔ وہ وہیں رہتا ہے اور اسی جگہ اس نے اپنا دفتر بنا رکھا ہے۔ مگر آپ دونوں وہاں جانے کی حماقت ہرگز نہ کرنا۔" ـــــ ویٹر نے کہا۔

"کیوں۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"اس کی رہائش گاہ میں مسلح افراد رہتے ہیں۔ جو انتہائی سفاک، بے رحم اور خوفناک درندے ہیں اور اندر آنے والے کو ایک لمحے میں گولی مار دیتے ہیں۔" ـــــ ویٹر نے کہا۔

"اس کا پتہ بتاؤ۔" ـــــ عمران نے ایک اور نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو اس نے نوٹ جھپٹ کر انہیں کیورس کی رہائش گاہ کا پتہ بتایا اور پھر وہاں سے کھسک گیا۔ عمران اور صفدر چند لمحے وہیں رکے رہے۔ پھر واپس ہال میں آ گئے اور پھر وہ ہال میں رکے بغیر باہر نکل گئے۔ ایک بار پھر ٹیکسی میں سوار ہو کر وہ اس پتے کی طرف روانہ ہو گئے جو انہیں ویٹر نے بتایا تھا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے رفتار ہلکی کی اور پھر اس نے ٹیکسی ایک بڑی گلی میں موڑ دی۔ کچھ آگے جا کر اس نے ٹیکسی روک دی۔ عمران اور صفدر نیچے آ گئے۔ عمران نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا اور پھر وہ اس گلی میں آگے بڑھنے لگے۔ کافی آگے جا کر وہ ایک اور گلی میں مڑے اور ایک بڑے سے مکان کے سامنے جا کر رک گئے۔

صفدر نے عمران کے اشارے پر دروازے کے ساتھ لگی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی تو دور کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور چہرے پر بے شمار پرانے زخموں کے نشانوں والا غنڈہ دکھائی دیا۔ اس کی بیلٹ میں ہولسٹر لٹک رہا تھا جس میں بھاری دستے والا ریوالور صاف نظر آ رہا تھا۔

"راستہ چھوڑو۔ ہمیں کیورس سے ملنا ہے۔" ـــــ عمران نے اچانک اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا اور بھاری بھرکم غنڈہ عمران کا دھکا کھا کر لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران تیزی سے اندر آ گیا۔ عمران کے اس اقدام پر صفدر چونک پڑا تھا مگر اس نے عمران کے ساتھ اندر آنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اور اندر آتے ہی صفدر نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ غنڈے کا چہرہ عمران کی اس حرکت پر بگڑ گیا تھا۔ اس نے غصیلے انداز میں اپنے ریوالور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے یکلخت جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر اس پر فائر جھونک دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس غنڈے کے عین دل میں اترتی چلی گئی۔ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکلی اور وہ الٹ کر گر پڑا۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ تھا جو ادھ کھلا تھا۔ صفدر اور عمران بجلی کی سی تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھے۔ صفدر نے بھی جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازے پر زور دار ٹھوکر ماری۔ دروازہ زور دار دھماکے سے کھل گیا۔ اور پھر کمرہ سائلنسر لگے ریوالوروں کی ٹھک ٹھک کی مخصوص آوازوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ کمرے میں پانچ آدمی کرسیوں پر بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ عمران اور صفدر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ان پر فائر کھول دیا تھا۔ جس سے ان میں سے کسی کو بھی کچھ سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا اور وہ کرسیوں سے نیچے گر کر بری طرح سے تڑپ رہے تھے۔ ان میں سے چار تو فوراً ساکت ہو گئے جبکہ ایک بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر ایڑی رکھ کر اسے موڑ دیا جس سے اس غنڈے کا چہرہ بگڑ کر مسخ ہو گیا۔

"کیورس کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ۔" ـــــ عمران نے اس کی گردن پر دباؤ ڈالتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ اپنے دفتر میں ہے۔" ـــــ اس آدمی نے خرخراتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹایا اور ریوالور اس کے سر سے لگا کر اس پر جھک گیا۔

"کہاں ہے اس کا دفتر۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا۔" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ نیچے تہہ خانے میں ہے۔" ـــــ اس نے کہا۔

"تہہ خانے میں جانے کا راستہ بتاؤ۔" ـــــ عمران نے

غراتے ہوئے کہا تو اس نے اسے تہہ خانے میں جانے کے راستے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

"اب اپنا نام بتاؤ۔ جلدی۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"مم۔ میرا نام زارگن ہے۔ ٹی زارگن۔" ـــــ اس نے کہا۔ اسی لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بھی ساکت ہوتا چلا گیا۔ عمران نے نام پوچھتے ہی اس کے سر میں گولی مار دی تھی۔ پھر عمران نے سیدھے ہو کر صفدر کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے ایک دروازہ کھول کر ایک راہداری میں آ گئے۔ راہداری میں بھی دو غنڈے موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں دیکھ کر چونکتے عمران اور صفدر کے ریوالوروں سے نکلی ہوئی گولیوں نے انہیں وہیں ڈھیر کر دیا۔ وہ راہداری سے گزر کر دائیں طرف مڑے تو انہیں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔ وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ تہہ خانہ خالی تھا۔

شمالی دیوار کے پاس عمران کو دیوار پر ایک انٹر کام لگا دکھائی دیا۔ اس انٹر کام کے بارے میں اسے اس ٹی زارگن نامی غنڈے نے بتا دیا تھا۔ عمران نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کیا اور رسیور کان سے لگا لیا۔

"یس۔" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"ٹی زارگن بول رہا ہوں باس۔"۔۔۔ عمران نے منہ سے ٹی زارگن کی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

"کیوں کال کی ہے۔ کیا بات ہے۔"۔۔۔ دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔

"مادام کرسٹا کا ایک آدمی آیا ہے۔ وہ مادام کا کوئی پیغام لایا ہے اور آپ سے فوراً ملنا چاہتا ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مادام کرسٹا۔ اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ کیا نام ہے اس کا۔"۔۔۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔

"اس کا نام گراہم ہے باس۔ یہیں میرے پاس کھڑا ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بات کراؤ اس سے۔"۔۔۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"لیس باس۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہیلو۔ جناب میں گراہم بول رہا ہوں۔ مجھے مادام کرسٹا نے اہم پیغام دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میرے پاس آپ کے لئے ایک پیکٹ بھی ہے۔"۔۔۔ چند لمحوں بعد عمران نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"تم اس خفیہ جگہ تک کیسے پہنچ گئے۔"۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے آپ کو بتایا تو ہے۔ مجھے مادام کرسٹا نے بھیجا ہے۔

آپ فوراً مجھ سے مل لیں۔ مجھے واپس بھی جانا ہے۔"۔۔۔ عمران نے جیسے ناگوار لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے سر ہلا کر رسیور رکھ دیا۔

"تم سیڑھیوں کی طرف چلے جاؤ۔ میں اسے خود سنبھال لوں گا۔ تمہیں دیکھ کر وہ کہیں مشکوک ہی نہ ہو جائے۔"۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلا کر فوراً سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد جنوبی دیوار سے سرر کی آواز سنائی دی اور پھر دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کسرتی اور ٹھوس جسم کا آدمی باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اس کے چہرے پر وحشت ہی وحشت دکھائی دے رہی تھی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں تنگ پیشانی اور سیاہ چہرے والا وہ بے حد سفاک، بے رحم اور انتہائی شیطان صفت دکھائی دے رہا تھا۔ یہ کیورس تھا۔ جیسے ہی وہ دیوار کے اس طرف آیا عمران اس پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ پڑا۔ کیورس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر عمران نے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک کر ایک زوردار مکا اس کی کنپٹی پر مار دیا۔ جس سے کیورس کا جسم عمران کے ہاتھوں میں ہی ڈھیلا پڑ گیا۔

"صفدر۔ آ جاؤ۔"۔۔۔ عمران نے صفدر کو آواز دیتے ہوئے

کہا تو صفدر سیڑھیوں سے نیچے آ گیا۔

''یہ کیورس ہے۔'' ـــــ صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسے اٹھا کر اوپر لے آؤ۔'' ـــــ عمران نے کہا تو صفدر نے ریوالور جیب میں رکھا اور عمران کے بازوؤں سے کیورس کو پکڑ لیا۔ عمران مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر نے بھاری بھرکم کیورس کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لادا اور اسے لے کر عمران کے پیچھے چلنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر آئے اور پھر وہ بے ہوش کیورس کو لے کر ایک ایسے کمرے میں آ گئے جو سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ صفدر نے کیورس کو ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

''تم نے باہر کا دروازہ تو بند کر دیا تھا نا۔'' ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ بند کر دیا تھا۔'' ـــــ صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کہیں سے کوئی رسی ڈھونڈ لاؤ۔'' ـــــ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلا کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں باریک مگر مضبوط رسی کا بنڈل تھا۔ اس نے عمران کے کہنے پر رسی سے کیورس کو اسی کرسی پر باندھنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد کیورس کرسی سے جکڑا جا چکا تھا۔

''اب اس کی پیشانی کے درمیانی حصے میں ہک مارو تاکہ اسے

ہوش آ جائے۔'' ـــــ عمران نے کہا تو صفدر نے کیورس کا سر اٹھا کر اوپر کیا اور ایک انگلی کا ہک بنا کر اس نے اس کی پیشانی کے عین درمیان میں مار دیا۔ ہک لگتے ہی بے ہوش کیورس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔

''ایک اور۔'' ـــــ عمران نے کیورس کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوتے دیکھ کر کہا تو صفدر نے ایک اور ہک مار دیا۔ اس بار کیورس کا جسم پہلے سے زیادہ زور سے لرزا اور اس کے منہ سے کراہ کی آواز نکلی اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ مگر اس کی آنکھوں میں ابھی شعور کی چمک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر صفدر ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران آگے بڑھا تو اچانک کیورس کی آنکھوں میں شعور کی چمک آ گئی۔

''تت۔ تت۔ تم۔ کون ہو تم۔ اور یہ۔ یہ سب کیا ہے۔'' کیورس نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار کہا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

''تمہارا نام کیورس ہے۔'' ـــــ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں کیورس ہوں۔ مگر تم۔ تم کون ہو اور میرے ساتھی۔ اور۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔'' ـــــ کیورس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہارے تمام ساتھی ہلاک کر دیئے ہیں۔ ان کی لاشیں دوسرے کمرے میں پڑی ہیں۔ اور ہمارے بارے میں تم جان کر کیا کرو گے۔ ہم تم سے صرف چند باتیں معلوم کرنے آئے ہیں۔ وہ ہمیں بتا دو تو ہم واپس چلے جائیں گے۔"—— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا چاہتے ہو تم۔"—— کیورس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بلیک کنگ کہاں ہے۔ اور اس کی اصلیت کیا ہے۔"—— عمران نے کہا۔

"بلیک کنگ۔ اوہ۔ مگر۔ میں بلیک کنگ کے بارے میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ وہ تو۔"—— کیورس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ کیورس۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا تعلق بلیک کنگ سے ہے۔ تم مادام کرسٹا کے لئے کام کرتے ہو اور مادام کرسٹا بلیک کنگ کی خاص منظور نظر ہے۔"—— عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کرسٹا جانتی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ بلیک کنگ کون ہے۔"—— کیورس نے کہا۔

"کہاں ہے وہ۔"—— عمران نے پوچھا۔

"وہ ایک بہت بڑی اور انٹرنیشنل سینڈیکیٹ کی چیف ہے۔ جسے کوئین سینڈیکیٹ کہا جاتا ہے۔ مگر وہ کہاں رہتی ہے یہ میں بھی

نہیں جانتا۔"—— کیورس نے جواب دیا۔

"تم اس سے کس طرح رابطہ کرتے ہو۔"—— عمران نے پوچھا۔

"فون پر یا پھر ٹرانسمیٹر پر۔"—— کیورس نے کہا۔

"کہاں ہے ٹرانسمیٹر۔"—— عمران نے کہا۔

"وہ سامنے الماری موجود ہے۔ اس میں ایک خفیہ خانہ ہے۔ اس میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔"—— کیورس نے کہا۔

"فارک۔"—— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر تیزی سے شمالی دیوار کے کونے میں پڑی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ ایک بڑا اور جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لے کر واپس آ گیا۔ کیورس جس اطمینان سے عمران کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔ شاید وہ عمران کے انداز سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اور عمران نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس نے اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

"اس کی فریکوئنسی بتاؤ۔"—— عمران نے صفدر سے ٹرانسمیٹر لے کر ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا تو کیورس نے اسے فریکوئنسی بتا دی۔ عمران نے صفدر کو مخصوص اشارہ کیا تو صفدر سر ہلا کر فوراً کیورس کے عقب میں آ گیا اور اس نے کیورس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کا منہ مضبوطی سے بند کر دیا۔

عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

ٹرانسمیٹر پر فوراً چند بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔

''ہیلو۔ہیلو۔ کیورس کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے کیورس کی آواز میں مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔ اسے اپنی آواز میں باتیں کرتے دیکھ کر کیورس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''یس مادام کرسٹا اٹنڈنگ یو۔ اوور۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مادام۔ میں نے دو آدمیوں کو پکڑا ہے۔ وہ میرے کلب میں آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مجھے شک ہے کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے کیورس کے لہجے میں باتیں کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں وہ۔ اوور۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کرسٹا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ دونوں میرے سامنے بے ہوش پڑے ہیں۔ میرے آدمیوں نے ان کے بارے میں جب مجھے اطلاع دی تو میں خود وہاں پہنچ گیا اور میں نے انہیں نیڈل تھرو کرنے والی گن سے فوراً بے ہوش کر دیا تھا۔ اور اب میں انہیں لے کر اپنے اڈے پر آ گیا ہوں۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ مگر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ

سروس سے ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کرسٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کے چہرے اور قد کاٹھ ان جیسے ہی ہیں مادام۔ اور وہ میک اپ میں ہیں۔ میں نے ان کے میک اپ صاف کر دیئے ہیں۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ ان میں عمران کون ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''کیورس۔ ان دونوں کو فوراً میرے پاس بھجوا دو۔ میں خود ان سے سب کچھ پوچھ لوں گی۔ محتاط رہنا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ بے حد تیز ہیں۔ اوور۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کرسٹا نے کہا۔

''یس مادام۔ کہاں بھجواؤں۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''پتہ نوٹ کر لو۔ بنگلہ نمبر سات۔ فیورس کالونی۔ وہاں میرے آدمی موجود ہیں۔ تمہارے آدمی صرف تمہارا نام لیں گے اور میرے آدمی ان دونوں کو وصول کر لیں گے۔ اوور۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کرسٹا نے کہا۔

''یس مادام۔ میں انہیں ابھی بھیجنے کے انتظامات کرتا ہوں۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

''چھوڑ دو اسے۔''۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے کیورس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"تت۔ تم انسان ہو یا جادوگر۔ تم نے میری آواز کی نقل کیسے کر لی۔ اگر میں تمہیں اپنی آنکھوں سے بولتے نہ دیکھ لیتا تو میں کبھی مر کر بھی یقین نہ کرتا کہ کوئی میری اس قدر کامیاب نقل کر سکتا ہے۔ تم نے میری آواز میں مادام کرسٹا جیسی چالاک اور ہوشیار مادام کو بھی احساس تک نہیں ہونے دیا کہ تم کیورس نہیں بلکہ اس کی آواز میں کوئی اور بات کر رہے ہو۔" ــــــ کیورس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یہ مادام کرسٹا کی کال ہے۔ اس نے تصدیق کے لئے یہ کال کی ہے۔ اس کا منہ پھر بند کر دو۔" ــــــ عمران نے کہا تو صفدر نے ایک بار پھر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیئے۔

"لیس۔ کیورس دس اینڈ۔ اوور۔" ــــــ عمران نے کال اٹنڈ کرتے ہوئے کہا۔

"مادام کرسٹا بول رہی ہوں۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے مادام کرسٹا کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ لیس مادام۔ حکم۔ اوور۔" ــــــ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے اس کال کی توقع نہیں تھی۔ ورنہ مادام کرسٹا چونکی ہو سکتی تھی۔

"ان دونوں کو لے کر تم خود آؤ۔ میں کسی اور پر بھروسہ نہیں کرنا

چاہتی۔ اگر وہ دونوں واقعی عمران کے ساتھی ہیں تو ان سے ان کے باقی ساتھیوں کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ تم ایک کام کرو۔ احتیاط کے طور پر انہیں ڈبل ون کا انجکشن لگا دو تا کہ انہیں جلد ہوش نہ آ سکے۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے کرسٹا نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"لیس مادام۔ میں انہیں ڈبل ون کا انجکشن لگا کر خود آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ اوور۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"میرے آدمیوں کو بی کے کوڈ بتانا جواب میں وہ مادام کرسٹا کہیں گے۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے مادام کرسٹا نے کہا۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط معلوم ہو رہی تھی۔

"اوکے مادام۔ میں ایک گھنٹے میں ان دونوں کو لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور۔" ــــــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے صفدر کو اشارہ کیا تو صفدر کے ہاتھ حرکت میں آئے اور کڑک کی آواز کے ساتھ کیورس کی گردن کی ہڈی ٹوٹتی چلی گئی۔ صفدر نے زور دار جھٹکے سے ایک لمحے میں اس کی گردن توڑ دی تھی۔

"آپ کا اندھیرے میں چلایا ہوا کوئی تیر تو نشانے پر لگا۔ اور کچھ نہیں تو ہمیں مادام کرسٹا کے ٹھکانے کا تو پتہ چل ہی گیا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔" ____ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ کیورس بن کر دو آدمیوں کو مادام کرسٹا کے پاس لے جائیں گے۔" ____ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ مادام کرسٹا بلیک کنگ کے لئے کام کرتی ہے۔ اور وہ آسانی سے مطمئن ہونے والوں میں سے نہیں لگتی۔ جب تک ہم اس کے پاس پہنچیں گے۔ اس وقت تک اسے کیورس کی ہلاکت کی خبر مل جائے گی۔" ____ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر آپ نے اسے کال کیوں کی تھی۔ ہم اچانک وہاں پہنچ جاتے پھر جو ہوتا دیکھا جاتا۔" ____ صفدر نے کہا۔

"میں مادام کرسٹا کی آواز سننا چاہتا تھا۔ اس کی حیثیت کا بھی پتہ چلانا میرے لئے ضروری تھا تاکہ ہم یونہی ہواؤں میں ہاتھ پیر مارتے نہ رہ جاتے۔" ____ عمران نے کہا تو صفدر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا ہوٹل واپس چلیں۔" ____ صفدر نے کہا۔

"ہاں چلو۔" ____ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ وہاں سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ایک بڑے ہال نما کمرے کو نہایت خوبصورت آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ کمرے میں قیمتی صوفوں، کرسیوں کے ساتھ ساتھ فرش پر دبیز قالین بھی بچھا ہوا تھا۔ کھڑکیوں پر گہرے رنگ کے ریشمی پردے لہرا رہے تھے اور کمرے کی دیواریں قیمتی اور خوبصورت پینٹنگز سے سجی ہوئی تھیں۔ شمالی دیوار کے پاس ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک نہایت خوبصورت اور نوجوان لڑکی بیٹھی تھی۔

لڑکی کے بال سنہری تھے اور اس کی بڑی بڑی براؤن اور چمکدار آنکھوں میں بے پناہ ذہانت کی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ اس لڑکی نے براؤن رنگ کا نہایت قیمتی لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سامنے شراب کا جام پڑا ہوا تھا اور وہ جیسے گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی وقفے وقفے سے گلاس اٹھا کر اسے ہونٹوں سے لگاتے

ہوئے شراب کی چسکیاں لے رہی تھی۔ یہ بلیک کنگ کی دست راست مادام کرسٹا تھی۔ یہ اس کا ذاتی آفس تھا اور یہ آفس اس کے پرسنل زیرو کلب میں تھا۔ اچانک سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹس میں سے سبز رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مادام کرسٹا بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"لیں۔" ـــــ مادام کرسٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

"پاؤل بول رہا ہوں مادام۔" ـــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی اور مادام کرسٹا چونک پڑی۔

"اوہ پاؤل ۔ میں تمہیں ہی فون کرنے کا سوچ رہی تھی۔" مادام کرسٹا نے کہا۔

"لیں مادام۔ حکم۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ۔ تم نے کال کیوں کی ہے۔ کوئی خاص بات۔" مادام کرسٹا نے کہا۔

"مجھے جیوسٹن نے کہا تھا کہ میں آپ سے بات کرلوں۔ آپ مجھ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔" ـــــ پاؤل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے ہی جیوسٹن کو حکم دیا تھا کہ وہ تمہیں مجھ سے بات کرنے کے لئے کہے۔" ـــــ مادام کرسٹا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"حکم کریں مادام۔ میں سن رہا ہوں۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل نے کہا۔

"پاؤل۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے کیورس نے اپنے اڈے سے کال کی تھی۔ تم فوراً اس کے اڈے پر چلے جاؤ اور پتہ کرو کیا واقعی اس نے مجھے کال کی تھی۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"کیوں مادام۔ کیا آپ کو شک ہے کہ اس نے آپ کو کال نہیں کی تھی۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل نے کہا۔

"ہاں۔ وہ کال کیورس کی نہیں تھی۔ آواز تو بالکل کیورس سے ملتی جلتی تھی۔ مگر بات کرنے والا کوئی اور تھا۔ کیورس مجھے مادام کرسٹا کہہ کر مخاطب کرتا ہے جبکہ اب کال کرتے ہوئے کیورس مجھے صرف مادام کہہ رہا تھا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام۔ میں دیکھتا ہوں۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل کی آواز سنائی دی تو مادام کرسٹا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"وہ کیورس نہیں ہوسکتا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کیورس نہیں تھا۔ کیورس میرے سب سے زیادہ نزدیک ہے۔ وہ مجھے کبھی مادام۔ یا مادام کرسٹا نہیں کہتا۔ نہ ہی اس کا لہجہ میرے سامنے اس قدر مؤدبانہ ہوتا ہے۔ آخر کون ہوسکتا ہے وہ۔ اور اسے کیورس کے لہجے میں بات کرنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔" ـــــ مادام کرسٹا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور تقریباً پندرہ منٹ بعد اسی

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس۔" ـــــ مادام کرسٹا نے اسی لہجے میں کہا۔

"پاؤل بول رہا ہوں۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل کی آواز سنائی دی۔

"یس پاؤل۔ بولو۔" ـــــ مادام کرسٹا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام۔ ایک بری خبر ہے۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ جلدی بتاؤ۔" ـــــ مادام کرسٹا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام۔ کیورس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل کی آواز سنائی دی اور مادام کرسٹا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تفصیل بتاؤ۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"میں کیورس کے اڈے پر پہنچا تو مجھے پہلے کمرے میں کیورس کے ساتھی کی لاش دکھائی دی۔ اگلے کمرے میں بھی چاروں طرف لاشیں تھیں اور ایک کمرے میں کیورس کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس پر تشدد کیا گیا تھا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے پوچھا۔

"نہیں مادام۔ کیورس کے جسم پر تشدد کا کوئی نشان نہیں تھا۔"

دوسری طرف سے پاؤل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"قاتلوں کا کچھ معلوم ہوا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"نہیں مادام۔ قاتل یہاں اپنا کوئی بھی نشان چھوڑ کر نہیں گئے۔ بہرحال میں انکوائری کر رہا ہوں۔ جیسے ہی مجھے کچھ پتہ چلے گا۔ میں آپ کو کال کر دوں گا۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل نے کہا۔

"اوکے۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا اور ایک جھٹکے سے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب شدید تشویش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیورس کو کون ہلاک کر سکتا ہے۔" مادام کرسٹا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے لہجے میں واقعی پریشانی ٹپک رہی تھی۔ پھر جیسے اسے کوئی خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ سب عمران اور اس کے ساتھیوں نے تو نہیں کیا۔ عمران ہی ایک ایسا انسان ہے جو دوسروں کی آوازوں کی کامیاب نقل کر سکتا ہے۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔ اس نے اسی فون کا ریسیور اٹھایا جس پر پاؤل نے اس سے بات کی تھی۔ پھر وہ جلدی جلدی نمبر پریس کرنے لگی۔

"ڈارک کلب۔" ـــــ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

''مادام کرسٹا بول رہی ہوں ہاربر۔'' ــــــ مادام کرسٹا نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ ۔ یس مادام۔'' ــــــ دوسری طرف سے چونک کر مئودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کیا تمہارے آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہے ہیں۔'' ــــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

''یس مادام۔'' ــــــ دوسری طرف سے ہاربر نے کہا۔

''پھر کیا نتیجہ نکلا ہے۔ ان کے بارے میں اب تک پتہ کیوں نہیں چلایا تم نے۔'' ــــــ مادام کرسٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہم کوشش کر رہے ہیں مادام۔ مگر لگتا ہے وہ برونس میں موجود نہیں ہیں۔'' ــــــ دوسری طرف سے ہاربر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ برونس میں ہی موجود ہیں نانسنس۔ اور تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کی تلاش میں نہ جانے کہاں ٹکریں مار رہے ہو۔ سنو عمران اور اس کے ساتھیوں نے کیورس کے اڈے پر ریڈ کیا تھا اور کیورس سمیت اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔'' مادام کرسٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ کب کی بات ہے مادام۔'' ــــــ دوسری طرف سے ہاربر نے چونک کر کہا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے۔ میں نے پاؤل سے چیک کرایا ہے۔

اس کے اڈے پر اس کی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں موجود ہیں۔ اور سنو۔ کیورس کو ہلاک کرنے کے بعد اسی عمران نے مجھ سے کیورس بن کر بات کی تھی۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے قدو قامت جانتے ہو۔ میں نے انہیں ایک پتہ بتایا تھا۔ وہ پتہ میلارڈ کا ہے۔ تم فوراً میلارڈ کے پاس چلے جاؤ۔ اگر وہ لوگ اس طرف آئے تو ان میں سے کسی کو زندہ بچ کر واپس نہ جانے دینا۔'' ــــــ مادام کرسٹا نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ میں ابھی میلارڈ کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔'' دوسری طرف سے ہاربر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ وہاں نہ آئیں تو تم انہیں پورے شہر میں آنکھیں کھول کر تلاش کرو۔ مجھے ہر صورت ان کی لاشیں چاہئیں۔ چاہے اس کے لئے تمہیں پورا شہر ہی کیوں نہ اڑانا پڑے۔ سمجھے۔'' ــــــ مادام کرسٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں بہت جلد ان کی لاشیں آپ کو لا کر دکھا دوں گا۔'' ــــــ دوسری طرف سے ہاربر نے کہا اور مادام کرسٹا نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس کے بتائے ہوئے پتے پر جانے کی کوشش کی تو ہاربر اور میلارڈ اسے فوراً ہلاک کر دیں گے۔

کیورس کو ہلاک کرنے کے بعد عمران نے وہ ہوٹل بھی چھوڑ دیا تھا جس میں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے ان سب کو ایک پارک میں جانے کے لئے کہا تھا اور پھر وہ تقریباً تین گھنٹے دیر بعد واپس آیا تھا۔ پارک کے گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں اپنے ساتھیوں کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے ایک طرف بڑھ گیا۔ ایک ایک کر کے اس کے ساتھی پارک سے باہر آ گئے اور عمران کے ساتھ چلنے لگے۔

"کہاں گئے تھے۔ تم نے واپسی میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔" جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رہائش کا انتظام کرنے گیا تھا۔" ــــــ عمران نے کہا اور پھر وہ انہیں پیدل ہی لے کر ایک طرف چل پڑا۔ عمران اصل میں اپنے دوست ہارڈ مین کے پاس گیا تھا۔ ہارڈ مین اسے گریٹ لینڈ

میں دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ عمران نے چونکہ اس سے پاکیشیا سے بات کی تھی اس لئے ہارڈ مین سمجھ گیا کہ عمران یقیناً بلیک کنگ کے خلاف کام کرنے یہاں آیا ہے۔ اس نے عمران کا خیر مقدم کیا۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ وہ یہاں اکیلا نہیں آیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی ہیں۔ اس لئے وہ انہیں کسی ایسے خفیہ اڈے کا پتہ بتائے جس میں کار، اسلحہ میک اپ کا سامان، فون اور کھانے پینے کا سامان بھی ہو۔ جس پر ہارڈ مین نے اسے ایک کالونی کا پتہ بتاتے ہوئے اسے چند چابیاں بھی دے دی تھیں۔ عمران اس سے بات چیت کرنے کے بعد اس سے اجازت لے کر نکل آیا تھا۔ اب وہ اپنے ساتھیوں کو اس نئے ٹھکانے پر لے جا رہا تھا۔

"سب ایک دوسرے سے الگ ہو کر چلو۔ ہو سکتا ہے کہ بلیک کنگ کے آدمی چیکنگ کر رہے ہوں۔" ــــــ عمران نے کہا تو اس کے ساتھی سر ہلا کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ اور عمران آگے آگے چلنے لگا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے تک مختلف علاقوں میں گھومتے ہوئے وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے۔ یہ نو تعمیر شدہ کالونی تھی۔ جہاں کوٹھیوں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی۔ وہاں خالی پلاٹوں کی تعداد زیادہ تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ عمران دو تین گلیاں گھوم کر ایک فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ پر آ کر رک گیا۔ گیٹ پر تالا لگا تھا۔ عمران

نے تالا کھول کر گیٹ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس نے گیٹ کھلا چھوڑ دیا تھا تاکہ اس کے ساتھیوں کو آنے میں مسئلہ نہ ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی ایک ایک کر کے اندر آ گئے۔ رہائش گاہ میں واقعی ان کی ضرورت کا تقریباً تمام سامان موجود تھا۔

''بڑی شاندار رہائش گاہ ہے۔'' ــــــ جولیا نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ہے نا۔ پھر کیا خیال ہے۔ یہاں مستقل رہائش کا بندوبست نہ کر لیں۔'' ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مستقل رہائش۔ کیا مطلب۔'' ــــــ جولیا نے چونک کر کہا۔

''ارے۔ یہاں کھانے پینے کا بھی وافر سامان موجود ہے۔ کار بھی ہے۔ ضرورت کی ہر چیز کے ساتھ میرے ہونے والے بچوں کے ماموں، چاچو اور خالو بھی تو موجود ہیں۔'' ــــــ عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے جبکہ عمران کی بات سن کر تنویر نے حسب عادت منہ بنا لیا۔

''اپنا منہ دھو رکھو۔'' ــــــ جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

''تم ایک بار ہامی تو بھر کر دیکھو۔ میں منہ تو کیا نہا بھی لوں گا۔'' ــــــ عمران نے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ اور بتاؤ یہ سب کہاں سے حاصل کیا ہے۔'' ــــــ جولیا نے کہا تو عمران نے انہیں ہارڈ مین کے

بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ وہ سب سٹنگ روم میں آ چکے تھے اور صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔ ابھی ان کی بات چیت جاری تھی کہ اچانک درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سب چونک پڑے۔

''ہارڈ مین کی کال ہو گی۔'' ــــــ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔'' ــــــ عمران نے جان بوجھ کر بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہارڈ مین بول رہا ہوں۔'' ــــــ دوسری طرف سے ہارڈ مین کی آواز سنائی دی۔

''میں کسی ہارڈ مین کو نہیں جانتا۔ ہاں اگر تم سافٹ مین بن جاؤ تو تم سے بات کی جا سکتی ہے۔'' ــــــ عمران نے اصلی آواز میں کہا۔

''تمہارے لئے تو میں سافٹ مین ہی ہوں۔ میں نے تم سے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ اگر تمہیں یہ جگہ پسند نہیں آتی تو میں کسی دوسری رہائش گاہ کا بھی بندوبست کر سکتا ہوں۔'' دوسری طرف سے ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پسند ہے۔ بڑے بھائی دل و جان سے پسند ہے۔ باراتی بھی موجود ہیں۔ بس ایک عدد نکاح خواں کی ضرورت ہے۔'' عمران نے جولیا کو دیکھتے ہوئے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا اور

جولیا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔" ___ دوسری طرف سے ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے تمہیں جواب ہی جواب ہے پیارے۔" عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بہرحال کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو فوراً مجھے کال کر لینا۔" ___ دوسری طرف سے ہارڈ مین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"او کے۔" ___ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے ہارڈ مین نے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔" ___ اس سے پہلے کہ جولیا یا تنویر اس سے کچھ کہتے کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر سنجیدگی سے کہا اور عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ صفدر بول پڑا۔

"یہ تو کنفرم ہو چکا ہے کہ مادام کرسٹا، بلیک کنگ کے لئے کام کرتی ہے۔ اب مسئلہ اس تک پہنچنے کا ہے۔ اگر ہم اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو بلیک کنگ کو ایک بار تو ہمارے سامنے آنا ہی پڑے گا۔ آپ کا کیا خیال ہے عمران صاحب۔ مادام کرسٹا ہمیں کہاں مل سکتی ہے۔" ___ صفدر نے کہا۔

"دیکھتا ہوں۔ شاید میری کسی جیب میں پڑی ہو۔" ___ عمران نے اپنی جیبوں میں ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں طنز تھا جسے محسوس کر کے صفدر کے چہرے پر قدرے شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"صفدر کی بات غلط نہیں ہے۔ آخر ہمیں مادام کرسٹا کو تلاش تو کرنا ہی پڑے گا۔" ___ جولیا نے صفدر کو شرمندہ ہوتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"میں نے اس لئے یہ رہائش گاہ حاصل کی ہے کہ ہم یہاں اطمینان سے بیٹھ کر کوئی ایسا لائحہ عمل سوچ سکیں جس سے ہمارا مسئلہ جلد سے جلد حل ہو سکے۔" ___ عمران نے کہا۔

"صفدر بتا رہا تھا کہ آپ نے کیورس کی آواز میں جب مادام کرسٹا سے بات کی تھی تو اس نے ایک پتہ بتایا تھا کیا وہ پتہ مادام کرسٹا کا نہیں تھا۔" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے بتایا تھا کہ وہاں اس کے ساتھی ہیں۔ وہ خود نہ جانے کہاں ہے۔" ___ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سوچو کوئی لائحہ عمل۔ ریڈی میڈ کھوپڑی تو صرف تمہارے پاس ہی ہے۔" ___ تنویر نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

"کھوپڑی کے ساتھ ساتھ میرے پاس ریڈی میڈ ملبوسات کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ کہو تو۔" ___ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اور تنویر کا رنگ بدل گیا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اس مادام کرسٹا کو اغوا کر لینا چاہیے۔ اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بلیک کنگ کون ہے اور ہمیں کہاں مل سکتا ہے۔“ ـــــ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ شاید اس سے بہتر صورت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔“ جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”مگر پہلے یہ تو معلوم ہو کہ وہ ہمیں ملے گی کہاں۔“ ـــــ صفدر نے کہا۔

”آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں عمران صاحب۔“ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں کیا کہوں۔ یہاں ایک سے بڑھ کر ایک ذہین آدمی موجود ہے۔ خود ہی فیصلہ کر لو۔“ ـــــ عمران نے کہا۔

”کیوں۔ کیا تم کچھ نہیں بتا سکتے۔ اگر ایسی بات ہے تو یہاں کس لئے آئے ہو۔“ ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تو ہارڈ مین سے ملنے اور یہاں زندگی کے چند دن آرام سے گزارنے کے لئے آیا ہوں۔“ ـــــ عمران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے آپ کے ذہن میں پہلے سے ہی کوئی لائحہ عمل موجود ہے۔ اسی لئے آپ اتنے اطمینان سے بیٹھے ہیں۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آرام سے کہاں بیٹھا ہوں۔ میں تو بڑی مشکلوں سے بیٹھا تم سب کے اپنے اپنے کمروں میں جانے کا انتظار کر رہا ہوں۔ تا کہ

تمہارے جانے کے بعد میں آرام سے اور لمبی تان کر سو سکوں۔“ عمران نے کہا۔

”پھر وہی بکواس شروع کر دی تم نے۔“ ـــــ جولیا نے جل کر کہا۔

”کرسٹا، بلیک کنگ کی دست راست ہے اور بلیک کنگ نے اسے سوچ سمجھ کر ہی اختیارات دے رکھے ہوں گے۔ وہ کوئی عام مجرمہ نہیں جو آسانی سے ہمارے ہاتھ آ جائے گی۔ اور ابھی تو یہ بھی کنفرم نہیں ہے کہ مادام کرسٹا بھی بلیک کنگ کو ذاتی طور پر جانتی ہے یا نہیں۔“ ـــــ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم ہی بتاؤ۔ ہمیں کیا کرنا ہے۔“ ـــــ جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”تم سب میک اپ بدل لو۔ میں ہارڈ مین سے بات کرتا ہوں۔ وہ شاید مادام کرسٹا کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔ اس کے پاس مخبری کا وسیع نیٹ ورک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مادام کرسٹا کے بارے میں ہمیں ضرور کچھ نہ کچھ بتا دے گا یا وہ ہمیں کسی ایسے آدمی کا پتہ تو ضرور بتا دے گا جس کے ذریعے ہم مادام کرسٹا تک پہنچ سکیں۔“ ـــــ عمران نے کہا۔

”ایسی بات ہے تو تم یہ بات اس سے اس وقت بھی پوچھ سکتے تھے جب تم اس سے ملنے گئے تھے۔“ ـــــ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"اس وقت مجھے تمہارا خیال آ رہا تھا کہ تم سڑکوں پر نجانے کہاں کہاں آوارہ گردی کرتی پھر رہی ہو گی۔ تمہارے لئے رہائش گاہ کا حصول بھی تو ضروری تھا۔" ـــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ اس نے تو خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ٹھیکہ تم لے لو۔ میں نے تمہیں کب منع کیا ہے۔ تم ویسے بھی ڈیشنگ ایجنٹ ہو۔ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ مشین گن اٹھا کر باہر نکل جاؤ، کلبوں باروں اور گیم ہاؤسز میں جا کر دھما چوکڑی مچا دو اور ایک ایک کو مارتے ہوئے مادام کرسٹا کے بارے میں پوچھو۔ ان میں سے کوئی تو اللہ کا نیک بندہ ہو گا جو تمہیں اس کے بارے میں کچھ بتا دے گا۔" ـــــ عمران نے جواباً طنزیہ لہجے میں کہا تو تنویر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ ہارڈ مین سے بات کریں۔ تب تک ہم اپنے لباس اور میک اپ بدل لیتے ہیں۔" ـــــ صفدر نے جلدی سے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہوئے اور پھر وہ کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی مادام کرسٹا نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔" ـــــ مادام کرسٹا نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"پاؤل بول رہا ہوں مادام۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے۔" ـــــ دوسری طرف سے پاؤل کی آواز سنائی دی تو مادام کرسٹا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔" ـــــ مادام کرسٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ ہم نے سب سے پہلے شہر کے ٹیکسی ڈرائیوروں سے بات چیت کر کے انہیں چیک کیا تھا۔ برومن کے تمام ہوٹل اور پرائیویٹ رہائش گاہیں بھی چیک کر لی گئی تھیں۔ مگر ان کا کہیں کچھ

پتہ نہیں چل رہا تھا۔ پھر میں اور میرے ساتھیوں نے مختلف علاقوں کا دورہ کرنا شروع کر دیا۔ ہمارے پاس ان کے حلیے تو نہیں تھے مگر ہم ان کے قدوقامت والے اور خاص طور پر ایک عورت اور چار مردوں پر خصوصی توجہ دے رہے تھے۔ پھر میرے ایک آدمی نے نیشنل پارک میں ایک آدمی کو مخصوص انداز میں اشارہ کرتے دیکھا تو پارک سے تین مرد اور ایک عورت نکل کر اس کے ساتھ چل پڑے مگر وہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ۔ ان میں سے ایک آدمی کو میرے ایک اور ساتھی نے ہارڈ کلب میں بھی دیکھا تھا۔" ـــــــ دوسری طرف سے پاؤل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے آدمیوں نے چیک نہیں کیا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔" ـــــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"نہیں مادام۔ میرا ساتھی اکیلا تھا اور میں نے آپ کو بتایا ہے کہ وہ سب الگ الگ اور اجنبیوں کی طرح جا رہے تھے۔ پھر ایک آدمی کے پیچھے جاتے ہوئے میرے ساتھی نے اسے بھی کھو دیا تھا۔" ـــــــ دوسری طرف سے پاؤل نے کہا تو مادام کرسٹا نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔ اگر تمہارا آدمی اس کا تعاقب ہی نہیں کر سکا تھا تو پھر تم نے یہ کس بنیاد پر کہا کہ تمہیں ان کا سراغ مل گیا ہے۔" مادام کرسٹا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں ہارڈ مین کا خیال آیا تھا مادام۔ ان میں سے ایک آدمی خصوصی طور پر اس سے ملنے کیوں گیا تھا۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہارڈ مین جرائم پیشہ ہونے کے ساتھ ساتھ مخبری کرنے کا بھی دھندہ کرتا ہے اور اس نے پورے یورپ میں معلومات حاصل کرنا ایک وسیع نیٹ ورک پھیلا رکھا ہے۔ اور مادام میں نے اس کے بارے میں انکوائری کی تو مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے کچھ دن پہلے پاکیشیا میں کسی پرنس آف ڈھمپ سے بات بھی کی تھی۔ اس کی پرسنل سیکرٹری نے کال رسیو کر کے ہارڈ مین سے اس کی بات کرائی تھی اور مادام پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بھی عمران ہی استعمال کرتا ہے۔" ـــــــ دوسری طرف سے پاؤل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وہ یقیناً عمران ہی ہو گا اور اپنی مدد کے لئے ہارڈ مین سے رابطہ کر سکتا ہے۔ کیا تم اسے کسی طرح سے چیک کر سکتے ہو۔" ـــــــ مادام کرسٹا نے چونکتے ہوئے اور تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ مگر اس کے لئے ہمیں ڈائریکٹ ہارڈ مین کو اٹھانا پڑے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔" ـــــــ پاؤل نے کہا۔

"کہاں سے بول رہے ہو تم۔" ـــــــ مادام کرسٹا نے پوچھا۔

"ایگل کلب سے۔" ـــــــ دوسری طرف سے پاؤل نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں خود آ رہی ہوں۔ اس ہارڈ مین کے لئے مجھے تمہارے ساتھ خود جانا ہوگا۔ وہ انتہائی اثر و رسوخ والا انسان ہے۔ اس کے اچانک غائب ہونے سے شہر میں بھونچال آ جائے گا۔ مگر جو بھی ہوگا میں خود سنبھال لوں گی۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے کہا۔

"یس مادام۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پاؤل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنے ساتھ مزید کچھ ساتھی لے لینا۔ ہمیں کسی بھی وقت ان کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے کہا۔

"یس مادام۔ آپ آ جائیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پاؤل نے کہا اور مادام کرسٹا نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

فون بند کر کے وہ اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک ملحقہ کمرے میں چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد جب وہ اس کمرے سے نکلی تو نہ صرف اس کا لباس بدلا ہوا تھا بلکہ اس نے اپنا میک اپ بھی بدل لیا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں ایگل کلب کی طرف جا رہی تھی۔

پندرہ منٹ سفر کے بعد وہ ایگل کلب کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے تھوڑا آگے کار روکی اور پھر کار کی کھڑکی سے ہاتھ نکال کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ یہ اشارہ

پاؤل کے لئے تھا کہ وہ سمجھ جائے کہ یہ مادام کرسٹا ہی ہے۔ چند لمحوں بعد کلب کے احاطے سے ایک شخص نکل کر تیز تیز چلتا ہوا کار کی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ درمیانے قد اور ٹھوس جسم کا مالک پاؤل تھا۔

"مادام۔"۔۔۔۔ اس نے کار کے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کہاں ہیں تمہارے ساتھی۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے کہا۔

"میں بلاتا ہوں انہیں۔"۔۔۔۔ پاؤل نے کہا اور پھر اس نے سر پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا تو عمارت سے تین لمبے تڑنگے آدمی باہر آ گئے۔ پھر پاؤل مادام کی سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ تینوں لمبے تڑنگے آدمی جو اسلحے سے لیس نظر آ رہے تھے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے اور مادام کرسٹا نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیا تم ہارڈ مین کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتے ہو۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے پاؤل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مادام۔"۔۔۔۔ پاؤل نے کہا اور پھر اس نے مادام کرسٹا کو ہارڈ مین کی رہائش گاہ کا پتہ بتانا شروع کر دیا۔

"ہمیں اس کی رہائش گاہ میں جا کر پہلے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کس وقت گھر آتا ہے۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے کہا۔

"یس مادام۔"۔۔۔۔ پاؤل نے اپنی عادت کے مطابق اثبات

میں سر ہلا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کون رہتا ہے اس کی رہائش گاہ میں۔" ——— مادام کرسٹا نے پوچھا۔

"اس کی ایک بوڑھی ماں ہے مادام۔ وہ چند ملازمین کے ساتھ رہتی ہے۔ ہارڈ مین اکیلا ہے۔ وہ اپنے بزنس میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے آج تک شادی نہیں کی۔" ——— پاؤل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ پھر اس کی بوڑھی ماں ہمارے کام آئے گی۔" مادام کرسٹا نے کہا۔

"یس مادام۔ اگر ہم اس کی بوڑھی ماں کو قابو میں کر لیں تو اس کے بلانے پر ہارڈ مین فوری گھر آ جائے گا۔" ——— پاؤل نے کہا تو مادام کرسٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے کی مسلسل مسافت کے بعد کار ایک کالونی میں داخل ہو گئی۔ کالونی بڑی بڑی کوٹھیوں اور بنگلوں پر مشتمل تھی۔

"اس کی رہائش گاہ کے باہر پہرہ تو نہیں ہے۔" ——— مادام کرسٹا نے کہا۔

"نہیں مادام۔ وہ ایسے بکھیڑوں کا عادی نہیں ہے۔ اسے خود پر بہت زیادہ اعتماد ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس جیسی حیثیت رکھنے والے انسان پر آسانی سے کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔" ——— پاؤل نے کہا۔

"خاصی معلومات اکٹھی کر رکھیں ہیں تم نے اس کے بارے میں۔ بہرحال کس طرف جانا ہے۔" ——— مادام کرسٹا نے کہا اور پاؤل اسے راستہ بتانے لگا۔ پھر پاؤل نے اسے کار ایک شاندار اور بہت بڑی کوٹھی کے قریب روکنے کے لئے کہا تو مادام کرسٹا نے کار روک دی۔

"آپ رکیں۔ میں کسی کو باہر بلا کر بات کرتا ہوں۔" پاؤل نے کہا تو مادام کرسٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پاؤل کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور گیٹ کی طرف جا کر اس نے سائیڈ پر لگی ہوئی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا جو شکل و صورت اور لباس سے ملازم معلوم ہو رہا تھا۔

"مسٹر نارسن سے ملنا ہے۔" ——— پاؤل نے اس ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہارڈ مین کا اصل نام نارسن تھا۔ اس لئے اس نے اس کا اصل نام ہی لینا مناسب سمجھا تھا۔

"وہ تو نہیں ہیں۔" ——— ادھیڑ عمر ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ ابھی واپس نہیں آئے۔ انہوں نے تو ہمیں خود اپنی رہائش گاہ میں بلایا تھا۔" ——— پاؤل نے پریشان ہونے والے انداز میں کہا۔

"کیا انہوں نے آپ کو رہائش گاہ پر بلایا تھا۔" ——— ادھیڑ

عمر آدمی نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ان کی والدہ صاحبہ تو ہیں نا۔'' ـــــــ پاؤل نے کہا۔

''ہاں۔ مگر۔'' ـــــــ ملازم نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''وہ بھی ہمیں جانتی ہیں۔ ان سے کہو کہ ایکریمیا سے مارتھی آئی ہے۔'' ـــــــ پاؤل نے کہا تو ملازم سر ہلاتے ہوئے واپس مڑا ہی تھا کہ پاؤل تیزی سے اس کے پیچھے اندر لپکا اور ملازم کی اندر سے چیخ سنائی دی۔ مادام کرسٹا سمجھ گئی کہ پاؤل نے اپنا کام کر دکھایا ہے اور اب وہ اندر باقی ملازموں کو کور کر کے آئے گا۔ پھر تقریباً پانچ منٹوں بعد پھاٹک کھلا اور پاؤل کی شکل نظر آئی۔

''مادام۔ میں نے تمام ملازموں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہارڈ مین کی بوڑھی ماں کو البتہ میں نے صرف بے ہوش کیا ہے۔ وہ ملازم کی چیخ سن کر باہر آ گئی تھی۔'' ـــــــ پاؤل نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی مادام کرسٹا کے قریب آ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے مادام کرسٹا نے کار آگے بڑھا دی۔ کار پھاٹک کے اندر جا کر رک گئی تو عقب میں پاؤل نے فوراً گیٹ بند کر دیا۔ کار رکتے ہی مادام کرسٹا اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تینوں مسلح آدمی فوراً کار سے اتر آئے۔ سامنے برآمدے میں چار افراد اور ایک بوڑھی عورت فرش پر پڑے تھے۔ ان کے اردگرد خون کے تالاب نظر آ رہے تھے۔ پاؤل نے انہیں سائلنسر لگے ریوالور سے ہلاک کیا تھا کیونکہ باہر کسی نے بھی فائرنگ کی آوازیں نہیں سنی تھیں۔ ملازموں کے جسموں پر گولیوں

کے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ ہارڈ مین کی ماں ہے۔'' ـــــــ پاؤل نے بوڑھی عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مادام کرسٹا کو بتایا۔

''اسے اٹھا کر اندر لے چلو۔ اور باقی لوگ یہ لاشیں اٹھا کر یہاں سے خون صاف کر دیں۔'' ـــــــ مادام کرسٹا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

پاؤل نے بوڑھی عورت کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے عمارت کے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اور اس نے اسے ایک بڑے کمرے میں لے جا کر ایک صوفے پر لٹا دیا۔ مادام کرسٹا بھی اس کے پیچھے اندر آ گئی تھی۔

''کہیں سے رسی لے آؤ۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ فارغ ہو کر ادھر ادھر چھپ جائیں تاکہ ہارڈ مین اچانک آئے تو اسے کور کیا جا سکے۔'' ـــــــ مادام کرسٹا نے کہا تو پاؤل سر ہلا کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑی سی رسی تھی۔

''اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دو۔'' ـــــــ مادام کرسٹا نے کہا تو پاؤل نے اثبات میں سر ہلا کر بوڑھی عورت کو ایک کرسی پر بٹھایا اور اسے کرسی سے باندھنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں بوڑھی عورت بری طرح سے بندھ چکی تھی۔

''ہوش میں لاؤ اسے۔'' ـــــــ مادام کرسٹا نے کہا تو پاؤل

آگے بڑھا اور اس نے جیب سے ایک لمبے منہ والی چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اسے بوڑھی عورت کی ناک سے لگا دیا۔ دوسرے لمحے عورت کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس نے ایک زور دار چھینک ماری اور آنکھیں کھول دیں۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر پاؤل پیچھے ہٹ گیا اور اس نے شیشی کا ڈھکن بند کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم لوگ۔'' ـــــ بوڑھی عورت نے حیرت اور خوف کے ملے جلے لہجے میں بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے اس کے سامنے آ کر اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''رو۔ روزی۔ روزی بلومر۔'' ـــــ بوڑھی عورت نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھو روزی۔ میں جانتی ہوں کہ تم ایک گھریلو اور سیدھی سادی عورت ہو۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتی کہ میں تمہاری بوڑھی ہڈیوں کو توڑ کر تمہیں اپاہج بنا دوں۔ ہمیں تمہارے بیٹے نارمن سے ایک ضروری کام ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اس وقت وہ اپنے دفتر میں ہوگا۔ تم اسے فون کرو اور جیسے بھی ہو اسے فوراً گھر آنے کا کہو۔ اور سنو۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے یا چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو تمہاری موت

بے حد اذیت ناک ہو گی۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے پاؤل کی طرف ہاتھ بڑھایا تو پاؤل نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے ایک سائلنسر لگا ریوالور نکال کر مادام کرسٹا کو دے دیا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم میرے بیٹے کو مارنا چاہتی ہو۔ کیوں۔ اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔'' ـــــ بوڑھی عورت نے نہایت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ کب کہا ہے کہ میں اسے یہاں ہلاک کرنے آئی ہوں۔ مجھے اس سے علیحدگی میں ضروری باتیں کرنی ہیں۔ بلاؤ اسے۔ اگر تم نے اسے نہ بلایا تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے سخت لہجے میں کہا۔

''مم۔ مگر تم ہو کون۔ اور اس طرح یہاں کیوں آئی ہو۔ میرے بیٹے سے کیا کام ہے تمہیں۔'' ـــــ بوڑھی عورت نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کرسٹا کچھ کہتی اچانک کمرے میں ایک طرف پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مادام کرسٹا کے ساتھ ساتھ بوڑھی عورت اور پاؤل بھی چونک پڑا۔

''اس کے منہ پر ہاتھ رکھو۔ شاید ہارڈمین کی کال ہو۔ میں سنتی ہوں۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

''مادام۔ اگر آپ مجھے اس سے بات کرنے دیں تو میں اسے

یہاں بلا لوں گا۔ وہ میرا پرانا دوست ہے۔'' ـــــ پاول نے کہا تو مادام کرسٹا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پاول تیز تیز چلتا ہوا فون کی طرف بڑھ گیا اور مادام کرسٹا نے بوڑھی عورت کے عقب میں آ کر فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

''ہیلو۔'' ـــــ پاول نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ کس کی آواز ہے۔ ڈیوڈ۔ جیرم اور سائم کہاں ہیں۔'' ـــــ دوسری طرف سے چونکتی ہوئی آواز سنائی دی اور آواز سن کر پاول کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے پہچان لیا تھا دوسری طرف سے واقعی ہارڈ مین بول رہا تھا۔

''اوہ۔ ہارڈ مین اچھا ہوا تم نے فون کر لیا۔ میں پاول بول رہا ہوں۔ میں تمہیں ہی کال کرنے والا تھا۔ میں تم سے ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ تمہیں یاد ہو گا تم نے مجھ سے پہلی ملاقات اپنی اس رہائش گاہ میں ہی کی تھی۔ یہاں تمہاری رہائش گاہ کی حالت بہت بری ہے۔ تمہاری بوڑھی ماں اور پانچ ملازم یہاں بے ہوش پڑے ہیں۔ میں کافی دیر گیٹ کے باہر کال بیل بجاتا رہا۔ جب کافی دیر کسی نے دروازہ نہ کھولا تو میں نے بے خیالی میں دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے کے پاس ایک ادھیڑ عمر آدمی گرا پڑا تھا۔ اسے دیکھ کر میں چونک پڑا اور میں فوراً اندر آ گیا اور پھر مجھے دو آدمی برآمدے اور باقی ایک کمرے میں پڑے دکھائی

دیئے۔ وہ سب بے ہوش تھے اور تمہاری والدہ سٹنگ روم میں بے ہوش تھیں۔'' ـــــ پاول نے فوراً بات بناتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔'' ـــــ دوسری طرف سے ہارڈ مین کی حیرت اور خوف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں یہ سب دیکھ کر خود بے حد پریشان ہوں۔ اسی لئے تو میں تمہارے دفتر میں تمہیں فون کرنے لگا تھا کہ تمہارا فون آ گیا۔ تم خود آ کر دیکھ لو۔ یہاں عجیب سی بو پھیلی ہوئی ہے۔ لگتا ہے جیسے یہاں گیس فائر کی گئی ہے۔'' ـــــ پاول نے پوری کہانی گھڑ کر بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مگر ایسا کون کر سکتا ہے۔'' ـــــ دوسری طرف سے ہارڈ مین کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں۔'' ـــــ پاول نے جیسے بے چارگی سے کہا۔

''اچھا تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔'' ـــــ ہارڈ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پاول نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''گڈ۔ تم نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''اب وہ فوراً یہاں بھاگا چلا آئے گا۔''۔۔۔۔۔ پاؤل نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ مادام کرسٹا نے روزی بلومر کے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور بوڑھی روز بلومر کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

''تم اپنے اصلی روپ میں گیٹ کے باہر چلے جاؤ۔ اپنے ساتھیوں کو تیار رکھنا۔ جیسے ہی وہ آئے اسے فوراً قابو کر لینا۔'' مادام کرسٹا نے کہا تو پاؤل نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''**مادام کرسٹا** بے حد خطرناک لڑکی ہے عمران۔ اس کا ایک سینڈیکیٹ ہے۔ میں اس سینڈیکیٹ کا نام تو نہیں جانتا مگر سب جانتے ہیں کہ مادام کرسٹا کا سینڈیکیٹ بے حد فعال، خطرناک اور انتہائی طاقتور ہے۔ میں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ اس کے بھی ایک دو کام میں نے کئے تھے۔ اس لئے وہ مجھ پر بے پناہ اعتماد کرتی ہے۔''۔۔۔۔۔ ہارڈ مین نے عمران سے مخاطب ہو کر نہایت سنجیدگی سے کہا۔ وہ عمران کے ساتھ سٹنگ روم میں موجود تھا۔ اس کے ساتھی بھی وہیں تھے۔ عمران کی کال پر وہ فوراً کوٹھی میں آ گیا تھا۔ جب عمران نے اس سے مادام کرسٹا کے بارے میں پوچھا تو اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ سنجیدگی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''تمہاری بات سن کر تو لگتا ہے۔ جیسے تم اس سے ڈرتے ہو۔''

عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ یہاں مادام کرسٹا کی بھی ایک حیثیت ہے۔ اس کے ایک اشارے پر بڑی سے بڑی جرائم پیشہ تنظیمیں حرکت میں آ سکتی ہیں۔" ـــــ ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بات تو وہی ہوئی کہ تم اس سے ڈرتے ہو۔" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کہہ کر میری توہین نہ کرو۔ تم بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔" ہارڈ مین نے کہا۔

"کیا جانتے ہو اس کے بارے میں۔" ـــــ عمران نے اسی کے انداز میں کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ وہ ایک بہت بڑی سینڈیکیٹ کی کوئین ہے۔ معصوم صورت اور سیدھی سادی نظر آنے والی اس لڑکی کی بہت اوپر تک پہنچ ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اسے ایک بڑی سرکاری ایجنسی کی سرپرستی حاصل ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ اسے گولڈن راڈ کے چیف ڈیکوزی کے ساتھ بھی دیکھا گیا ہے۔ اور چیف ڈیکوزی کی گولڈن راڈ ایجنسی اس ملک کی سب سے بڑی اور فعال ایجنسی سمجھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ چیف ڈیکوزی کے اس ملک کے وزیر اعظم تک سے مراسم ہیں اور شاید ہی کوئی ایسا کام ہو جو اس کی نظروں سے چھپا ہوا ہو۔ وہ بے حد باخبر اور انتہائی خطرناک انسان

ہے۔ مادام کرسٹا پر اس کی وجہ سے آج تک کسی نے ہاتھ نہیں ڈالا۔ یہاں تک کہ مادام کرسٹا کو میک اپ میں اکثر چیف ڈیکوزی کے سرکاری دفتر میں بھی آتے جاتے دیکھا گیا ہے۔" ـــــ ہارڈ مین نے کہا۔

"چیف ڈیکوزی۔ یہ چیف ڈیکوزی وہی تو نہیں جو چند سال قبل گریٹ لینڈ کی ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ تھا۔ اور پھر اس سے ایک اہم سرکاری فائل کے غائب ہونے پر اس کا کورٹ مارشل کر کے اسے معطل کر دیا گیا تھا۔" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ وہی ہے۔ اس نے اپنے اثر و رسوخ سے یہ کیس ختم کرا لیا تھا اور پھر موجودہ دور کا جو وزیر اعظم ہے۔ چیف ڈیکوزی اس کا اہم آدمی ہے۔ اسی کی وجہ سے وہ آج گولڈن راڈ ایجنسی کا سربراہ بنا ہوا ہے۔" ـــــ ہارڈ مین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال۔ ہمیں چیف ڈیکوزی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ تم بتاؤ۔ اگر ہم مادام کرسٹا تک پہنچنا چاہیں تو تم اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہو۔" ـــــ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مادام کرسٹا کے بہت سے ٹھکانے ہیں۔ وہ بے حد چالاک عورت ہے اور اس نے اپنے بچنے کے کئی راستے بنا رکھے ہیں۔ چیف ڈیکوزی کا ساتھ ہونے کے باوجود وہ ہاتھ پیر بچا کر کام

کرنے کی عادی ہے۔ اس کے زیادہ ٹھکانوں کا تو مجھے علم نہیں ۔ ہاں۔ مگر ایک آدمی ہے جو میرے خیال میں اس کے ایک ٹھکانے کے بارے میں بتا سکتا ہے۔'' ـــــ ہارڈ مین نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کون ہے وہ۔'' ـــــ عمران نے پوچھا۔

''وہ میرا خاص آدمی ہے۔ جیرم۔ جو میری رہائش گاہ میں میری والدہ کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ رہائش گاہ میں ملازم بنا ہوا ہے تاکہ وہ خفیہ طور پر میری ماں کی حفاظت کر سکے۔ اس کے ہوتے ہوئے میں نے آج تک اپنی رہائش گاہ میں کسی سکیورٹی کا انتظام نہیں کیا۔ انتہائی بھروسے مند اور قابل آدمی ہے۔'' ـــــ ہارڈ مین نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اسے یہیں بلا لو۔ تمہاری رہائش گاہ میں جا کر اس سے بات کرنا مناسب نہیں ہوگا۔'' ـــــ عمران نے کہا تو ہارڈ مین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اپنی رہائش گاہ کے نمبر ملانے لگا۔

''ہیلو۔'' ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو ہارڈ مین بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے اس طرح اچھلتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ یہ کس کی آواز ہے۔ ڈیوڈ۔ جیرم اور سالم کہاں ہیں۔'' ـــــ ہارڈ مین نے انتہائی حیرت زدہ آواز میں تقریباً چیختے

ہوئے کہا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فوراً فون لاؤڈ کا بٹن پریس کر دیا۔

''اوہ۔ ہارڈ مین۔ اچھا ہوا تم نے فون کر لیا۔ میں پاول بول رہا ہوں۔ میں تمہیں ہی کال کرنے والا تھا۔ میں تم سے ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ تمہیں یاد ہوگا۔ تم نے مجھ سے پہلی ملاقات اپنی اسی رہائش گاہ میں ہی کی تھی۔ یہاں تمہاری رہائش گاہ کی حالت بہت بری ہے۔ تمہاری بوڑھی ماں اور پانچ ملازم یہاں بے ہوش پڑے ہیں۔ میں کافی دیر گیٹ کے باہر کال بیل بجاتا رہا۔ جب کافی دیر کسی نے دروازہ نہ کھولا تو میں نے بے خیالی میں دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے کے پاس ایک ادھیڑ عمر آدمی گرا پڑا تھا۔ اسے دیکھ کر میں چونک پڑا اور میں فوراً اندر آ گیا اور پھر مجھے دو آدمی برآمدے میں اور باقی ایک کمرے میں پڑے دکھائی دیئے۔ وہ سب بے ہوش تھے اور تمہاری والدہ سٹنگ روم میں بے ہوش تھیں۔'' ـــــ دوسری طرف سے تیز تیز بولتے ہوئے کہا گیا اور ہارڈ مین کا رنگ بدل گیا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی باتیں سن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی بدل گئے تھے۔

''کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔'' ـــــ ہارڈ مین نے حیرت اور خوف سے ملے جلے لہجے میں چیخ کر کہا۔

"میں یہ سب دیکھ کر خود بے حد پریشان ہوں۔ اسی لئے میں تمہارے دفتر میں تمہیں فون کرنے لگا تھا کہ تمہارا فون آ گیا۔ تم خود آ کر دیکھ لو۔ یہاں عجیب سی بو پھیلی ہوئی ہے۔ لگتا ہے جیسے یہاں گیس فائر کی گئی ہے۔" ——— دوسری طرف سے پاؤل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر ایسا کون کر سکتا ہے۔" ——— ہارڈ مین نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" ——— دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اچھا تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔" ——— ہارڈ مین نے کہا اور اس نے فوراً رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"رکو۔ کہاں جا رہے ہو۔" ——— عمران نے اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر کہا۔

"تم نے سنا نہیں۔ میری ماں بے ہوش ہے۔ اور۔ اور۔" ہارڈ مین نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر کسی خیال کے آنے پر وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اب کیا ہوا۔" ——— عمران نے کہا۔

"پاؤل۔ اوہ۔ یہ پاؤل میری رہائش گاہ میں کیا کر رہا ہے۔" ہارڈ مین کے منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔

"کون ہے یہ پاؤل۔ تم اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو۔"

عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پاؤل کافی عرصہ پہلے مجھے میری رہائش گاہ میں آ کر ملا تھا۔ وہ پہلے چھوٹے موٹے سینڈیکیٹ میں کام کرتا تھا۔ پھر میرے ایک جاننے والے نے اسے میرے پاس بھیج دیا تھا۔ ان دنوں میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ اس لئے وہ سیدھا میری رہائش گاہ میں آ گیا تھا۔ وہ میرے ساتھ کام کرنا چاہتا تھا۔ مگر مجھے اس کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ کئی بار جیل کی ہوا کھا چکا ہے اور وہ انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ کئی دوسری ایجنسیوں کی نظروں میں تھا۔ اسے ساتھ رکھنے کا مطلب تھا کہ میں خود کو کسی مصیبت میں ڈال لیتا۔ اس لئے میں نے اسے انکار کر دیا تھا۔ اور وہ مایوس ہو کر واپس چلا گیا تھا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اس نے ایک اور سینڈیکیٹ میں شمولیت اختیار کر لی۔ مگر پھر اس نے وہ سینڈیکیٹ بھی چھوڑ دیا۔ اور میرے مخبروں نے مجھے بتایا تھا کہ آج کل وہ مادام کرسٹا کے گروپ میں کام کر رہا ہے۔" ——— ہارڈ مین نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اگر وہ مادام کرسٹا کے لئے کام کر رہا ہے تو وہ تمہاری رہائش گاہ میں کیا کرنے گیا ہے۔" ——— عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔" ——— ہارڈ مین نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"گڑ بڑ معلوم ہوتی ہے۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"ایک منٹ رکو۔" ---- ہارڈ مین نے کہا اور پھر اس نے عمران کا جواب سنے بغیر ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور جلدی جلدی نمبر پریس کرنے لگا۔

"سمتھ بول رہا ہوں۔" ---- چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔ فون کا لاؤڈر چونکہ پہلے ہی آن تھا اس لئے عمران اور اس کے ساتھی بھی سن رہے تھے۔

"ہارڈ مین بول رہا ہوں۔" ---- ہارڈ مین نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ باس آپ۔ حکم باس۔" ---- دوسری طرف سے بولنے والے نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سمتھ تم فوراً سپیشل روم میں جاؤ۔ اور ایس ایس تھرٹی مشین آن کرو۔ فوراً۔ اس مشین سے تھرڈ ایونیو میں موجود میری رہائش گاہ کو چیک کرو۔ تم نے رہائش گاہ کے ایک ایک حصے کو دیکھنا ہے اور مجھے فوراً کال کر کے بتانا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔" ہارڈ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ بتائیں۔ میں آپ کو کہاں کال کروں۔" دوسری طرف سے سمتھ نے کہا تو ہارڈ مین نے اسے اپنا فون نمبر بتا

دیا۔ اور پھر اس نے ایک بار پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اور پریشانی کے عالم میں ہاتھ ملتے ہوئے ہونٹ چبانے لگا۔

"تو تم نے اپنی رہائش گاہ کو چیک کرنے کے لئے اپنے دفتر میں ایس ایس تھرٹی مشین لگا رکھی ہے۔" ---- عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے جیرم کے سوا وہاں حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کر رکھا۔ مگر میں جو کام کرتا ہوں میرے ہزاروں دشمن ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں اکثر اپنے دفتر سے رہائش گاہ چیک کرتا رہتا ہوں تاکہ خطرے کی صورت میں اور اپنی ماں کی حفاظت کے لئے میں کوئی فوری اقدام کر سکوں۔" ---- ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ وہاں کیسی گڑ بڑ ہو سکتی ہے۔" ---- جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا مس۔ وہاں اگر پاؤل نے کچھ کیا ہے تو پھر میں وہاں جا کر اس کا ایسا بھیانک حشر کروں گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک تڑپتی رہے گی۔" ---- عمران کی بجائے ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس پاؤل کی اتنی حیثیت ہے کہ وہ تم جیسے اثر و رسوخ والے انسان پر ہاتھ ڈال سکے۔" ---- عمران نے اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ پاؤل ایسا رسک نہیں لے سکتا۔ وہ میری پاور جانتا

ہے۔ یہ کام ضرور مادام کرسٹا کا ہے۔ اوہ۔ اوہ شاید مادام کرسٹا کو کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ میں در پردہ تمہاری مدد کر رہا ہوں۔ وہ شاید مجھ سے تم لوگوں کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔ اسی لئے وہ پاؤل کی مدد سے میری رہائش گاہ میں پہنچ گئی ہو گی۔'' ہارڈ مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ تم ہماری مدد کر رہے ہو۔'' ــــــ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''اس کے ساتھی پورے شہر میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پاگل کتوں کی طرح تلاش کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی تمہیں میک اپ کے باوجود پہچان گیا ہو اور اس نے تمہیں میرے کلب سے نکلتے دیکھ لیا ہو۔ اور مادام کرسٹا کو اطلاع دے دی ہو۔'' ہارڈ مین نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ممکن ہے۔'' ــــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ہارڈ مین نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''ہارڈ مین بول رہا ہوں۔'' ــــــ ہارڈ مین نے رسیور کان سے لگا کر تیز لہجے میں کہا۔

''سمتھ ہوں باس۔'' ــــــ دوسری طرف سے سمتھ کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ سمتھ چیک کیا تم نے۔'' ــــــ ہارڈ مین نے بے چینی

سے پوچھا۔

''یس باس۔ آپ کی رہائش گاہ میں تو قتل و غارت کی گئی ہے۔ ڈیوڈ، جیرم، سائم، میگراتھ کے ساتھ ساتھ شیفرڈ کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان سب کی لاشیں ایک کمرے میں پڑی ہیں۔ اور آپ کی والدہ سٹنگ روم میں ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی ہیں۔ وہ زندہ ہیں۔'' ــــــ دوسری طرف سے سمتھ کی آواز سنائی دی۔

''اور کون ہے وہاں۔'' ــــــ ہارڈ مین نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''آپ کی والدہ کے پاس ایک نوجوان لڑکی موجود ہے باس۔ اور رہائش گاہ کے اندر تین مسلح افراد مختلف جگہوں پر چھپے ہوئے ہیں اور ایک شخص کوٹھی کے باہر چھپا ہوا ہے۔'' ــــــ دوسری طرف سے سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس چار آدمی۔ تم نے اچھی طرح سے چیک کیا تھا۔ وہاں اور بھی لوگ ہو سکتے ہیں۔'' ــــــ ہارڈ مین نے کہا۔ اس کا چہرہ نفرت اور غصے سے بری طرح سے بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں خون کی سرخی سی نمودار ہو گئی تھی۔

''میں نے ایک ایک حصے کا جائزہ لے لیا ہے باس۔ ان چاروں اور اس لڑکی کے سوا وہاں اور کوئی نہیں ہے۔'' ــــــ دوسری طرف سے سمتھ نے کہا۔

"ان کی لوکیشنز بتاؤ۔ اور یہ بتاؤ کہ ان کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہے۔" ـــــ ہارڈ مین نے کہا تو سمتھ اسے ان چار آدمیوں کے بارے میں بتانے لگا کہ وہ عمارت کے کن کن حصوں میں چھپے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کس طرح کا اسلحہ ہے۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان پر مسلسل نظر رکھو۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔" ہارڈ مین نے کہا اور دوسری طرف کا جواب سنے بغیر اس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فوراً کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تم شاید اپنے ساتھ مسلح آدمیوں کو لے جانے کے لئے کال کر رہے ہو۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم نے فون کیوں کاٹ دیا۔" ـــــ ہارڈ مین نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہیں کہیں فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تمہارے ساتھ چلیں گے۔ وہاں صرف چار مسلح افراد ہیں اور ان چاروں کو میرے ساتھی سنبھال لیں گے۔" ـــــ عمران نے کہا تو ہارڈ مین نے اثبات میں سر ہلا کر رسیور رکھ دیا۔

"موقع اچھا ہے۔ اگر وہ مادام کرسٹا ہے تو اسے قابو کرنے کا اس سے اچھا موقع ہمیں اور نہیں مل سکتا۔" ـــــ تنویر نے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں فوراً ہارڈ مین کی رہائش گاہ کی طرف چل دینا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کرسٹا اپنا ارادہ بدل دے اور وہ

مسلح افراد کو وہاں چھوڑ کر خود نکل جائے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ چلو۔" ـــــ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور پھر وہ تیزی سے باہر نکلتے چلے گئے۔ عمران ہارڈ مین کے ساتھ اس کی کار میں بیٹھ گیا جبکہ صفدر نے دوسری کار نکال لی اور جولیا سمیت سب اس کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔

"تمہاری رہائش گاہ یہاں سے کتنی دور ہے۔ اور ہم کتنی دیر میں وہاں پہنچ جائیں گے۔" ـــــ عمران نے ہارڈ مین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"زیادہ دور نہیں ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔" ـــــ ہارڈ مین نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تم پریشان کیوں ہو رہے ہو۔" ـــــ عمران نے اس کے لہجے میں پریشانی محسوس کر کے کہا۔

"میں اپنی بوڑھی ماں کے لئے بہت پریشان ہوں عمران۔ وہ ایک سیدھی سادی خاتون ہیں۔ ایسے جھمیلوں سے اس کا کبھی واسطہ نہیں پڑا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر اس کرسٹا نے میری والدہ کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔" ـــــ ہارڈ مین نے اپنی پریشانی بتاتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ تمہاری والدہ کو کچھ نہیں ہوگا۔ مادام کرسٹا بے حد چالاک عورت ہے۔ وہ تم سے راز اگلوانے کے لئے تمہاری

ماں کو لازماً زندہ رکھے گی تاکہ تم اس کی موجودگی میں اسے اس کے مطلب کے جواب دے سکو۔'' ——— عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''مادام کرسٹا نے میری بوڑھی ماں کو یرغمال بنا کر میرے غضب کو للکارا ہے عمران۔ میں اس کی جب تک اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں نہیں اڑا دوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔'' ——— ہارڈ مین نے کہا۔ وہ کار باہر نکال لایا تھا اور کار سڑک پر آتے ہی نہایت تیز رفتاری سے دوڑنے لگی تھی۔ صفدر بھی اسی رفتار سے کار اس کے پیچھے لا رہا تھا۔

''تمہاری رہائش گاہ میں داخل ہونے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے۔'' ——— عمران نے ہارڈ مین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''خفیہ راستہ۔ اوہ۔ ہاں ہے۔ بالکل ہے۔'' ——— ہارڈ مین نے چونک کر کہا۔

''سمتھ نے تمہیں کرسٹا اور اس کے ساتھیوں کی جو لوکیشنز بتائی ہیں کیا ہم اس خفیہ راستے سے ان کی نظروں میں آئے بغیر ان تک پہنچ سکتے ہیں۔'' ——— عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے لئے ہمیں رہائش گاہ کے عقب میں جانا پڑے گا۔ وہاں میری ایک اور رہائش گاہ ہے جو خالی ہے۔ اس رہائش گاہ کے تہہ خانے میں جا کر ہم دوسری رہائش گاہ کے تہہ خانے میں پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں سے نکل کر ہم ان تک پہنچ

سکتے ہیں۔'' ——— ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔'' ——— عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مجھ سے ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی۔'' ——— اچانک ہارڈ مین نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''کیسی غلطی۔'' ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

''میں نے اپنی رہائش گاہ کے مختلف حصوں میں زیرو کریکرز لگا رکھے ہیں۔ جنہیں میرے دفتر سے کنٹرول کر کے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ اور ان زیرو کریکرز سے نکلنے والی گیس سے وہ سب آسانی سے بے ہوش ہو سکتے تھے۔ اگر میں سمتھ کو ہدایات دے دیتا تو ہم انہیں بے ہوش کر کے آسانی سے قابو میں کر سکتے تھے۔'' ——— ہارڈ مین نے کہا۔

''تمہاری والدہ کی عمر کیا ہے۔'' ——— عمران نے اس سے پوچھا۔

''لگ بھگ ساٹھ سال کی ہوں گی۔ کیوں۔'' ——— ہارڈ مین نے چونک کر کہا۔

''پھر اچھا کیا کہ تم نے زیرو کریکر کو بلاسٹ نہیں کرایا۔ زیرو کریکرز کی گیس سے صرف نوجوان ہی بے ہوش ہوتے ہیں۔ اس گیس کے زہریلے اثر سے پچاس سال سے اوپر کے آدمی کے ہلاک ہونے کا بھی خدشہ ہو سکتا ہے۔'' ——— عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر ہارڈ مین کا رنگ زرد ہو گیا۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔" ——— ہارڈ مین نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے سائنس میں ماسٹر ڈگری حاصل کر رکھی ہے اور یہ ڈگری میں نے جھک مار کر حاصل نہیں کی۔" ——— عمران نے کہا۔

"تھینک گاڈ۔ پھر تو واقعی اچھا ہوا کہ میں نے زیرو کریکرز آن نہیں کرائے۔ ورنہ میں اپنے ہی ہاتھوں اپنی ماں کی ہلاکت کا باعث بن جاتا۔ میں ان کریکرز کو فوری طور پر کوٹھی سے ہٹا دوں گا۔ اور اب مجھے اپنی کوٹھی کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ انتظام کرنا پڑے گا۔ آج میری ماں کو مادام کرسٹا نے ڈھال بنانے کی کوشش کی ہے۔ کل کوئی اور بھی ایسا کر سکتا ہے اور میں اپنی ماں کو کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے سوا میرا اس دنیا میں ہے ہی کون۔" ——— ہارڈ مین نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"بڑی دیر بعد خیال آیا ہے تمہیں۔ بہر حال دیر آئید درست آئید۔" ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔ ہارڈ مین کار اڑائے لئے جا رہا تھا اور پھر وہ مختلف سڑکوں اور راستوں سے ہوتا ہوا تھرڈ ایونیو میں آ گیا۔ چند گلیوں سے گزر کر اس نے ایک تنگ سی گلی میں کار روک دی۔ اس کے پیچھے صفدر نے بھی کار روکی اور پھر وہ سب کاروں سے باہر آ گئے۔

"وہ سامنے میری دوسری خالی رہائش گاہ ہے۔ جس کے تہہ خانے سے گزر کر ہم اپنی رہائش گاہ کی طرف جا سکتے ہیں۔" ہارڈ

مین نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔" ——— عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ پھر اس نے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو قریب بلایا۔

"سمتھ کے کہنے کے مطابق ایک مسلح آدمی کوٹھی کے باہر ایک درخت کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ دو آدمی اندر گیٹ کے اطراف میں ہیں اور ایک آدمی اوپر بالکونی میں ہے۔ تنویر تم باہر موجود آدمی کو کور کرو گے۔ صفدر تم بالکونی کی طرف جاؤ گے۔ تمہیں اس طرف جانے کا راستہ ہارڈ مین بتائے گا۔ کیپٹن شکیل تم اور جولیا دونوں گیٹ کی طرف جاؤ گے اور میں سٹنگ روم کی طرف جاؤں گا۔ جہاں مادام کرسٹا موجود ہے۔ سمجھ گئے تم سب۔" ——— عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"مادام کرسٹا میرا شکار ہے عمران۔ اسے میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔" ——— ہارڈ مین نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے اس سے ضروری معلومات حاصل کر لینے دو۔ پھر تم اس کے ٹکڑے کر کے ان کے تکے بنانا یا اس کا قیمہ کر کے کباب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر وہ ہارڈ مین کے ساتھ سامنے موجود ایک کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جبکہ تنویر پلٹ کر دوسری طرف چلا گیا تھا تاکہ وہ کوٹھی کے باہر موجود آدمی کو کور کر سکے۔ ہارڈ مین نے خالی کوٹھی کا سائیڈ والا

دروازہ کھولا اور وہ سب اندر آ گئے۔ ہارڈ مین انہیں مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک کمرے میں لے آیا۔ جسے ریسٹ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے میں لکڑی کی ایک بڑی سی الماری تھی۔ ہارڈ مین نے آگے بڑھ کر الماری کھولی اور پھر اس نے سائیڈ میں موجود ایک بٹن کو پریس کیا تو الماری کا اندرونی خانہ سرر کی تیز آواز کے ساتھ سائیڈ میں غائب ہو گیا۔ دوسری طرف اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

''آؤ۔''_____ہارڈ مین نے کہا تو وہ سب سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ ہارڈ مین انہیں سیڑھیاں اتار کر ایک اور کمرے میں لے آیا۔ جیسے ہی انہوں نے آخری سیڑھی سے نیچے قدم رکھا عقب میں سرر کی آواز کے ساتھ کھلا ہوا راستہ بند ہو گیا۔ ہارڈ مین کمرے میں موجود ایک اور الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کھول کر اس نے سائیڈ کا ایک بٹن دبایا تو الماری اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے سرر کی آواز سنائی دی اور الماری کے پیچھے نظر آنے والی دیوار میں دروازے جتنا خلا نمودار ہو گیا۔ وہ انہیں لے کر اس کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ دوسرے کمرے سے چھوٹا تھا۔ البتہ دائیں طرف اسی طرح سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ جس کے اوپر ایک اور دروازہ تھا۔

ہارڈ مین سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا۔ اور اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک ابھار پر ہاتھ پڑتے ہی اس نے اس

ابھار کو اندر دبایا تو دروازہ بغیر کسی آواز کے کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ دوسری طرف آ گئے۔ یہ ایک سٹور روم تھا جہاں کاٹھ کباڑ بکھرا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک اور دروازہ تھا۔ ہارڈ مین نے آگے جا کر دروازے سے کان لگا کر باہر کی سن گن لی اور پھر اس نے ہینڈل گھما کر نہایت آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک راہداری تھی جو دائیں بائیں جا رہی تھی۔

''عمران۔ تم دائیں طرف چلے جاؤ۔ آگے موڑ مڑتے ہی تمہیں ایک کمرہ نظر آئے گا۔ وہ سٹنگ روم ہے جہاں مادام کرسٹا میری بندھی ہوئی ماں کے ساتھ موجود ہے۔ احتیاط سے جانا مادام کرسٹا نے اگر تمہیں دیکھ لیا تو وہ میری ماں کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرے گی۔''_____ہارڈ مین نے عمران سے سرگوشیانہ انداز میں مخاطب ہو کر کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ تمہاری والدہ کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہے۔''_____عمران نے جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے۔''_____ہارڈ مین نے کہا اور پھر وہ دبے قدموں سٹور روم سے باہر آ گئے۔ ان سب نے اپنے سائلنسر لگے ریوالور نکال لئے تھے۔ عمران دبے قدموں احتیاط کے ساتھ دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ جولیا کیپٹن شکیل اور صفدر ہارڈ مین کے ہمراہ بائیں طرف چلے گئے۔ عمران قدم

اٹھاتا ہوا راہداری کے سرے تک چلا گیا۔ پھر وہ راہداری کے کنارے پر پہنچ کر رک گیا۔ اور دیوار کے ساتھ لگ کر دائیں طرف سے سن گن لینے لگا۔ اسی لمحے اسے دوسری طرف سے قدموں کی آواز سنائی دی۔ قدموں کی آوازوں سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ آنے والی کوئی عورت ہے۔ عمران نے ریوالور فوراً جیب میں رکھا اور چوکنا ہو گیا۔ شاید مادام کرسٹا اس طرف آ رہی تھی۔ عمران کی توجہ اس کے قدموں کی چاپ پر ہی مرکوز تھی۔ قدموں کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ پھر جیسے ہی لڑکی موڑ کے قریب پہنچی۔ عمران فوراً اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر وہ کسی بھوکے عقاب کی طرح اس لڑکی پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے لمحے لڑکی بری طرح سے چیختی ہوئی بائیں طرف دیوار سے ٹکرائی اور اچھل کر نیچے آ گری۔ عمران نے نیچے جھک کر قلابازی کھانے والے انداز میں اس کے گھٹنوں پر اپنے دونوں پیروں کی ضرب لگائی تھی۔ جس سے لڑکی یکلخت اچھل کر پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ اس سے پہلے کہ عمران اٹھتا لڑکی زمین پر گرتے ہی یوں اچھلی جیسے اس کا جسم ربڑ کا بنا ہوا ہو۔ اس نے الٹی قلابازی کھائی اور عمران سے قدرے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

''گڈ شو۔ خاصی تیز معلوم ہوتی ہو۔'' ـــــ عمران نے اس کی پھرتی کی داد دیتے ہوئے کہا۔

''کون ہو تم۔'' ـــــ لڑکی نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں زہریلی ناگن کی سی کاٹ تھی۔

''ایک انجانا مسافر۔ جو مادام کرسٹا کی تلاش میں صحراؤں سے گزرتا اور جنگلوں کی خاک چھانتا یہاں تک پہنچا ہے۔'' عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور مادام کرسٹا اس کے منہ سے اپنا نام سن کر بری طرح سے چونک پڑی۔

''مادام کرسٹا۔ کون مادام کرسٹا۔ میرا نام ڈورتھی ہے اور میں ٹارزن۔ میرا مطلب ہے ہارڈ مین کی رشتہ دار ہوں۔ جلدی بتاؤ۔ کون ہو تم اور یہاں کیسے آ گئے ہو۔ ورنہ میں شور مچا دوں گی۔ یہاں گن مین ہیں جو میرا شور سن کر فوراً آ جائیں گے اور پھر تمہاری یہاں گولیوں سے چھلنی لاش تڑپتی نظر آئے گی۔'' مادام کرسٹا نے کہا۔

''ارے۔ میں رہائش گاہ کے گن مینوں سے تو بچنے کے لئے دیواریں پھاند کر بڑی مشکلوں سے یہاں آیا ہوں۔ اور تم مجھے پھر انہی گن مینوں سے خوفزدہ کر رہی ہو۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''کس لئے آئے ہو۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم سے ملنے۔'' ـــــ عمران نے جواب دیا تو مادام کرسٹا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا جانتے ہو میرے بارے میں۔ کون ہوں میں۔" مادام کرسٹا نے مسلسل اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہی جس کے فراق میں راتوں کو میں چین کی نیند نہیں سو سکتا ہوں اور دن میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر جوتیاں گھساتا رہتا ہوں۔" عمران نے کہا تو مادام کرسٹا بے اختیار چونک پڑی۔

"عمران۔" ــــــ اس کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"بڑی کن کٹی بلی کی نظر ہے تمہاری۔ تم نے مجھے پہچان بھی لیا ہے۔" ــــــ عمران نے کنواری دلہنوں کی طرح شرماتے ہوئے کہا اور مادام کرسٹا کے ہونٹوں پر بے اختیار زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تو تم یہاں ہو۔" ــــــ اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں وہاں ہوں۔ تمہارے دل میں۔" ــــــ عمران نے اس کے دل کی طرف اشارہ کر کے بتیسی نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا جو تم یہاں آ گئے۔ میں یہاں تمہارے لئے ہی آئی تھی۔" ــــــ مادام کرسٹا نے جیسے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔" ــــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تو وہ تم ہی تھے جس نے کیورس کو ہلاک کیا تھا۔" ــــــ مادام کرسٹا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیورس۔ اوہ تو کیا کیورس تمہارا منظور نظر تھا۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے پسند کرتی تھی۔" ــــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"تم کیورس کو پسند کرتی تھیں۔ حیرت ہے۔ کیا یہ بات اسے معلوم ہے۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"اسے کسے۔ کس کی بات کر رہے ہو۔" ــــــ مادام کرسٹا نے چونک کر پوچھا۔

"ارے وہی۔ تمہارا بلیک کنگ۔" ــــــ عمران نے کہا تو بلیک کنگ کا نام سن کر مادام کرسٹا یکلخت چونک پڑی۔

"بلیک کنگ۔ کون بلیک کنگ۔ میں کسی بلیک کنگ کو نہیں جانتی۔" ــــــ اس نے خود کو سنبھال کر تیز لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ تم اس بلیک کنگ کو نہیں جانتی۔ جس کے ساتھ تمہارے دن کلرڈ اور راتیں بلیک ہوتی ہیں۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو۔" ــــــ مادام کرسٹا نے غرا کر کہا۔

"ارے نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا۔ ہلے بغیر میں بھلا حد سے کیسے بڑھ سکتا ہوں۔" ــــــ عمران نے کہا۔

اسی لمحے عمران نے کرسٹا کو حرکت کرتے دیکھا۔ پھر جس طرح

بجلی چمکتی ہے بالکل اسی طرح مادام کرسٹا اپنی جگہ سے اچھلی اور کسی گھومتے ہوئے سلنڈر کی طرح وہ عمران کی طرف آئی۔ عین آخری لمحے میں وہ کوئی بھی خطرناک داؤ استعمال کر سکتی تھی اور مقابل کو واقعی آخری لمحے تک یہ پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ اس طرح رولنگ پوزیشن میں آ کر وہ کون سا داؤ استعمال کرے گی۔ لیکن عمران ایسے خطرناک داؤ سے بچنے کا گر جانتا تھا۔ جیسے ہی مادام کرسٹا فضا میں اچھل کر اور رول ہوتی ہوئی اس کی طرف بڑھی عمران نے ایک قدم آگے بڑھایا اور پھر اس نے آکٹوپس کی طرح اپنے ایک بازو کو لہرایا اور اس کے ساتھ ہی رول ہوتی ہوئی مادام کرسٹا چیختی ہوئی فضا میں اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ عمران کے حرکت کرتے ہی وہ سائیڈ میں رول ہونے کے بجائے قلابازی کھانے کے انداز میں بجلی کی سی تیزی سے گھومتی ہوئی اوپر کو اٹھ رہی تھی اور پھر اوپر کو اٹھتی ہوئی مادام کرسٹا یکلخت اس طرح نیچے گری جیسے چٹان پہاڑی سے اچھل کر نیچے گرتی ہے۔ اور عمران نے یکلخت اچھل کر اپنا گھٹنا اوپر اٹھایا اور نیچے گرتی ہوئی مادام کرسٹا کی ریڑھ کی ہڈی اس کے گھٹنے کی زد میں آ گئی۔ دوسرے لمحے مادام کرسٹا کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی اور وہ نیچے گر کر بری طرح سے تڑپنے لگی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے اپنے جسم کو بل دیتے ہوئے اس کی کمر پر ایک اور ضرب لگا دی اور مادام کرسٹا یکلخت ساکت ہو گئی۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ جیسے بے پناہ تکلیف اور اذیت

سے بگڑ کر رہ گیا تھا۔

”بس۔ اتنا ہی دم خم تھا۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم کسی سینڈیکیٹ کی کوئین ہو۔ انتہائی ماہر لڑاکا اور خوفناک حد تک پھرتیلی۔ مگر تم تو میرے ایک معمولی سے داؤ سے ہی چیں بول گئی ہو“ ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ مگر مادام کرسٹا کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

جب مادام کرسٹا کی آنکھیں کھلیں تو اس نے خود کو ایک کرسی سے بندھا ہوا پایا۔ اسے رسی سے مضبوطی سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے سامنے پانچ مرد اور ایک لڑکی کھڑی تھی۔ ایک تو وہی نوجوان تھا جس نے اسے چند ہی لمحوں میں اپنے خطرناک داؤ میں لا کر بے بس کر دیا تھا۔ جبکہ ان میں ایک ہارڈ مین تھا جو اس کی جانب انتہائی نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھی اور کمرے میں سوائے اس کرسی کے اور کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ کرسی پر رسیوں سے جکڑی ہوئی تھی۔

"بڑی جلدی ہوش آ گیا ہے تمہیں۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہیں ہوش میں آنے میں کم سے کم پانچ چھ مہینے تو ضرور لگیں گے۔" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر

مادام کرسٹا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ حیران تھی کہ عمران نے اسے گرا کر جس طرح اس کی ریڑھ کی ہڈی پر گھٹنا مارا تھا اس سے تو اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ٹوٹ جانے چاہئیں تھے۔ مگر اسے اپنی کمر میں کسی قسم کی تکلیف کا کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ اسے کرسی کی پشت سے کمر لگا کر باندھا گیا تھا۔ یہ عمران کی مہارت کا کمال تھا۔ مادام کرسٹا کے بے ہوش ہوتے ہی وہ اسے اٹھا کر اس کمرے میں لے آیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی اور ہارڈ مین واپس آ گئے تھے۔ انہوں نے باہر موجود مادام کرسٹا کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ مادام کرسٹا کو دیکھ کر ہارڈ مین کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے ٹکڑے اڑا دے۔ مگر وہ عمران کی وجہ سے خاموش تھا۔ اس نے اپنی بوڑھی ماں کو رسیوں سے آزاد کر کے اسے اٹھا کر ایک کمرے کے آرام دہ بیڈ پر لٹا دیا تھا اور پھر وہ سب اس کمرے میں آ گئے تھے۔ جہاں عمران نے مادام کرسٹا کے لئے ایک سیدھی ٹیک والی کرسی منگوا کر اس کی کمر سیدھی کرتے ہوئے اسے مہارت سے باندھ دیا تھا۔ جس سے مادام کرسٹا کی کمر کرسی کی ٹیک سے لگ کر سیدھی ہو گئی تھی۔

"مجھے یہاں کیوں باندھا ہے۔ اور میرے ساتھی کہاں ہیں۔" ـــــ مادام کرسٹا نے جسم کو زور دار جھٹکا دے کر غصیلے لہجے میں کہا تو اچانک اس کے منہ سے دردناک چیخ نکل گئی۔ کمر میں اٹھنے والے شدید درد کی لہروں نے اس کا چہرہ مسخ کر دیا تھا۔

"ارے۔ ارے آرام سے۔ تمہاری نازک کمریا پہلے ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اس طرح حرکت کرو گی تو روح کی گہرائی تک تمہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا۔" ——— عمران نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تم۔ تم۔" ——— مادام کرسٹا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ یکلخت ہونے والی شدید تکلیف اس کے سارے جسم میں سرایت کر گئی تھی اور اس کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو گئی تھیں جیسے ابھی خون اگل دیں گی۔

"عمران۔ سنجیدہ ہو کر اس سے بات کرو۔" ——— جولیا نے ڈپٹ کر کہا۔

"سنجیدہ۔ ارے اسے تو دیکھو۔ تکلیف کی زیادتی سے بیچاری کس قدر رنجیدہ ہو رہی ہے۔ اور تم مجھے سنجیدہ ہونے کے لئے کہہ رہی ہو۔" ——— عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ایک طرف ہٹو۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔" ——— تنویر نے یکلخت آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم کر لو بھائی اس سے بات۔ تمہارے سامنے تو میں بولتا ہوا واقعی اچھا نہیں لگتا کیونکہ تم میرے۔" ——— عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اور تنویر اسے خوفناک نظروں سے گھورنے لگا۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور مادام کرسٹا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مادام کرسٹا۔ تمہاری ریڑھ کی ہڈی کے چار مہرے اپنی جگہوں سے کھسکے ہوئے ہیں۔ تم ہوش میں ہو اور تمہارے منہ سے آواز نکل رہی ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ تمہاری کمر بالکل سیدھی کر کے تمہیں کرسی سے باندھا گیا ہے۔ جب تک حرکت نہیں کرو گی۔ تمہیں کسی تکلیف کا احساس نہیں ہو گا۔ حرکت کرنے کی صورت میں تمہارا کیا حشر ہو گا اس کا تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا۔ اس وقت کرسی کی معمولی سی حرکت بھی تمہارے لئے درد ناک عذاب کا باعث بن سکتی ہے۔ اور اگر میں اس کرسی کو ٹھوکر مار دوں تو تمہارا حشر اس قدر بھیانک ہو گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔" تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا چاہتے ہو تم۔" ——— مادام کرسٹا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ جھٹکے سے ہونے والی خوفناک اذیت نے اسے واقعی ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اسے ابھی تک اپنا جسم بری طرح سے چٹختا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔

"بلیک کنگ کے بارے میں بتاؤ۔ کون ہے وہ۔ اور کہاں رہتا ہے۔" ——— تنویر نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"مم۔ مم۔ میں نہیں جانتی۔" ——— اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم جانتی ہو۔ بتاؤ۔ جلدی بتاؤ اس کے بارے میں۔ ورنہ۔"

تنویر نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

"نن۔ نہیں۔ میں نہیں جانتی۔ اس کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔"۔۔۔۔ اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اس کی تیز اور خوفناک چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر نے یکلخت کرسی کے پائے پر زور دار ٹھوکریں مار دی تھیں۔ جس سے مادام کرسٹا کا سارا وجود جھنجھنا اٹھا تھا اور اس کے منہ سے نہ رکنے والی چیخوں کا طوفان سا امڈ پڑا تھا۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ کون ہے بلیک کنگ۔"۔۔۔۔ تنویر نے ایک اور ٹھوکر مارتے ہوئے کہا اور مادام کرسٹا کی چیخوں سے کمرے کی چھت اڑنے لگی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں اور اس کا لرزتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا اور اس کا سر ڈھلک گیا۔

"ہوش میں لاؤ اسے۔ یہ سب جانتی ہے۔ یہ سب بتائے گی۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر نے ایک ہاتھ سے اس کا سر اوپر کر کے اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند ہی لمحوں بعد مادام کرسٹا نے بری طرح سے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا جسم بری طرح سے کانپ رہا تھا۔ اور اس کے جسم کی لرزش سے زمین پر کرسی کے پائے تک لرز رہے تھے جس سے اس کی کمر کے مہرے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور ایک بار پھر مادام

کرسٹا کے منہ سے طوفانی چیخوں کا سلسلہ پھوٹ نکلا تھا۔

"ادھر ہٹو۔ میں اس سے بات کرتی ہوں۔"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور تنویر جس نے مادام کرسٹا سے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جولیا کی بات سن کر خاموش ہو گیا اور بغیر کچھ کہے پیچھے ہٹ گیا۔ مادام کرسٹا چیختی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم کی لرزش کم ہونے لگی۔

"مادام کرسٹا۔ تم اس وقت جس اذیت سے گزر رہی ہو۔ اگر ایسی اذیت سے دوبارہ دوچار نہیں ہونا چاہتی تو بتا دو۔ بولو۔ کون ہے بلیک کنگ اور اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔"۔۔۔۔ جولیا نے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا جیسے اسے مادام کرسٹا سے ہمدردی ہو۔

"کیا بتا دوں۔ میں نے کہا ہے نا۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ جواب تمہارے لئے اذیت ناک موت کا بھی باعث بن سکتا ہے۔"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"مار دو مجھے۔ میں کہتی ہوں ابھی مار دو مجھے۔ اس عمران نے ویسے بھی مجھے زندہ رہنے کے قابل کہاں چھوڑا ہے۔ ٹوٹی ہوئی کمر سے میں ویسے ہی مر چکی ہوں۔ اس حالت میں زندہ رہ کر میں کیا کروں گی۔ مار دو۔ مار دو مجھے۔"۔۔۔۔ مادام کرسٹا نے ہٹ دھرمی

کا مظاہرہ کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"نہیں۔ مادام کرسٹا۔ عمران نے تمہاری کمر کے صرف مہرے کھسکائے ہیں۔ یہ ٹوٹے نہیں ہیں۔ اگر تم ہمیں بلیک کنگ کے بارے میں بتا دو گی تو ہم تمہاری کمر کے مہرے ایڈجسٹ کر کے تمہیں ٹھیک بھی کر سکتے ہیں۔ مہرے ایڈجسٹ ہوتے ہی تم یوں اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ گی۔ جیسے کبھی تمہیں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔" جولیا نے کہا۔

"میں بھیک میں زندگی مانگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ سمجھی تم۔ اور تم اپنی ہمدردی اپنے پاس رکھو۔" ـــــ مادام کرسٹا نے تکلیف میں ہونے کے باوجود انتہائی غصیلے اور نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا جواب سن کر جولیا کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔ اس نے مادام کرسٹا کے منہ پر تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اچانک مترنم میوزک بجنے کی آواز سنائی دی۔ آواز عمران کی جیب سے آ رہی تھی۔ موسیقی کی آواز سن کر مادام کرسٹا بے اختیار چونک پڑی۔

"آپ کے سیل فون کی آواز ہے عمران صاحب۔" ـــــ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سیل فون نکال لیا۔ سیل فون دیکھ کر مادام کرسٹا ایک بار پھر چونک پڑی۔

"یہ۔ یہ۔ میرا سیل فون ہے۔ یہ تمہارے پاس کہاں سے

آیا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے تیز لہجے میں کہا۔

"تمہارا ہی ہو گا۔ میں نے کب کہا ہے کہ یہ میرا فون ہے۔ تم اسے اپنے سائلنسر لگے ریوالور کے ساتھ کمرے میں چھوڑ آئی تھی۔ میں اٹھا لایا تھا۔" ـــــ عمران نے کہا۔ اس نے فون کی سکرین دیکھی تو چونک پڑا۔

"اوہ۔ اس پر تو ٹرانسمیٹر کال ہے۔" ـــــ اس نے چونک کر کہا۔

"خبردار۔ میرے سیل فون کو ہاتھ مت لگانا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے چیختے ہوئے کہا۔

"واہ۔ کمال ہے۔ فون میرے ہاتھ میں ہے اور کہہ رہی ہے کہ ہاتھ نہ لگانا۔ جولیا ذرا اس کا منہ بند کرنا۔ دیکھیں کس کی کال ہے۔" ـــــ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر مادام کرسٹا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور سیل فون جیسے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ بلیک کنگ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔" ـــــ دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔ وہ شاید خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ جس بلیک کنگ کے لئے وہ مادام کرسٹا سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ اس کی کال اس طرح آ جائے گی۔

"یس۔ کرسٹا اٹنڈنگ یو۔" ـــــ عمران نے مادام کرسٹا کی

آواز میں کہا۔ اس کے منہ سے اپنی آواز نکلتی دیکھ کر مادام کرسٹا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ جبکہ بلیک کنگ کی آواز سن کر عمران بھی حیران ہو گیا تھا۔

"کیا بات ہے کرسٹا۔ تم نے کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔" ——— دوسری طرف سے بلیک کنگ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ٹرانسمیٹر سیل فون جیسا تھا اور اس میں سپیکر اور مائیک لگا ہوا تھا اس لئے بار بار اوور کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

"سوری چیف۔ میں دوسرے کمرے میں پاؤل سے بات کر رہی تھی۔ سیل فون میں کمرے میں چھوڑ گئی تھی۔" ——— عمران نے اندازے سے مگر محتاط انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ مادام کرسٹا بلیک کنگ کو باس کہہ کر مخاطب کرتی ہے یا چیف کہہ کر یا پھر اسے کسی اور نام سے مخاطب کرتی ہے۔

"ہونہہ۔ کیا ہوا عمران اور اس کے ساتھیوں کا تم نے کہا تھا کہ تم ان تک پہنچ گئی ہو اور بہت جلد انہیں ہلاک کر کے مجھے خوشخبری سناؤ گی۔" ——— دوسری طرف سے بلیک کنگ نے کہا۔

"یس چیف۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں نے ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ گڈ شو۔ یہ عظیم کام کیا ہے تم نے۔ تفصیل بتاؤ۔ ان کے بارے میں تمہیں کیسے پتہ چلا تھا اور تم نے انہیں کہاں اور کیسے ہلاک کیا ہے۔" ——— دوسری طرف سے بلیک کنگ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"چیف ان کے بارے میں مجھے پاؤل نے بتایا تھا۔ پاؤل کو شک تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہارڈ کلب کے مالک ہارڈ مین سے ملے تھے۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں نے ہارڈ مین پر ہاتھ ڈالنے کا پروگرام بنا لیا۔ پھر میں پاؤل کے ساتھ چند مسلح افراد کو لے کر ہارڈ مین کی ذاتی رہائش گاہ میں پہنچ گئی۔ اس رہائش گاہ میں ہارڈ مین کی بوڑھی ماں کو رسیوں سے باندھ کر اسے مجبور کیا کہ وہ ہارڈ مین کو گھر پر بلائے۔ اس کی ماں سیدھی سادی اور گھریلو قسم کی عورت تھی۔ اس نے ہارڈ مین کو فون کر کے کہا کہ اس کی طبیعت بہت خراب ہے۔ وہ جلد سے جلد گھر آ جائے۔ اس کی ہارڈ مین سے بات کرانے کے بعد میں نے اسے ہاف آف کر دیا اور میں اور میرے ساتھی اس کی رہائش گاہ میں چھپ گئے۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں ہارڈ مین آ گیا۔ جس پر ہم نے فوراً قابو پا لیا اور اسے بے ہوش کر کے ہم نے اسے باندھ دیا۔ اور پھر ہوش میں لا کر میں نے اس سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے کچھ بتانے سے صاف انکار کر دیا۔ جس پر مجھے اسے اذیت دینا پڑی اور چیف میری دی ہوئی خوفناک اذیت سے آخر کار وہ

منہ کھولنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی وہ درپردہ مدد کر رہا تھا۔ اور اس نے انہیں ویسٹرن کالونی کی ایک کوٹھی میں چھپا رکھا ہے۔ جہاں وہ آپ کے خلاف کارروائی کرنے کی پلاننگ کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں جانتے ہی میں نے ہارڈ مین کو ہلاک کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوراً ویسٹرن کالونی پہنچ گئی۔ اور پھر اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی ہم نے وہاں شدید فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ وہاں چار مرد اور ایک عورت تھی۔ جنہیں سوچنے سمجھنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملا اور ہم نے ان پانچوں کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیا۔ پھر میں نے انہیں چیک کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ سب میک اپ میں تھے۔ پاؤل کی کار میں میک اپ واشر تھا۔ میں نے میک اپ واشر منگوا کر ان کے میک اپ صاف کروائے تو ان کے چہرے میرے سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک لاش عمران ہی کی ہے جسے میں بہت اچھی طرح سے پہچانتی ہوں۔'' ـــــ عمران نے حالات و واقعات کے تانے بانے بنتے ہوئے بلیک کنگ کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ کرسٹا۔ ویل ڈن۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اسی لئے میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹاسک تمہیں دیا تھا۔ تم نے ان عفریتوں کو ہلاک کر کے ایک ایسی کامیابی حاصل کی ہے۔ جس سے میرے دل میں تمہاری قدر اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔''

دوسری طرف سے بلیک کنگ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو چیف۔ آپ کے یہ الفاظ میرے لئے باعث مسرت ہیں۔ تھینک یو۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اب تم ایک کام کرو۔ ان کی لاشیں اٹھوا کر برقی بھٹی میں ڈال کر ان کا نام و نشان تک مٹا دو۔ میں نے ان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ مرنے کے بعد پھر سے زندہ ہو جاتے ہیں اور دوبارہ اپنے دشمنوں کے پیچھے بھوت بن کر لگ جاتے ہیں۔'' دوسری طرف سے بلیک کنگ نے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں پاؤل کو ہدایات دے دیتی ہوں۔ چند ہی لمحوں بعد ان کی راکھ بھی باقی نہیں بچے گی۔ مگر چیف مجھے آپ کو ایک اور بات بھی بتانی ہے۔'' ـــــ عمران نے آخری جملہ جان بوجھ کر رک رک کر کہا۔

''اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔'' ـــــ دوسری طرف سے بلیک کنگ نے چونک کر کہا۔

''یس چیف۔ عمران نے مرتے مرتے مجھے ایک ایسی بات بتائی تھی جسے سن کر میں پریشان ہو گئی تھی۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا کہا تھا اس نے۔'' ـــــ بلیک کنگ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اس نے کہا تھا کہ بلیک کنگ تک پہنچنے میں وہ ناکام تو ہو گیا ہے۔ مگر ڈائمنڈ بلاسٹر کے معاملے میں بلیک کنگ کو بھی کامیابی نہیں ملی ہے۔''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔''...... دوسری طرف سے بلیک کنگ کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ اس نے کہا تھا کہ وہ یہاں بلیک کنگ سے ڈائمنڈ بلاسٹر کا فارمولا لینے کے لئے ہی آیا تھا۔ مگر پھر اس کے چیف نے اسے مشن ڈراپ کر کے واپس آنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ اس کے چیف نے اسے واپس اس لئے بلایا تھا کہ بلیک کنگ نے سرِ عظیم ملک سے جو کمپیوٹر ڈسک حاصل کی ہے اس میں کوئی فارمولا نہیں ہے۔ اصل فارمولا پروفیسر جلیل آفندی نے دوسرے ذرائع سے پاکیشیا میں پہنچا دیا تھا۔ اور چیف اس نے کہا تھا کہ بلیک کنگ جس ڈسک کو حاصل کر کے خوش ہو رہا ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے وہ ناکام ہو گیا ہے۔''...... عمران نے مادام کرسٹا کی آواز میں کہا۔

''اوہ۔ کیا یہ سب عمران نے بتایا تھا۔''...... بلیک کنگ نے کہا۔

''یس چیف۔ اسی نے بتایا تھا۔''...... عمران نے کہا۔

''اس نے آخری لمحات میں تمہیں ڈاج دینے کی کوشش کی تھی کرسٹا۔ میں کمپیوٹر ڈسک چیک کر چکا ہوں۔ اس میں اصلی فارمولا

موجود ہے۔ تمہیں اس کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''...... دوسری طرف سے بلیک کنگ نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ڈائمنڈ بلاسٹر کے لئے بلیک کنگ کو ڈاج دینے کی کوشش کی تھی مگر بلیک کنگ بہت تیز نکلا تھا۔ وہ اس فارمولے کو پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔

''اوہ۔ تھینک گاڈ۔ چیف آپ نے یہ بتا کر میری ساری پریشانی دور کر دی کہ ڈسک میں اصلی فارمولا موجود ہے۔ ورنہ میں واقعی بے حد پریشان تھی۔''...... عمران نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اب اپنی پریشانی ختم کر دو۔ اور فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ میں تم سے ملنے کے لئے بے چین ہو رہا ہوں۔''...... دوسری طرف سے بلیک کنگ نے کہا۔

''یس چیف۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ٹھکانے لگا دوں۔ پھر میں ایک دو ضروری کام ختم کر کے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ کہاں ہیں آپ۔''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''میں اپنی رہائش گاہ میں ہوں۔''...... دوسری طرف سے بلیک کنگ نے کہا۔

''او کے۔ میں پہنچ جاؤں گی۔''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک کنگ نے رابطہ ختم کر دیا۔

"بہت چالاک اور تیز انسان ہے۔ تم نے تو اسے ڈاج دینے کی بہت کوشش کی مگر۔" ـــــ جولیا نے اسے ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ اگر اس نے فارمولا چیک نہ کیا ہوتا تو شاید وہ میرے ڈاج میں آ جاتا۔ مگر خیر۔ گدھے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی۔" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"محاورہ تو درست بولا کرو۔ گدھے کی نہیں بکرے کی ماں ہوتی ہے۔" ـــــ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"ارے۔ تو کیا گدھا بغیر ماں کے ہوتا ہے۔" ـــــ عمران نے کچھ اس انداز میں کہا کہ وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔ بلیک کنگ تو گول مول باتیں کر کے رابطہ ختم کر گیا ہے۔ اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے۔" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اس میں عمران سے پوچھنے والی کون سی بات ہے۔ مادام کرسٹا یہاں موجود ہے۔ اور بلیک کنگ کی باتوں سے تصدیق ہو گئی ہے کہ اس کے بلیک کنگ سے کیسے تعلقات ہیں۔ اب یہ ہی ہمیں بتائے گی۔" ـــــ تنویر نے کہا۔ جولیا نے بھی مادام کرسٹا کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا تھا اور وہ تو جیسے گنگ ہو کر یک ٹک عمران کی جانب ہی دیکھے جا رہی تھی۔

"تت۔ تم ۔ تم سچ مچ کوئی جادوگر ہو۔ تم نے میری آواز کی

اس قدر کامیاب نقل کی ہے۔ اگر میں یہ سب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ رہی ہوتی تو کبھی یقین نہ کرتی۔ چیف نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ تم لوگ واقعی انسان نہیں عفریت ہو۔ عفریت۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت کے ساتھ خوف بھی نمایاں تھا۔

"اب تمہارے پاس بولنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں بچی ہے مادام کرسٹا۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ بلیک کنگ کے بارے میں بتا دو۔" ـــــ جولیا نے ایک بار پھر اس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو۔ اب اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔ اگر اس سے نہیں پوچھنا تو کون بتائے گا۔" جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا کرو گی اس سے کچھ پوچھ کر۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ بتا دے گی کہ بلیک کنگ کون ہے اور وہ کہاں رہتا ہے۔" ـــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تم مجھے صرف چند منٹ دو۔ میں نے اب تک اس کا بہت لحاظ کیا ہے۔ اب میں اس کا ایسا بھیانک حشر کروں گی کہ اس کی زبان کسی ٹیپ ریکارڈ کی طرح چلنا شروع ہو جائے گی۔" جولیا نے

کرسٹا کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیوں کرسٹا۔ کیا جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ کیا تم اسے جواب دو گی۔'' ـــــ عمران نے کرسٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم لوگ مجھے نہیں جانتے۔ میرے اندر چٹانوں کی سی سختی ہے۔ تم کچھ بھی کر لو۔ میری زبان نہیں کھلوا سکو گے۔'' مادام کرسٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب تم کیا کہو گی جولیا۔'' ـــــ عمران نے مسکرا کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی مجھے نہیں جانتی۔ میرے سامنے پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔'' ـــــ جولیا نے غرا کر کہا۔

''گڈ۔ ہاں مادام کرسٹا۔ اب تمہاری باری ہے۔'' ـــــ عمران نے مادام کرسٹا سے یوں کہا جیسے کوئی ریفری دونوں جانب سے مقابلہ کروا رہا ہو۔

''اس کے سامنے پتھر بول پڑتے ہوں گے۔ مگر میرا نام کرسٹا ہے اور کرسٹا کی زبان نہیں کھل سکتی۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

اس کی بات سن کر جولیا غضبناک انداز میں اس کی طرف بڑھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ غصے سے مادام کرسٹا کے منہ پر پنچ مارنا چاہتی ہو۔

''بس ختم کرو جولیا۔ کیوں بلاوجہ اس پر اپنا وقت ضائع کر رہی ہو۔'' ـــــ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا رک

کر اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورنے لگی۔

''آخر تم چاہتے کیا ہو۔ نہ اس سے خود کچھ پوچھ رہے ہو اور نہ ہمیں پوچھنے دے رہے ہو۔'' ـــــ تنویر نے درمیان میں آتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس سے جو تم پوچھنا چاہتے ہو۔ اس کے بارے میں میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔'' ـــــ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ بلیک کنگ کون ہے۔'' کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو نہیں جانتا تھا۔ مگر اب اس کی آواز سن کر مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا اور اس کا جواب سن کر مادام کرسٹا کی آنکھوں میں بھی حیرت ابھر آئی تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ اگر آپ اس کے بارے میں جان گئے ہیں تو ہمیں بھی بتائیں۔ کون ہے وہ پراسرار انسان جس نے ہمیں گھن چکر بنا رکھا ہے۔'' ـــــ صفدر نے کہا۔

''کیوں۔ مادام کرسٹا۔ میں انہیں بتا دوں کہ بلیک کنگ کون ہے۔'' ـــــ عمران نے کرسٹا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ بلیک کنگ ایک ایسے ہوئے کا نام ہے جو ہزاروں پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ تم بھلا محض اس

کی آواز سن کر کیسے جان سکتے ہو کہ وہ کون ہے۔" ——— مادام کرسٹا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ پھر آج میں اس کا نقاب الٹا ہی دیتا ہوں۔ ہارڈ مین۔" ——— عمران نے پہلے اس سے اور پھر ہارڈ مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس۔" ——— ہارڈ مین نے کہا۔

"تم نے کیا بتایا تھا۔ گولڈن راڈ کا چیف کون ہے۔" عمران نے کہا تو گولڈن راڈ کا سن کر مادام کرسٹا بڑے زور سے چونکی اور اس کے اس طرح چونکنے سے ظاہر ہے اسے جھٹکا لگا تھا جس سے ایک بار پھر اس کے سارے جسم میں اذیت بھری لہریں دوڑ گئی تھیں اور وہ اپنے منہ سے نکلنے والی چیخیں کسی بھی طرح نہ روک سکی تھی۔

"گولڈن راڈ۔ کیا مطلب۔ گولڈن راڈ کا چیف تو ڈیکوزی ہے۔ چیف ڈیکوزی۔" ——— ہارڈ مین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور تمہیں یہ سن کر اور بھی زیادہ حیرت ہو گی کہ بلیک کنگ اور کوئی نہیں۔ چیف ڈیکوزی ہی ہے۔" ——— عمران نے کہا اور وہ سب حیران رہ گئے۔ چیف ڈیکوزی کا نام سن کر مادام کرسٹا کا رنگ بدل گیا تھا۔

"چیف ڈیکوزی۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ۔ وہ۔" ——— ہارڈ

مین کے منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔ وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"وہ مادام کرسٹا سے آواز بدل کر بات کر رہا تھا۔ مگر میں اس کی آواز آسانی سے پہچان سکتا ہوں۔ اس کی آواز سن کر ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک کنگ اصل میں چیف ڈیکوزی ہی ہے۔ اور میری بات کی تصدیق تمہیں مادام کرسٹا کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر آسانی سے ہو جائے گی۔" ——— عمران نے کہا تو سب چونک کر مادام کرسٹا کی جانب دیکھنے لگے۔ جس کا چہرہ واقعی دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ جرائم کی دنیا کا پراسرار بادشاہ گریٹ لینڈ کی ایک بڑی سرکاری ایجنسی کا چیف ہو گا۔ یہ تو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔" ——— ہارڈ مین نے جیسے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"تت۔ تم انسان نہیں ہو۔ تم۔ تم واقعی انسان نہیں ہو۔" مادام کرسٹا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"چلو۔ ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ گولڈن راڈ کا چیف ہی اصل میں بلیک کنگ ہے۔ مگر ابھی اس سے یہ پوچھنا باقی ہے کہ وہ کہاں رہتا ہے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ بلیک کنگ گولڈن راڈ ایجنسی کا چیف ڈیکوزی

ہے۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ مگر اب ہمارے سامنے اس کا نام آ چکا ہے اور چیف ڈیکوزی کے بارے میں تو ہم کہیں سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ کیوں عمران صاحب۔'' کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اللہ تمہارا بھلا کرے۔ ہم میں سب سے بڑے عقلمند تم ہی تو ہو۔'' ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار جھینپ سا گیا۔

''اب اس مادام کرسٹا کا کیا کرنا ہے۔'' ____ تنویر نے پوچھا۔

''میں نے پوچھ گچھ کے بعد اسے ہارڈ مین کے حوالے کرنے کا اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس نے ہمیں تو کچھ نہیں بتایا۔ اب یہ ہارڈ مین کی مرضی ہے کہ وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔'' عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ اس نے میری بوڑھی ماں کو اذیت دی تھی اور میرے اہم ساتھیوں کو بھی ہلاک کیا تھا۔ جس کی میں اسے ایسی بھیانک سزائیں دوں گا کہ اس کا رواں رواں چیخ اٹھے گا۔'' ____ ہارڈ مین نے مادام کرسٹا کی طرف دیکھ کر نفرت بھرے اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''جو مرضی آئے کرو۔ آؤ ساتھیو چلیں۔ مادام کرسٹا کا کھیل تو ختم ہو چکا ہے۔ اب چیف ڈیکوزی کی باری ہے جو خود کو جرائم کی

دنیا کا بادشاہ بلکہ کالا بادشاہ کہلواتا ہے۔'' ____ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ہارڈ مین اور مادام کرسٹا کو وہیں چھوڑ کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ شہر سے ہٹ کر ایک الگ تھلگ آبادی میں تھی۔ اس نے انتہائی شاندار کوٹھی بنا رکھی تھی جس کی حفاظت کا اس نے خاطر خواہ انتظام کر رکھا تھا۔ اونچی اونچی دیواروں پر اس نے باقاعدہ خاردار تار لگا رکھے تھے جن میں ہر وقت برقی رو دوڑتی رہتی تھی۔ رہائش گاہ کے باہر گیٹ پر دو مسلح محافظ موجود رہتے تھے اور رہائش گاہ کے اندرونی حصے میں چاروں طرف خالی جگہ تھی جہاں درخت اور پھول دار پودے تھے۔ درمیانی حصے میں رہائشی عمارت تھی۔

رہائشی عمارت کے اردگرد دس مسلح افراد گھومتے رہتے تھے جو چاروں طرف سے عمارت کی حفاظت کرتے تھے۔ یہی نہیں اپنی حفاظت کے لئے چیف ڈیکوزی نے وہاں باقاعدہ اعلیٰ نسل کے شکاری کتے بھی پال رکھے تھے جو ان محافظوں کے ساتھ ہر طرف

گھومتے پھرتے تھے۔ یہ خوفناک کتے انتہائی طاقتور اور شکاری تھے جو رہائش گاہ میں غیر مطلق آدمی کو داخل ہوتے دیکھ کر غراتے ہوئے اس پر جھپٹ پڑتے تھے اور چند لمحوں میں اس کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیتے تھے۔

رہائشی عمارت میں بھی چیف ڈیکوزی نے چند سائنسی انتظامات کر رکھے تھے تاکہ اس کے مخالف اگر اس تک پہنچنا چاہیں تو وہ آسانی سے اس تک رسائی حاصل نہ کر سکیں۔

عمران نے چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ اور اس رہائش گاہ کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کی تھیں۔ اور پھر دن کے وقت وہ میک اپ کر کے اس رہائش گاہ کے اردگرد کا جائزہ بھی لے گیا تھا۔ چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ کے دائیں بائیں جو عمارتیں تھیں۔ وہاں بھی مختلف ایجنسیوں کے افراد رہتے تھے۔ سامنے کے رخ سڑک تھی۔ جہاں سخت سیکیورٹی کے باعث کسی کو آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ البتہ رہائش گاہ کے عقب میں بڑے بڑے خالی پلاٹس تھے جن میں مہندی کے درخت اور بے تحاشہ جھاڑ جھنکاڑ اگی ہوئی تھی۔

رات ہوتے ہی عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر اس طرف روانہ ہو گیا تھا اور پھر وہ کار اس علاقے سے دور چھوڑ کر مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ کے عقبی حصے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

الگ الگ چلتے ہوئے اور مختلف راستوں سے گزر کر وہ سب اب اس رہائش گاہ کے عین عقب میں تھے اور جھاڑ جھنکاڑ میں دبکے ہوئے تھے۔

چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ میں تیز روشنی ہو رہی تھی اور اندر سے کتوں کی غراہٹوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ہر قسم کے اسلحے سے لیس تھے جو انہیں ہارڈ مین سے مل گیا تھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک بڑی اور لمبی نال والی گن نظر آ رہی تھی جس کا اگلا دہانہ بھونپو نما تھا۔ عمران اس گن میں شیشے کے بڑے بڑے کیپسول نما گیس بم لوڈ کر رہا تھا۔

''کیا تمہارا ارادہ ان بموں کی گیس سے اندر موجود محافظوں اور کتوں کو بے ہوش کرنے کا ہے۔'' ـــــ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ اس علاقے کی سیکیورٹی بے حد سخت ہے۔ اردگرد کی عمارتوں میں بھی مختلف ایجنسیوں کے افراد رہتے ہیں اور اندر مسلح محافظوں کے ساتھ خطرناک کتے بھی موجود ہیں۔ اگر ہم نے تنویر ایکشن کرنے کی کوشش کی تو اردگرد کی ایجنسیوں والے چونک پڑیں گے اور باہر ہونے والے دھماکوں اور چیخ پکار سے اندر موجود چیف ڈیکوزی بھی چوکنا ہو جائے گا۔ یہ اس کی ذاتی رہائش گاہ ہے۔ ہوسکتا ہے اس نے کوئی زیر زمین راستہ بھی بنا رکھا ہو۔ میں اسے یہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا۔'' ـــــ عمران

نے کہا۔

''لیکن گیس کے اثرات سے تو اردگرد کے مکین بھی چونک سکتے ہیں۔'' ـــــ تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ براس ٹیوب بم ہیں۔ یہ اندر جا کر گریں گے تو اندر کوئی دھماکہ نہیں ہوگا۔ ان ٹیوب بموں سے نکلنے والی گیس مخصوص حد تک پھیل کر چند لمحوں میں ختم ہو جائے گی اور جو بھی اس گیس کی زد میں آئے گا فوراً بے ہوش ہو جائے گا۔ اور اس گیس کے اثرات مخصوص حد سے زیادہ نہیں پھیلتے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اس گیس سے تو اندر موجود محافظ اور کتے ہی بے ہوش ہوں گے۔ مگر ہم اندر کیسے جائیں گے۔ دیواروں کے اوپر آہنی راڈز اور تاریں لگی ہوئی ہیں۔ جن میں برقی رو موجود ہے۔ اور دوسری طرف ظاہر ہے ہم جا نہیں سکتے۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''ہم نقب لگا کر اندر جائیں گے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''نقب لگا کر۔ مطلب۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''ایک منٹ رکو۔ پھر خود ہی دیکھ لینا۔'' ـــــ عمران نے کہا اور اس نے گن کا رخ عمارت کی جانب کیا اور پھر اس نے گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ چمکتا ہوا کیپسول گن سے نکلا اور تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ عمران نے فوراً ہی ایک اور کیپسول اندر فائر کر دیا۔ اندر سے واقعی کسی قسم کے دھماکے

کی کوئی آواز سنائی نہیں دی تھی۔ البتہ اندر سے کتوں کی غراہٹوں کی جو آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ بند ہوگئی تھیں۔ عمران نے گن صفدر کو پکڑائی اور جیب سے ایک اور چھوٹا سا مگر عجیب وضع کا پسٹل لے کر آگے بڑھ گیا۔

"آگے آجاؤ۔"____ عمران نے کہا اور وہ سب اس کے ساتھ عقبی دیوار کے قریب آگئے۔

"صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ تم اردگرد کا خیال رکھنا۔ میں لیزر گن سے اس دیوار میں سوراخ بناؤں گا۔"____ عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر دائیں بائیں نظر رکھنے لگے۔ ویسے بھی اس طرف کوئی نہیں تھا۔ جھاڑ جھنکار میں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی اور وہ سب بھی سیاہ لباسوں میں ملبوس تھے۔ لیکن اس کے باوجود احتیاط ضروری تھی۔ عمران نے لیزر گن کا رخ دیوار کی طرف کرتے ہوئے اس کا ایک بٹن دبایا تو گن سے سرخ رنگ کی پتلی سی دھار نکل کر دیوار پر پڑنے لگی۔

دھار پڑتے ہی دیوار سے دھواں سا نکلا اور دیوار میں ایک باریک سا سوراخ بنتا چلا گیا۔ سوراخ بنتے ہی عمران نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں حرکت دیتے ہوئے دیوار پر ایک دائرہ سا بنانا شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی دائرہ گھوم کر سٹارٹنگ پوائنٹ سے آ کر ملا۔ اسی لمحے عمران نے دیوار پر زور سے پاؤں مارا اور دیوار کا ایک گول حصہ دیوار سے الگ ہو کر اندر جا گرا۔ اس بار اندر

سے دھماکے کی آواز سنائی دی تھی۔ دھماکے کی آواز سن کر وہ وہیں دبک گئے اور اندر کی سن گن لینے لگے۔ مگر اندر سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر عمران اٹھا اور سوراخ سے سر نکال کر اندر دیکھنے لگا۔ سامنے ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا جہاں دو مسلح افراد اور چار سیاہ رنگ کے کتے گرے پڑے تھے۔ عمران نے سوراخ کا سرا پکڑا اور اچھل کر اندر داخل ہوگیا۔

"آجاؤ۔"____ اس نے کہا تو اس کے ساتھی ایک ایک کر کے اندر آتے چلے گئے۔

"اس سوراخ کا کیا کرنا ہے۔ یہاں تو تیز روشنی ہے۔ اگر کسی کی اس سوراخ پر نظر پڑ گئی تو۔"____ صفدر نے کہا۔

"ہم اندر کی لائٹس آف کر دیں گے۔"____ تنویر نے کہا۔

"ہم اندر کی لائٹس آف نہیں کر سکتے۔ اگر یہاں لائٹس آف کی گئیں تو اردگرد کے لوگوں کو شک ہو جائے گا۔ صفدر تم یہیں رک جاؤ۔ کیپٹن شکیل تنویر اور جولیا تم مسلح آدمیوں اور کتوں کو ایک جگہ ڈال کر گیٹ کی طرف چلے جاؤ۔ میں رہائشی حصے کی طرف جاتا ہوں۔ چیف ڈیکوزی سے میں خود ہی نپٹ لوں گا۔"____ عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر اس سوراخ کے پاس رک گیا۔

جولیا تنویر اور کیپٹن شکیل تو سیدھے بے ہوش آدمیوں اور کتوں کی طرف بڑھ گئے تھے جبکہ عمران رہائشی حصے کی ایک دیوار کی

طرف آ گیا تھا۔ وہ چونکہ اندرونی سائنسی نظام کے بارے میں
لاعلم تھا۔ اس لئے اس نے ایک اندرونی دیوار کو بھی لیزر لائٹ
سے کاٹا اور عمارت میں داخل ہو گیا۔

سامنے ایک کمرہ تھا جو خالی تھا۔ عمران نے جیب سے سائلنسر
لگا ریوالور نکالا اور احتیاط سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا گو کہ
عمران نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دی تھی اور اندر
کسی کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں ہو سکتا تھا مگر وہاں جو
سائنسی حفاظتی انتظامات تھے۔ ان میں کوئی ایسا بھی آلہ ہو سکتا تھا
جو اندر گیس جانے سے روک سکتا ہو۔ اس لئے عمران احتیاط سے
کام لے رہا تھا۔

دروازے کے قریب رک کر اس نے باہر کی آواز سننے کی
کوشش کی۔ مگر باہر خاموشی تھی۔ عمران نے دروازے کا ہینڈل پکڑ
کر گھمایا اور آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔ اس نے باہر جھانکا۔ باہر
راہداری تھی۔ مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ عمران دروازہ کھول کر تیزی
سے باہر آ گیا۔

راہداری میں دائیں بائیں کمرے تھے اور آگے مزید دو تین
راہداریاں تھیں۔ عمران احتیاط سے آگے بڑھا اور ایک کمرے کے
دروازے پر آ کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے پر
دستک دی۔ مگر اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس نے ہینڈل پکڑ
کر تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو اسے سامنے ایک بوڑھا

آدمی گرا پڑا دکھائی دیا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ اس کوٹھی کا ملازم ہو گا۔
اس نے دروازہ بند کیا اور پھر دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ اور
پھر وہ ایک ایک کمرے کو کھول کر اندر دیکھنے لگا۔ کمروں میں
ملازمین کے ساتھ سیکیورٹی کے افراد تھے جو سب کے سب بے ہوش
تھے۔ ایک کمرے میں ایک خاتون اور دو بچے تھے جو گرے پڑے
تھے۔ یہ چیف ڈیکوزی کی بیوی اور اس کے بچے تھے۔ عمران نے
اس دروازے کو بھی بند کیا اور آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ
گیا۔ اس کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔ عمران نے ہینڈل پکڑ کر
اسے گھماتے ہوئے اندر دباؤ ڈالا مگر اندر سے دروازہ لاک تھا۔
عمران نے پیچھے ہٹ کر دروازے کے لاک کی طرف سائلنسر لگے
ریوالور سے فائر کیا تو زور دار دھماکے سے لاک کے پرخچے اڑ گئے
اور دروازہ کھل گیا۔ عمران دروازہ کھول کر فوراً اندر آ گیا۔ دوسرے
لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ سامنے ایک میز
کے پیچھے ایک گنجے سر والا ادھیڑ عمر میز پر اوندھا گرا پڑا ہوا تھا۔ اس
کے قریب ایک ٹرانسمیٹر پڑا تھا۔ عمران نے ایک نظر میں پہچان لیا
تھا وہ چیف ڈیکوزی تھا۔ گولڈن راڈ ایجنسی کا چیف جو در پردہ
جرائم پیشہ دنیا کا بے تاج بلیک کنگ تھا۔ عمران نے ریوالور جیب
میں رکھا اور آگے بڑھ کر اسے چیک کرنے لگا۔ چیف ڈیکوزی بے
ہوش تھا اور اس کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

عمران نے اسے کرسی سے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور میز کے

پیچھے سے نکل کر دائیں طرف ایک کرسی کی طرف آ گیا۔ پھر اس نے چیف ڈیکوزی کو اس کرسی پر بٹھایا۔ اسی لمحے اسے عقب سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ وہ زخمی سانپ کی طرح پلٹا اور پھر دروازے پر جولیا کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"تم ہو۔ میں سمجھا کہ کوئی میری جان کا دشمن آ گیا ہے۔" عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل بھی اندر آ گیا۔

"ہم نے سوچا کہ شاید تمہیں اندر ہماری ضرورت ہو۔ ہم نے تمام آدمیوں اور کتوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے تنویر کو وہاں چھوڑ دیا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ہوش میں آیا تو تنویر خود ہی انہیں سنبھال لے گا۔" ——— جولیا نے کہا۔

"کسے سنبھال لے گا۔ آدمیوں کو یا کتوں کو۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دونوں کو۔" ——— جولیا نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"کیپٹن دیکھو۔ کہیں سے کوئی رسی مل جائے۔" ——— عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلا کر واپس مڑ گیا۔

"کیا یہ چیف ڈیکوزی ہے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ چیف ڈیکوزی کے ماموں کا سالا ہے۔" عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ جولیا مزید کوئی بات کرتی کیپٹن شکیل اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل تھا۔

"سائیڈ والے سٹور میں سے یہ بنڈل لے آیا ہوں۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس سے چیف ڈیکوزی کو باندھ دو۔" ——— عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اثبات میں سر ہلا کر کرسی پر بے ہوش پڑے چیف ڈیکوزی کے پاس آ گیا اور پھر اس نے رسی کا بنڈل کھول کر اس سے چیف ڈیکوزی کو کرسی سے باندھنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ چیف ڈیکوزی کو مضبوطی سے باندھ چکا تھا۔

"اب اسے ہوش میں لاؤ۔" ——— عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ بڑھا کر چیف ڈیکوزی کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ چیف ڈیکوزی ہوش میں آتا۔ اچانک عمران نے تیز اور ناگوار سی بو محسوس کی۔ اس نے فوراً سانس روکنے کی کوشش کی مگر اسی اثناء میں گیس اپنا اثر دکھا چکی تھی۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریک ہو گیا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے قبل اس نے جولیا اور کیپٹن شکیل کے گرنے کی آوازیں بھی سنی تھیں۔

پھر جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے۔ بالکل اسی طرح اس کے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا نمودار ہوا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور اس کا سویا ہوا

ذہن بیدار ہوا اور اس کی نظریں اپنے سامنے کھڑے چیف ڈیکوزی پر پڑیں تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''تم مجھے اس طرح دیکھ کر مسکرا رہے ہو۔ کہیں تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ تمہیں تو مجھے دیکھ کر خوفزدہ ہو جانا چاہیے تھا۔'' چیف ڈیکوزی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''اب تم اتنے بھی بدصورت نہیں ڈیکوزی۔ مادام کرسٹا جیسی جوان اور خوبصورت لڑکیاں اگر تم پر مر سکتی ہیں اور وہ تمہیں دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوتیں تو میں تمہیں دیکھ کر کیسے خوفزدہ ہو سکتا ہوں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو عمران۔ میں نے تم سب کے میک اپ صاف کرا دیے ہیں۔ ابھی جب میں مشین گن کا ٹریگر دبا کر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں پر گولیاں برساؤں گا تو تمہارے ساتھ ساتھ تمہاری ساری بہادری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔'' ــــــــ چیف ڈیکوزی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مشین گن تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور کمرے میں چیف ڈیکوزی کے ساتھ مزید دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔ ان کے پاس بھی مشین گنیں تھیں اور عمران کے ساتھیوں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھے ان میں صفدر بھی شامل تھا جسے وہ باہر چھوڑ آئے تھے۔ اور وہ واقعی اصلی شکلوں میں دکھائی دے رہے تھے۔

''ایک بات تو بتاؤ ڈیکوزی۔ میں تو تمہارے سر پر پہنچ گیا تھا۔ تم بے ہوش تھے اور تم ہی کیا میں نے تمہاری رہائش گاہ کے تمام آدمیوں کے ساتھ ساتھ تمہارے پالتو کتوں کو بھی بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر وہ گیس اور یہ سب۔'' ــــــــ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس عمارت کے تہہ خانے میں اپنا ایک آدمی بٹھا رکھا ہے۔ جو جدید آلات سے عمارت کو نہ صرف اندر سے بلکہ باہر سے بھی چیک کرتا رہتا ہے۔ تہہ خانہ ہر قسم کے گیس اثرات اور دھماکوں سے محفوظ ہے۔ تم نے یہاں جو گیس پھیلائی تھی۔ اس سے میری رہائش گاہ کے تمام افراد مجھ سمیت بے ہوش ہو گئے تھے اور تم اپنے ساتھیوں کو لے کر عمارت میں داخل ہو گئے تھے۔ جب تم اور تمہارے ساتھی کارروائیاں کر رہے تھے اس وقت میرا آدمی واش روم میں گیا ہوا تھا۔ واش روم سے آ کر جب اس نے چیک کیا تو اسے کوٹھی کے حالات بدلے دکھائی دیے۔ اس نے فوراً ساری عمارت چیک کی تو تم اور تمہارے باقی ساتھی اس کی نظروں میں آ گئے اور پھر اس نے فوراً کارروائی کرتے ہوئے یہاں ڈی ایکس گیس پھیلا دی۔'' ــــــــ چیف ڈیکوزی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اچھا انتظام کر رکھا ہے تم نے۔'' ــــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو مجھے ہلاک کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ مگر میری قسمت اچھی تھی جو میں بچ گیا۔ مگر اب تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گٹروں میں بہا دوں گا۔" چیف ڈیکوزی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کس حیثیت سے قتل کرو گے ہمیں۔ چیف ڈیکوزی بن کر یا بلیک کنگ بن کر۔" ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو چیف ڈیکوزی یوں اچھل پڑا جیسے بہت سے بچھوؤں نے بیک وقت اسے ڈنک مار دیا ہو اور وہ عمران کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یوں دیکھنے لگا جیسے وہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہو۔

"کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم۔" ـــــ اس کے منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔

"مجھے معلوم ہے ڈیکوزی۔ تم گولڈن راڈ کے چیف ہو مگر اس ملک میں بلیک کنگ کا جو ہوّا موجود ہے وہ کوئی اور نہیں۔ وہ بھی تم ہی ہو۔" ـــــ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر چیف ڈیکوزی کا رنگ بدلتا چلا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم یہ سب کیسے جانتے ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں ہی بلیک کنگ ہوں۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ

مادام کرسٹا کے سوا تمہارے بارے میں اور کوئی نہیں جان سکتا کہ تم بلیک کنگ ہو۔" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کرسٹا۔ تو تمہیں میرے بارے میں کرسٹا نے بتایا ہے۔ کہاں ہے وہ۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے دوبارہ غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ وہ کہاں ہے۔ اور اس نے مجھے تمہارے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"تو پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم جادوگر ہو۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے کہا۔

"یہی سمجھ لو۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہو عمران۔ اب تمہارا زندہ رہنا میرے لئے اور زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے اب تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی ہلاکت بہت ضروری ہو گئی ہے۔" ـــــ چیف ڈیکوزی نے غراتے ہوئے کہا اور مشین گن کا رخ یکلخت عمران کی طرف کر دیا۔

"صرف ایک منٹ رک جاؤ ڈیکوزی۔" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹریگر پر جمی ہوئی چیف ڈیکوزی کی انگلی لاشعوری طور پر پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یکلخت عمران کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہو کر نیم دائرے کی صورت میں گھومیں اور ٹانگوں کی زور دار ضرب

چیف ڈیکوزی کی پنڈلیوں پر اس زور سے پڑی کہ وہ بری طرح سے چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر عمران کے قریب آ گری۔ اسی لمحے عمران یکلخت کرسی سمیت الٹ کر گرا اور مشین گن اس کے ہاتھوں میں آ گئی۔ اس کے ہاتھ کرسی کی پشت سے بندھے ہوئے تھے۔ اس نے عقب سے ہی مشین گن پکڑ لی۔ اسے اس طرح چیف ڈیکوزی پر حملہ کرتے دیکھ کر مشین گن بردار چونک پڑے۔ انہوں نے مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف کیا ہی تھا کہ عمران نے کرسی پلٹاتے ہوئے یکلخت انداز سے ان پر فائرنگ کر دی۔ دونوں مشین گن بردار ایک ساتھ کھڑے تھے۔ اسی لمحے وہ عمران کی فائرنگ کی زد میں آ گئے اور پھر وہ گولیوں سے چھلنی ہو کر وہیں گرتے چلے گئے۔ یہ دیکھ کر چیف ڈیکوزی نے اٹھ کر حملہ کرنا چاہا مگر عمران نے اپنا گھٹنا زمین پر ٹیکتے ہوئے کرسی کو کسی لٹو کی طرح گھمایا تو کرسی کے پائے چیف ڈیکوزی کی ٹانگوں سے ٹکرائے اور وہ ایک بار پھر اچھل کر نیچے گر گیا۔ عمران نے مشین گن چھوڑ کر خود کو تیزی سے سیدھا کیا اور کرسی سمیت اچھل کر چیف ڈیکوزی سے ٹکرایا۔ چیف ڈیکوزی نے بجلی کی سی تیزی سے ٹانگیں گھما کر عمران کے پیٹ میں ماریں تو عمران کرسی سمیت گھسٹتا ہوا پوری قوت سے پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا اور کرسی ٹوٹتی چلی گئی۔ کرسی کے ٹوٹتے ہی رسی کی گرفت ڈھیلی ہو گئی جس سے آزاد ہونے میں عمران نے

ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی۔ عمران کو اس طرح کرسی سے آزاد ہوتا دیکھ کر چیف ڈیکوزی نے فوراً عمران پر چھلانگ لگاتے ہوئے حملہ کرنا چاہا۔ مگر اسی لمحے عمران کسی گیند کی طرح اچھلا اور چیف ڈیکوزی کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس نے پھر قلابازی کھائی اور ایک بار پھر چیف ڈیکوزی کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔ چیف ڈیکوزی نے سانپ کی طرح پلٹ کر اس کے چہرے پر لیفٹ ہک مارنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کا ہک ایک ہاتھ پر روکتے ہوئے اس کے پیٹ میں گھٹنا مار دیا۔ چیف ڈیکوزی کے حلق سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ عمران نے فوراً جھپٹ کر زمین پر گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور اس کا رخ چیف ڈیکوزی کی طرف کر دیا۔

"بس۔ اب ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ ڈیکوزی۔"—— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور چیف ڈیکوزی غصے سے ہونٹ چباتا ہوا اٹھا اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔

"تم نے رسیاں کیسے کھول لیں۔"—— چیف ڈیکوزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس گر کو سیکھنے کے لئے تمہیں مجھے سوگز کی ایک پگڑی اور دس من مٹھائی کھلانی پڑے گی۔"—— عمران نے مسکرا کر کہا۔ پھر اچانک اسے جولیا کی سسکاری سنائی دی۔ عمران نے چونک کر

اسے دیکھا تو اسی لمحے اچانک عمران کے منہ سے چیخ سی نکلی اور اس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ عمران کے بائیں ہاتھ کی پشت پر باریک مگر انتہائی تیز دھار خنجر کا پھل گھسا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ اور عمران کا ہاتھ خون سے بھر گیا تھا۔ یہ خنجر چیف ڈیکوزی نے مارا تھا۔ عمران کی توجہ جیسے ہی جولیا کی کراہ سن کر اس کی طرف ہوئی اسی موقع کا فائدہ اٹھا کر چیف ڈیکوزی حیرت انگیز طور پر حرکت میں آیا اور اس نے بیلٹ میں لگا خنجر نکال کر عمران پر کھینچ مارا تھا۔ اور پھر ساتھ ہی اچھل کر اس نے عمران پر حملہ کر دیا۔ اس نے فضا میں بلند ہو کر بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے اچانک عمران کے پہلو میں لات رسید کی اور عمران اچھل کر سائیڈ میں جا گرا۔ چیف ڈیکوزی زمین پر آتے ہی ایک بار پھر اچھلا اور عمران پر آ پڑا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا ایک طرف جا گرا۔ عمران نے اسے اپنے اوپر آتے دیکھ کر دونوں ہاتھوں اور ٹانگوں سے اسے دوسری طرف اچھال دیا تھا۔
اس سے پہلے کہ چیف ڈیکوزی اٹھتا عمران تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
عمران کو اٹھتے دیکھ کر چیف ڈیکوزی نے الٹی قلابازی کھائی اور مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھلا اور زور دار دھماکے سے دروازے سے جا ٹکرایا اور پھر دھب سے نیچے آ گرا۔ اس کی بائیں ران میں وہی باریک پھل والا تیز دھار خنجر گھسا ہوا تھا جو اس نے عمران کے ہاتھ پر مارا تھا۔

یہ کام عمران نے کیا تھا۔ چیف ڈیکوزی کو بھاگتے دیکھ کر اس نے ہاتھ کی پشت پر گھسے ہوئے خنجر کو نکال کر اسی پر کھینچ مارا تھا۔ چیف ڈیکوزی نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران فوراً اس کے سر پر پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے چیف ڈیکوزی کے بھاری بھر کم جسم کو اٹھایا اور پھر اپنے سر سے گھماتے ہوئے اسے دوسری طرف پھینک دیا۔ چیف ڈیکوزی زمین سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ دور تک زمین پر گھستا چلا گیا۔ عمران نے جھپٹ کر زمین پر پڑی ہوئی دوسرے آدمی کی مشین گن اٹھائی اور اس کا رخ چیف ڈیکوزی کی طرف کر کے یکلخت فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ چیف ڈیکوزی کے اردگرد زمین پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور اٹھتا ہوا چیف ڈیکوزی اسی جگہ سمٹ گیا۔
"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ ایک لمحے میں جسم میں سینکڑوں سوراخ کر دوں گا۔"—— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ سے خون مسلسل بہہ رہا تھا۔
"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے عمران۔ تم جیت گئے۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔"—— چیف ڈیکوزی نے چیختے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ہاتھ خود بخود اس کے سر سے بلند ہو گئے تھے۔ اس دوران جولیا اور باقی ساتھیوں کو ہوش آ گیا تھا اور وہ حیرانی سے انہیں لڑتا دیکھ رہے تھے۔ کسی کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا تھا۔

"دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی۔" عمران نے غرا کر کہا اور چیف ڈیکوزی کسی روبوٹ کی طرح خاموشی سے مڑ کر دیوار سے جا لگا۔ عمران مشین گن کا رخ اس کی طرف کئے جولیا کی طرف بڑھا اور پھر اس نے چیف ڈیکوزی پر نظر رکھتے ہوئے ایک ہاتھ سے اس کی رسیوں کی گانٹھیں کھولنا شروع کر دیں۔ آزاد ہوتے ہی جولیا تیزی سے اٹھی اور صفدر کی رسیاں کھولنے لگی جبکہ عمران مشین گن لئے چیف ڈیکوزی کی طرف بڑھ گیا۔

چیف ڈیکوزی کے قریب پہنچتے ہی عمران کا ہاتھ گھوما اور چیف ڈیکوزی چیختا ہوا لہرا کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے اس کے عقب میں جاتے ہی اس کے سر پر مشین گن کا دستہ رسید کر دیا تھا۔

"تنویر اسے اٹھا کر کرسی پر ڈال دو اور رسیوں سے جکڑ دو۔" عمران نے مڑ کر تنویر سے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اس کی طرف آیا اور اس نے چیف ڈیکوزی کو اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور اسے رسی سے باندھنے لگا۔

"یہ سب کیا ہے عمران۔ ہم اس کی گرفت میں کیسے آ گئے تھے۔ اور یہ کون سی جگہ ہے۔"____ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اور آپ رسیوں سے آزاد کیسے ہو گئے تھے کہ آپ کو چیف

ڈیکوزی پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔"____ صفدر نے پوچھا۔

"اس نے جلدی میں میرا جسم باندھا تھا۔ میرے پیر باندھنا بھول گیا تھا۔ یا شاید اسے خود پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ تھا جو اس نے میرے پیر باندھنے ضروری نہیں سمجھے تھے۔"____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے آدمی نے اگر ہمیں پہلے چیک کیا تھا تو کیا وہ اب ہمیں چیک نہیں کر رہا ہوگا۔"____ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرے خیال میں ہم چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ کے کسی تہہ خانے میں ہی موجود ہیں۔ اور اس کا آدمی جو عمارت کی چیکنگ کرتا ہے۔ وہ یہیں کہیں ہوگا۔ تم سب باہر جاؤ اور اسے تلاش کر کے آف کر دو۔ اور چیف ڈیکوزی نے شاید اوپر اپنے آدمیوں اور کتوں کو بھی ہوش دلا دیا ہو۔ جا کر ان سب کا خاتمہ کر دو۔ وہ دیکھو سامنے میز پر ہمارا سامان موجود ہے۔ جو انہوں نے شائد تلاشی کے دوران نکال کر وہاں رکھ دیا تھا۔"____ عمران نے کہا اور انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو واقعی ایک میز پر ان کے سائلنسر لگے ریوالور، فاضل گولیاں اور دوسرا سامان پڑا تھا۔ وہ سب تیزی سے میز کی طرف بڑھے اور انہوں نے اپنا سامان اٹھانا شروع کر دیا۔

تنویر نے چیف ڈیکوزی کو مضبوطی سے کرسی سے باندھ دیا تھا۔ پھر وہ سب عمران کے کہنے پر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلتے

چلے گئے۔ عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا چیف ڈیکوزی کے پاس آیا اور اس نے جھک کر چیف ڈیکوزی کی ران میں گھسا ہوا خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور چیف ڈیکوزی جو شاید نیم بے ہوشی میں تھا چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ عمران نے خنجر مار کر اس کا ایک کان اڑا دیا تھا۔ چیف ڈیکوزی کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور وہ فوراً ہوش میں آ گیا۔

"تم۔ تم۔ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے عمران۔" ——— ہوش میں آتے ہی چیف ڈیکوزی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا مگر عمران نے سنی ان سنی کرتے ہوئے خنجر مار کر اس کا دوسرا کان بھی اڑا دیا تو چیف ڈیکوزی کی چیخوں سے کمرے کی چھت اڑنے لگی۔ وہ زور زور سے دائیں بائیں سر مار رہا تھا۔

"ڈائمنڈ بلاسٹر کا فارمولا کہاں ہے۔ بلیک کنگ۔" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ چلا اور چیف ڈیکوزی کی آدھی سے زیادہ ناک کٹ کر دور جا گری۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" ——— اس نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران کا ہاتھ پھر چلا اور اس کے منہ سے چیخوں کا طوفان اُمڈ پڑا۔ اس بار عمران نے خنجر اس کی دائیں آنکھ میں گھسیڑ دیا تھا۔ اور اس نے خنجر کو گھماتے ہوئے ایک جھٹکے سے باہر نکالا تو اس کی آنکھ کا ڈھیلا اچھل کر باہر آ گرا۔ اب وہ ایک آنکھ سے دیکھ رہا تھا۔ چیف ڈیکوزی کی حالت بے حد دگرگوں

تھی۔ وہ چیختا ہوا بری طرح سے سر مار رہا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں دم توڑنے لگیں مگر اس سے پہلے کہ وہ پھر بے ہوش ہوتا۔ عمران نے خنجر مار کر اس کا ایک گال چیر دیا اور بے ہوش ہوتے ہوئے چیف ڈیکوزی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے اکلوتی آنکھ کھول دی۔ اس کا خون آلود چہرہ بے پناہ تکلیف سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"میں ایک ایک کر کے تمہارے جسم کے تمام اعضاء کاٹ دوں گا بلیک کنگ۔ بتاؤ۔ کہاں ہے فارمولا۔" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ب۔ ب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے مت مارو۔ میں۔ میں تمہیں فارمولا بھی دے دوں گا اور اس کا کوڈ بھی۔" چیف ڈیکوزی نے ہذیانی لہجے میں کہا اور کوڈ کا سن کر عمران چونک پڑا۔

"کوڈ۔ اوہ۔ کیا اس فارمولے کا کوئی کوڈ بھی ہے۔" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں۔" ——— چیف ڈیکوزی نے لرزتے ہوئے انتہائی تھکی تھکی آواز میں کہا۔ عمران کے سفاکانہ اقدام نے اسے روح کی گہرائیوں تک جیسے زندہ دفن کر دیا تھا پھر اس نے شکست خوردہ انداز میں عمران کو ان کوڈز کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جو اسے اتفاقیہ ملے تھے اور جن کو دیکھ کر اس نے پاکیشیا سے پروفیسر

جلیل آفندی کا فارمولا اپنے قبضے میں کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا کہ اس نے ڈیوک فاسٹر کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔

''گڈ۔ اب بتاؤ۔ کہاں ہے وہ تجوری جہاں تم نے ڈائمنڈ بلاسٹر کا فارمولا اور اس کے کوڈ چھپا رکھے ہیں۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''وہ سامنے دیوار پر ہاتھ پھیرو۔ ایک جگہ تمہیں ابھار سا محسوس ہو گا۔ اس ابھار کو دباتے ہی ایک خانہ کھل جائے گا اور تمہارے پیروں کے پاس ایک خفیہ تجوری نکل کر باہر آ جائے گی۔'' چیف ڈیکوزی نے کہا۔ اس کی جو حالت تھی عمران کو صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اس سے غلط بیانی نہیں کر رہا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے اس دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔ عمران نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو اسے ایک جگہ واقعی ابھری ہوئی سی محسوس ہوئی۔ اس نے فوراً ہتھیلی سے اس جگہ کو پریس کر دیا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ اس کے پیروں کے پاس دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ عمران دو قدم پیچھے آ گیا اور پھر اس نے ایک چوکور خانہ کھلتے اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مگر جدید تجوری کو باہر نکلتے دیکھا۔ عمران نے ایک نظر میں دیکھ لیا اس تجوری پر نمبرنگ کوڈ تھا۔ وہ پلٹ کر چیف ڈیکوزی کی طرف آیا تو چیف ڈیکوزی کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ شاید وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

''ہونہہ۔ اسے ابھی بے ہوش ہونا تھا۔'' ـــــ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے خنجر ایک طرف پھینک کر چیف ڈیکوزی کا سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ دوسرے لمحے چیف ڈیکوزی چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

''اس تجوری کا کوڈ بتاؤ۔ کیسے کھلتی ہے یہ تجوری۔'' ـــــ عمران نے اس کے بالوں کو زور سے کھینچتے ہوئے کہا۔

''کوڈ۔ ہاں۔ ہاں یہ کوڈ سے کھلتی ہے۔'' ـــــ چیف ڈیکوزی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بتاؤ۔ کوڈ بتاؤ جلدی۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''سکس۔ ایٹ۔ ٹو۔ ون ٹو فور۔ ایٹ زیرو تھری زیرو۔'' چیف ڈیکوزی نے رک رک کر کوڈ بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا شعور ختم ہوتا جا رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے آسانی سے عمران کو کوڈ بتا دیا تھا اور کوڈ بتاتے ہی اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کا سر ایک بار پھر ڈھلک گیا۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ چیف ڈیکوزی کے ہلاک ہوتے ہی عمران تجوری کی طرف آیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اسے تجوری کے ایک کنارے پر باریک سا تار دکھائی دیا۔ تار تجوری کے رنگ کا تھا اور آسانی سے نظر نہیں آ سکتا تھا۔ مگر عمران کی تیز نظروں نے ایک لمحے میں اس تار کو چیک کر لیا تھا۔ وہ پلٹ کر اس جگہ آیا جہاں اس نے خنجر پھینکا تھا اور پھر وہ خنجر اٹھا کر دوبارہ تجوری کے پاس آیا اور اس نے خنجر سے اس تار کو نہایت

احتیاط سے کاٹ دیا۔ اسی لمحے تجوری کے عقب میں موجود تار میں یکلخت آگ لگ گئی اور تار جلنے لگا۔ عمران نے کٹے ہوئے تاروں کے سروں کو چھیل کر انہیں ایک لمحے کے لئے آپس میں جوڑا اور پھر الگ کر دیا۔ ایک دو بار اس نے یہی عمل دہرایا تو تجوری کے پچھلے حصے میں لگی ہوئی آگ بجھ گئی۔ آگ بجھتے دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"بہت خوب چیف ڈیکوزی ۔جاتے جاتے بھی تم میری موت کا بندوبست کر گئے تھے۔" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے چیف ڈیکوزی کے بتائے ہوئے کوڈ پریس کئے تو تجوری کھل گئی۔ عمران نے دروازہ کھولا تو اسے دروازے کے پاس ایک کریکر دکھائی دیا۔ یہ کریکر اس تار سے منسلک تھا۔ اگر عمران کو وہ تار دکھائی نہ دیتا اور وہ اسے کاٹ نہ دیتا تو تجوری کھلتے ہی ایک زوردار دھماکے سے پھٹ جاتی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے بھی ٹکڑے اڑ جاتے۔ اس کریکر کو بھی شاید کسی کوڈ سے آف کیا جاتا تھا اور وہ کوڈ چیف ڈیکوزی نے عمران کو نہیں بتایا تھا۔

عمران نے تجوری میں ہاتھ ڈالا اور اس میں موجود چیزیں نکالنے لگا۔ تجوری میں قیمتی سامان کے ساتھ ساتھ کچھ فائلیں اور دوسرا سامان موجود تھا جو چیف ڈیکوزی کو بلیک کنگ ثابت کر سکتا تھا۔ ایک خفیہ خانے سے عمران کو ایک پیکٹ اور لاطینی زبان میں ہاتھ سے لکھا ہوا خط مل گیا۔ عمران نے خط کھول کر دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ کوڈ

ہے اور ڈائمنڈ بلاسٹر کے فارمولے کی ڈسک اس پیکٹ میں ہے۔

عمران نے دونوں چیزیں احتیاط سے اندرونی جیب میں رکھ لیں۔ اسی لمحے اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

"ہم نے باہر موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دیا ہے عمران۔ ایک کمرے میں واقعی ایک مانیٹرنگ سیل بنا ہوا تھا۔ جہاں ایک آدمی پوری عمارت کو چیک کر رہا تھا۔ ہم نے اسے بھی ہلاک کر دیا ہے اور اس کی تمام مشینری بھی توڑ دی ہے۔ اور اوپر جا کر کتوں سمیت تمام مسلح افراد کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔" ——— جولیا نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ہمارے باہر جانے کے لئے راستہ صاف ہو چکا ہے۔" ——— عمران نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہیں بتاؤ فارمولا ملا۔" ——— جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ہاں۔ مل گیا۔" ——— عمران نے کہا۔

"اور یہ فائلیں اور یہ سامان۔" ——— جولیا نے تجوری کے پاس بکھری ہوئی فائلوں اور سامان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بلیک کنگ کی جمع پونجی ہے۔ ان میں ایک فائل ایسی ہے جو گولڈن راڈ کے چیف ڈیکوزی کو بلیک کنگ ثابت کر سکتی ہے۔ ہم یہ سب یہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ اعلیٰ حکام جب یہاں چیکنگ کریں گے تو انہیں یہاں گولڈن راڈ کے چیف ڈیکوزی کے بجائے

بلیک کنگ کی لاش ہی ملے گی۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''کام ختم ہو گیا ہے تو نکل چلو یہاں سے۔ اگر کوئی اس عمارت کی طرف آ گیا تو مشکل ہو جائے گی۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ جگہ ابھی خطرے سے خالی نہیں ہوئی۔ کسی بھی وقت یہاں کوئی آ سکتا ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا اور وہ دروازے کی طرف مڑے اور ابھی انہوں نے قدم اٹھائے ہی تھے کہ ایک آواز نے جیسے ان کے قدم جکڑ دیئے۔

''اتنی بھی کیا جلدی ہے عمران۔'' ـــــ آواز نسوانی تھی اور اس میں کسی زہریلی ناگن کی سی کاٹ تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے پلٹے اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ پچھلی دیوار کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا اور دیوار کے پاس انہیں مادام کرسٹا کھڑی نظر آ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک راکٹ گن تھی جس کا رخ ان کی طرف تھا۔

مادام کرسٹا کو زندہ اور اپنے پیروں پر کھڑی دیکھ کر ان سب کی آنکھوں میں شدید حیرت ہو رہی تھی۔ اور وہ سب اس کی طرف یوں دیکھ رہے تھے جیسے ان کے سامنے مادام کرسٹا نہیں بلکہ اس کا بھوت کھڑا ہو۔ مادام کرسٹا کے ہاتھ میں عجیب وغریب وضع کی گن تھی جو راکٹ گن تھی۔

''مادام کرسٹا۔ کیا یہ سچ مچ تم ہو یا تمہارا بھوت۔ مم۔ میرا مطلب ہے بھوتنی۔'' ـــــ عمران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ وہ اسے ہارڈ مین کے پاس جس حالت میں چھوڑ کر آیا تھا۔ اسے ایک فیصد بھی توقع نہیں تھی کہ مادام کرسٹا اس طرح اچانک ان کے سامنے آ سکتی ہے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے کھسکے ہوئے تھے اور اسے عمران نے جس انداز میں کرسی سے باندھ رکھا تھا اس سے جسم کی معمولی

سی حرکت پر وہ چیخ چیخ اٹھتی تھی۔ اور کہاں اب وہ ان کے سامنے یوں کھڑی تھی جیسے اسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

''پہلے اپنا اسلحہ گراؤ۔ جلدی۔ میرے ہاتھ میں راکٹ گن ہے۔ اگر میں نے ایک راکٹ بھی فائر کر دیا تو تم سب کے پرخچے اڑ جائیں گے۔''______مادام کرسٹا نے غرا کر کہا۔ اس کی انگلی گن کے ٹریگر پر تھی۔

''گرا دو بھئی اسلحہ۔ بھوتنی صاحبہ کا حکم ہے۔''______عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ان سب نے اپنی مشین گنیں نیچے گرا دیں۔ جولیا، مادام کرسٹا کو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔ کیونکہ مادام کرسٹا عین اس وقت ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ جب وہ اپنا مشن مکمل کر چکے تھے۔

''تم سب پیچھے جا کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور عمران تم دو قدم آگے آ جاؤ۔''______مادام کرسٹا نے کہا۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کا اشارہ دیکھ کر جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے اپنے منہ دیوار کی طرف کر لئے تھے جبکہ عمران دو قدم آگے آ گیا تھا۔

''اب تو بتا دو رانی صاحبہ۔ تمہیں زندہ اور اپنے قدموں پر کھڑا دیکھ کر حیرت سے میرا برا حال ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اسی حیرت میں مر جاؤں۔ مجھے بتاؤ تم ٹھیک کیسے ہو گئیں اور ہارڈ

مین سے بچ کر یہاں کیسے آ گئیں۔''______عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ مادام کرسٹا کچھ کہتی اچانک مترنم موسیقی کی آواز سنائی دی تو مادام کرسٹا بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے سیاہ رنگ کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ آواز اس جیکٹ سے آ رہی تھی۔ اس نے فوراً جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا مخصوص سیل فون جیسا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

''یس۔''______مادام کرسٹا نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر مسلسل نظریں رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''جیکب بول رہا ہوں مادام۔''______دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس جیکب۔ کیوں کال کی ہے۔''______مادام کرسٹا نے کہا۔

''مادام۔ میں اپنے بیس ساتھیوں کو لے کر گولڈن راڈ ایجنسی کے چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا ہوں۔''______دوسری طرف سے جیکب نامی شخص نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم رہائش گاہ کے اندر ہو۔''______مادام کرسٹا نے چونک کر کہا۔

''یس مادام۔ ہم جیسے ہی رہائش گاہ کے عقب میں پہنچے۔ ہمیں وہاں ایک بڑا سا ہول نظر آیا۔ دیوار میں کسی لیزر کٹر سے سوراخ

بنایا گیا تھا۔ میں اور میرے ساتھی اسی ہول کے راستے اندر آ گئے ہیں اور مادام پوری عمارت میں گہری خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ میں نے عمارت کا جائزہ لیا تو عمارت کے ایک حصے میں دس مسلح افراد اور کئی کتوں کی لاشیں دکھائی دیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔'' ——— دوسری طرف سے جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے اوپر کا پہلے ہی صفایا کر دیا ہے۔'' ——— مادام کرسٹا نے عمران کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔'' ——— جیکب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم عمارت کا کنٹرول سنبھال لو اور کسی طرح عقبی دیوار کا ہول بند کر دو۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں خود کال کروں گی۔'' ——— مادام کرسٹا نے کہا۔

''یس مادام۔'' ——— دوسری طرف سے جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مادام کرسٹا نے فون آف کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ہاتھ میں موجود راکٹ گن کا رخ عمران کی طرف تھا اور وہ فون پر بات کرتے ہوئے بھی پوری طرح سے چوکنی دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے میں چونکہ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس لئے جیکب کی آواز عمران اور اس کے ساتھی بھی بخوبی سن رہے تھے۔

''تو تم یہاں اکیلی نہیں آئی ہو۔ اپنے لاؤ لشکر کو بھی ساتھ لائی ہو۔'' ——— عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم تھا کہ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر لازماً چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ پر حملہ کرو گے۔ اس لئے میں پوری تیاری سے آئی ہوں۔ مگر مجھے آنے میں دیر ہو گئی اور تم سب اپنا کام کر چکے ہو۔ کاش میں تھوڑی دیر پہلے آ جاتی تو بلیک کنگ کو میں تمہارے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچا سکتی تھی۔'' ——— مادام کرسٹا نے سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے کرسی پر چیف ڈیکوزی کی لاش دیکھ لی تھی جس کا چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا۔

''ہم نے تو جو کرنا تھا کر چکے۔ اب تمہارا کام باقی ہے۔ اور تم نے بتایا نہیں کہ تم ٹھیک ہو کر یہاں کیسے پہنچ گئی۔'' ——— عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ہارڈ مین میرے سامنے سافٹ مین ثابت ہوا تھا۔ تمہارے جانے کے بعد وہ مجھے تڑپا تڑپا اور سسکا سسکا کر مارنا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اسے آفر دی کہ اگر وہ مجھے زندہ چھوڑ دے تو میں اسے منہ مانگی قیمت دوں گی۔ ہارڈ مین میری باتوں سے لالچ میں آ گیا۔ اس نے مجھ سے بیس کروڑ ڈالر مانگے تھے اور مجھے اپنی زندگی کے سامنے بیس کروڑ ڈالر بے حد کم معلوم ہوئے۔ جس کی میں نے ہارڈ مین سے فوراً ہامی بھر لی۔ ہارڈ مین نے نہ صرف مجھے آزاد کر دیا بلکہ اس نے خاص تکنیک سے وہیں میرے

کھسکے ہوئے مہروں کو بھی برابر کر دیا۔ مہرے ٹھیک ہوتے ہی میں اپنے پیروں پر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ احتیاط کے پیش نظر ہارڈ مین مشین پسٹل لئے میرے قریب ہی کھڑا تھا۔ میں ٹھیک ہو چکی تھی اور میرا جسم حرکت کے قابل ہو چکا تھا اس لئے میں بھلا اس کے مشین پسٹل کو کیسے خاطر میں لا سکتی تھی۔ میں نے مارشل آرٹ کا بھرپور مظاہرہ کر کے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل گرا دیا اور پھر اسی کے مشین پسٹل سے اسے ہلاک کر کے وہاں سے نکل آئی۔ میں نے بلیک کنگ سے رابطہ کرنے کی بے حد کوشش کی مگر میرا اس سے کسی طرح بھی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ ویسے بھی ہارڈ مین سے مہرے ٹھیک کرانے میں مجھے بہت وقت لگ گیا تھا اور مجھے خطرہ تھا کہ تم اس وقت تک یقیناً بلیک کنگ تک پہنچ جاؤ گے۔ میں نے فوراً اپنے ایک گروپ سے رابطہ کیا اور انہیں فوری طور پر چیف ڈیکوزی کی رہائش گاہ کے عقب میں پہنچنے کی ہدایات دیں اور خود یہاں پہنچ گئی اور خفیہ راستے سے یہاں آ گئی۔ میرا خیال تھا کہ میں خفیہ راستے سے نکل کر بلیک کنگ کے پاس جاؤں گی اور پھر میرے ساتھی اس کے کہنے پر اندر آ جائیں گے۔ مگر یہاں تو بازی ہی پلٹی ہوئی تھی۔ تم نے نہ صرف بلیک کنگ کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ رہائش گاہ میں کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا تھا۔'' مادام کرسٹا کہتی چلی گئی۔

''ہونہہ۔ تو ہارڈ مین لالچ کی وجہ سے مارا گیا۔'' ـــــ عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے یہ سن کر واقعی غصہ آ گیا تھا کہ ہارڈ مین نے محض دولت کی خاطر مادام کرسٹا جیسی خطرناک عورت کو نہ صرف زندہ چھوڑ دیا تھا بلکہ اس کے مہرے بھی ٹھیک کر دیئے تھے۔ اگر اس نے ایسا کرنا ہی تھا تو اسے مادام کرسٹا سے احتیاط برتنی چاہیے تھی۔ مادام کرسٹا خطرناک حد تک مارشل آرٹ میں مہارت رکھتی تھی اور اس کے سامنے بھلا ہارڈ مین کیسے ٹک سکتا تھا۔

''ہاں۔ اس کا لالچ ہی اس کی موت بن گیا۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

''اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔'' ـــــ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

''وہ فارمولا میرے حوالے کر دو۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

وہ عمران سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی اور اس کی انگلی راکٹ گن کے ٹریگر پر تھی اور وہ پوری طرح چوکنی تھی۔ عمران کی معمولی سی حرکت پر بھی وہ ٹریگر دبا سکتی تھی اور ٹریگر دبتے ہی راکٹ نکل کر واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کے پرخچے اڑا سکتا تھا۔

''کون سا فارمولا۔'' ـــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں ڈائمنڈ بلاسٹر کی بات کر رہی ہوں۔ جو تم نے بلیک کنگ سے حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ میں نے جولیا کے آخری الفاظ سن لئے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی کہ کام ختم ہو گیا ہے اور اب ہم سب کو یہاں سے نکل جانا چاہیے۔'' ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"اور اب تم مجھ سے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتی ہو۔" عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" ـــــ مادام کرسٹا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیا کرو گی اس فارمولے کا۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"وہی جو بلیک کنگ کرنا چاہتا تھا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"بلیک کنگ۔ کیا کرنا چاہتا تھا بلیک کنگ۔" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بلیک کنگ اس فارمولے کو سپر پاورز کے سامنے لانا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ پوری دنیا کو اس نئے اور انوکھے فارمولے سے آگاہ کرے گا اور اس قدر قیمتی دفاعی فارمولے کے حصول کے لئے یقینی طور پر ساری دنیا اس کی دیوانی ہو جائے گی اور بلیک کنگ فارمولا اس ملک کے حوالے کرے گا جو اسے بڑھ چڑھ کر دولت دے گا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے کہا۔

"اور اب یہ کام تم کرنا چاہتی ہو۔" ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بالکل۔ چیف ڈیکوزی ہی اصل بلیک کنگ تھا۔ اور یہ راز اب میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں تم سب کو ہلاک کر کے بلیک کنگ کی جگہ سنبھال کر جرائم کی دنیا کی بلیک کوئین بن جاؤں گی۔ کل تک جو اختیارات بلیک کنگ کے پاس تھے وہ اب

سارے میرے پاس ہوں گے۔ بلیک کنگ کی یہ ساری دولت۔ اس کے تمام راز میرے پاس ہوں گے اور دنیا یہ کبھی نہیں جان سکے گی کہ بلیک کنگ کی جگہ بلیک کوئین نے کیسے لے لی۔" مادام کرسٹا کہتی چلی گئی۔

"بہت خوب۔ پلاننگ تو اچھی ہے۔ کیا تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنی اس پلاننگ کا حصہ بنا سکتی ہو۔" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔" ـــــ مادام کرسٹا نے چونک کر کہا۔

"سیدھی سی بات ہے۔ تم یہاں بلیک کوئین بن کر حکمرانی کرو اور ہمیں اپنے ساتھ شامل کر لو۔ ہم کسی کو نہیں بتائیں گے کہ بلیک کوئین کون ہے۔ پھر تم بھی عیش کرنا اور ہمیں بھی عیش کرنے دینا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"سوری۔ یہ نہیں ہو سکتا۔" ـــــ مادام کرسٹا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم ہم سے ڈرتی ہو۔" ـــــ عمران نے ہنس کر کہا۔

"بلیک کنگ سوائے میرے کسی پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ اور کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ گولڈن راڈ ایجنسی کا چیف ڈیکوزی ہی بلیک کنگ ہے۔ میں بھی اسی کے طریقہ کار پر عمل کروں گی۔ اور اپنا

راز دار کسی کو نہیں بناؤں گی۔"۔۔۔ مادام کرسٹا نے کہا۔

"تب پھر تم مجھ سے ڈائمنڈ بلاسٹر فارمولے کے حصول کے لئے کیسے کہہ سکتی ہو۔"۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"فارمولا تمہارے پاس ہے۔ میں پہلے ہی تمہیں ہلاک کر سکتی تھی۔ مگر راکٹ گن سے نکلنے والا راکٹ ایک لمحے میں تمہارے پرخچے اڑا دے گا۔ اور اس طرح فارمولے کے بھی ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم سے اس طرح بات کر رہی ہوں۔"۔۔۔ مادام کرسٹا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تھینک گاڈ۔ اس کا مطلب ہے ہم اب تک صرف اس فارمولے کی وجہ سے زندہ ہیں۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اور اب میں تم سے آخری بار کہہ رہی ہوں۔ فارمولا میرے حوالے کر دو۔ ورنہ میں فارمولے کا خیال ذہن سے جھٹک کر تمہیں ہلاک کر دوں گی کیونکہ میرے لئے بلیک کوئین بننے کی اہمیت فارمولے سے بھی زیادہ ہے۔ اگر تم خود فارمولا مجھے دے دو گے تو میں شاید تمہارے بارے میں کچھ سوچنا شروع کر دوں۔"۔۔۔ مادام کرسٹا نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر طنز آمیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم ہمارے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتی ہو تو میں فارمولا تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔"۔۔۔ عمران نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ اگر کوئی شرارت کی تو۔"۔۔۔ مادام کرسٹا نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ اس کی عین پیشانی میں ایک سوراخ بن گیا۔ دوسرے لمحے اس کی پیشانی سے خون کی دھار سی نکلی اور وہ منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر الٹ کر گرتی چلی گئی۔ عمران اس کے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی جیب میں ہاتھ ڈال چکا تھا۔ اس کی جیب میں سائلنسر لگا ریوالور تھا۔ جیب میں ہاتھ ڈالتے ہی اس نے مادام کرسٹا پر جیب سے ہی فائر کر دیا تھا اور گولی اس کی جیب میں سوراخ بناتی ہوئی مادام کرسٹا کی پیشانی میں جا لگی اور وہ ہلاک ہو کر وہیں گر گئی۔ مادام کرسٹا کے گرنے کی آواز سن کر عمران کے ساتھی تیزی سے مڑے اور پھر مادام کرسٹا کو مردہ دیکھ کر وہ چونک پڑے۔

"مم۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میری طرف ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔"۔۔۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اتنی دیر اس سے فضول بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی کام تم پہلے بھی تو کر سکتے تھے۔"۔۔۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

"موقع ملنے کی بات تھی۔ جیسے ہی موقع ملا میں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ دیکھو اس کی وجہ سے میرے قیمتی کوٹ میں سوراخ ہو گیا ہے۔"۔۔۔ عمران نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے کوٹ کی جیب میں بنے سوراخ سے انگلی باہر نکالتے ہوئے کہا تو

وہ سب ہنس پڑے۔

"اچھا۔ اب فضول باتیں چھوڑو۔ یہ بتاؤ۔ اب یہاں سے نکلنا کیسے ہے۔ اوپر تو مادام کرسٹا کے آدمی موجود ہیں۔"____ جولیا نے کہا۔

"مادام کرسٹا جس خفیہ راستے سے آئی ہے۔ یہ راستہ کھول کر اس نے ہمارے لئے یہاں سے نکلنے میں آسانی پیدا کر دی ہے۔ آؤ اس راستے سے نکل چلتے ہیں۔"____ عمران نے کہا اور پھر وہ اس خلاء کی طرف بڑھے جہاں سے مادام کرسٹا وہاں آئی تھی۔ وہ ایک زیر زمین طویل سرنگ تھی جو دور ایک خالی پلاٹ میں نکلتی تھی۔ یہ پلاٹ بھی جھاڑ جھنکاڑ سے بھرا ہوا تھا۔ اس لئے انہیں وہاں سے نکلتے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پلاٹ کے دوسری طرف ایک کار کھڑی تھی جو غالباً مادام کرسٹا کی تھی۔ اور پھر وہ سب مادام کرسٹا کی کار میں سوار ہو کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ہارڈ مین تو اپنے لالچ کی وجہ سے ہلاک ہو چکا تھا مگر اس کی دی ہوئی رہائش گاہ ان کے پاس ہی تھی۔ اس لئے وہاں جا کر اور اپنے حلیے بدل کر وہ آسانی سے پاکیشیا جا سکتے تھے۔

ختم شد

عمران سیریز کے متوالوں کے لیے ایک بے مثال ناول

مکمل ناول

ویلکم مشن

مصنف۔ صلاح الدین انقلابی

- پاکیشیا کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کرنے کا اسرائیل اور کافرستان کا خوفناک مشترکہ منصوبہ۔
- اسرائیلی سیکرٹ سروس نے پاکیشیا کے ایٹمی ری ایکٹر کے سیکورٹی سسٹم کی فائل اور حساس نقشے حاصل کر لئے۔ مگر کیسے؟
- ایٹمی تنصیبات پر فضائی حملے کی کمان کرنے والا پاکیشیا کا ہی ہوا باز تھا۔ وہ غدار کون تھا؟

وہ لمحہ۔ جب پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کے سیکورٹی انچارج نے عمران کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ انتہائی حیرت انگیز چوئیشن۔

- اسرائیلی ایجنٹوں نے پاکیشیا کے صدارتی موٹر کیڈ کے روٹ پر ریموٹ کنٹرول بم نصب کر کے بموں کو بلاسٹ کر دیا۔ پھر؟
- کافرستان سیکرٹ سروس نے پاکیشیا کے سفارتکار اغوا کر لئے۔ آخر کیوں؟

وہ لمحہ۔ جب عمران، تنویر اور میجر عامر کو کافرستان کے ہوائی اڈے پر اپنی جانیں بچانے کے لئے بنکرز میں چھپنا پڑا۔

- کافرستان سیکرٹ سروس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں بے بس کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ۔ جب ناٹران کی زندگی بچانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران آگ کے دریا میں کود پڑے۔ پھر؟

- کافرستان کے لڑاکا طیاروں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہیلی کاپٹر فضا میں تباہ کر دیا۔ کیا سیکرٹ سروس کے ممبران بچ گئے؟

پاکیشیا اور اس کے کروڑوں عوام کی سلامتی کے لئے سیکرٹ سروس کے جانبازوں کی بے مثال جدوجہد پر مشتمل ایک عظیم کارنامہ جو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

شائع ہو گیا ہے۔ آج ہی اپنے قریبی بکسٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

یوسف برادرز
الحمد مارکیٹ
غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار
لاہور
401919

عمران سیریز میں دھماکہ خیز ناول

سفلی چہرے

سپیشل نمبر

مصنف فاروق سلیم

☆ شیطان کے چیلے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے۔

☆ مہابلی ۔شیطان کا چیلا۔جس نے ہزاروں سال پہلے سمندر میں غرق ہونے والی فوج کو زندہ کرلیا۔تاکہ مسلمانوں کا قتل عام کیا جا سکے۔

☆ مسلمان سائنسدان اپنی یادداشت کھو بیٹھتے ہیں۔

☆ ایکریمیا اور باگارنیہ کے دو شہروں میں شیطانوں کا راج جو ہر ایک شہری کو قتل کر دیتا ہے۔

☆ کرنل فریدی اور میجر پرمود بھی عمران کا ساتھ دینے کے لئے شیطان کے ہرکارے، مہابلی کے خلاف حرکت میں آجاتے ہیں۔

☆ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہزاروں ٹن ریت کے نیچے زندہ دفن ہو گئے۔

کیا میجر پرمود اپنے شہر کی تباہی کا انتقام نہ لے پایا۔

☆ مہابلی جس نے کافرستان اسرائیل اور ایکریمیا کی ایجنسیوں کو اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا اور پھر ایک ایجنسی کی تباہی کے بعد یکے بعد دیگرے مزید ایجنسیاں مقابلے کے لئے اتارتا رہا۔

☆ ریڈ وے ایک بین الاقوامی تنظیم جو مہابلی کی حفاظت کے لئے میدان میں آجاتی ہے۔

☆ تاج کے حصول کے لئے علی عمران کو آگ کے سمندر میں سے گزرنا پڑا اور باقی ساتھی دیکھتے ہی رہ گئے۔ کیا علی عمران آگ کے سمندر میں جل گیا۔۔۔یا؟

☆ وہ کیسا تاج تھا۔جس کے لئے عمران نے یقینی موت کو گلے لگا لیا۔

☆ پاکیشیا سیکرٹ سروس کرنل فریدی اور میجر پرمود سفلی چہروں کے گھیرے میں ہر پل موت کے قریب تر ہوتے چلے گئے۔

ناشران

یوسف برادرز
الحمد مارکیٹ
غزنی سٹریٹ۔اردو بازار
لاہور

Mob.0300-9401919



ظہیر احمد

یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور



ظہیر احمد

یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور